دیوان سیفیر

سید شائق حسین سیفیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چکیدہ قلم مضامین رقم عالیجناب شمس العلما نواب سید امداد امام صاحب بہادر

المتخلص اثر عظیم آبادی مدظلہ العالی

جناب نواب میر محمد سید شایق حسین خان صاحب کی عالیخاندانی سے دنیا واقف ہے بزرگان آپ کے ہندوستان و ایران میں علم و فضل اور بھی ثروت و دنیاداری کے اعتبار سے نہایت نامور گذرے ہیں۔ آپکا خاندان عالی ایک عرصۂ دراز سے مشہور علم و عمل رہا آپ کے جد امجد نواب میر عالم صاحب غفران مآب گذشتہ زمانے میں سرکار دکن کے مدارالمہام تھے۔ آپکے بھی ماموں جناب شریعت مآب مفتی میر عباس صاحب قبلہ مجتہد العصر اعلم العلماء مشہور دوران گذرے ہیں بہرحال سروست میر صاحب بہادر کے خاندانی حالات و کمالات کا ذکر راقم الحروف کو منظور نہیں ہے یہاں راقم الحروف کو صرف اسقدر عرض کرنا مقصود ہے کہ آپ کے کمالات شاعری کی نسبت

جاری ہے قصاید اور مرثیوں کا ذخیرہ بھی کئی برس ہوئے کہ شائع ہو چکا اہل نظر سے زیور تحسین و آفرین حاصل کر چکا ہے یہ دوسرا دیوان غزل کا بھی بفضلہ تعالیٰ حلیہ طبع سے آراستہ ہو گیا آنکی طبیعت کا خاص طرز روانی و آمد ہے لیکن نازک خیالی سے بھی بندش سے بھی معنی آفرینی سے بھی خالی نہیں ہے ۔

چکیدۂ قلم جناب مولوی مسعود علی صاحب بی اے المتخلص بہ محوی سابق ناظم صدر عدالت سشن جج (حال وظیفہ یاب حسن خدمت سرکار عالی

ہمارے مکرم و معظم دوست میر نواب سید شائق حسین خاں صاحب بہادر المتخلص بہ شائق کمانڈنگ افسر پلٹن باقاعدہ صرف خاص مبارک کا تعلق حیدرآباد دکن کے ایک ایسے خاندان سے ہے جو ظاہری وجاہت اور دنیاوی عزت کے ساتھ ساتھ علمی اور ادبی میدان میں ہمیشہ ممتاز اور سربرآوردہ رہا ہے ۔ یعنی میر ابوالقاسم خاں شوشتری المخاطب نواب میر عالم بہادر صدر اعظم ریاست حیدرآباد دکن اور آپ کے حقیقی بھائی سید زین العابدین خاں شوشتری المخاطب بہ میر میران از سلک امرائے عظام و سپہ سالار دولت حیدری و نیز مولوی عبداللطیف خاں صاحب

کامل النفس اصحاب نے ملاحظہ فرما کر پسندیدگی کا تمغہ عنایت فرمایا ہے۔ اس لئے نیا یہ کلام کو پبلک سے تعارف کرانے کی ضرورت باقی رہتی ہے اور نہ کسی تعریف و توصیف کی حاجت جن حضرات کو مذاق سخن ہے۔ اور وہ اس خیالی فن کے غیر محدود اور نازک قاعدوں سے آشنا ہیں وہ خود اس دیوان کو دیکھکر اس امر کا فیصلہ فرمائینگے کہ جو کچھ ان دونوں بزرگواروں نے جناب میجر سقیفر صاحب بہادر کے کلام کی نسبت تحریر فرمایا ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے۔

چکیدۂ قلم جناب کپٹن سید حسن محی الدین حسین صاحب مہتمم شفاخانہ پلٹن باقاعدہ صرف خاص مبارک سرکار عالی

ہمارے میجر نواب میر شایق حسین خاں صاحب سقیفر افسر کمانڈنگ پلٹن باقاعدہ صرف خاص مبارک کی عالی خاندانی و فنون سپاہ گری کے متعلق مجھے اس وقت کچھ لکھنا منظور نہیں ہے۔ چونکہ آپ کا کلام اس وقت میرے پیش نظر ہے جس کے متعلق میں اپنی رائے ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ اولاً یہ کہ جو افسر کہ اپنے فرائض منصبی کے انجام دہی کے بعد اپنا وقت علمی مشاغل

چکیدۂ قلم جناب علامۂ عصر فاضل بے بدل عالم عدیم المثل جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول مولانا مولوی سید اشرف صاحب شمسی پروفیسر کلیۂ جامعۂ عثمانیہ

جناب نواب میر شایق حسین خاں صاحب بہادر جاگیردار میجر کمانڈنگ پلٹن باقاعدہ صرف خاص مبارک علامہ دہر فاضل الزماں سید نعمۃ اللہ جزائری کے اولاد سے ہیں علامۂ موصوف صاحب تصانیف کثیرہ اور علماء وقت میں ممتاز تھے علامۂ ممدوح کے فرزند ارشد فاضل اجل سید نور الدین کے فرزند دلبند سر برآوردہ اور سرآمد روزگار دو شخص ہیں ایک سید زین العابدین از امرائے عظام و سپاہ سالار دولت حیدریہ الشہ الملقب میر میراں دوسرے میر ابو القاسم المخاطب بہ میر عالم مسند نشین وزارت ریاست حیدرآباد دکن تھے۔ فاضل زمانہ سید زین العابدین سپاہ سالار دولت حیدریہ میسور نواب میجر شایق حسین خاں صاحب بہادر کے جد اعلیٰ ہیں و علامہ وقت مفتی میر عباس صاحب قبلہ مجتہد لکھنوی فرقہ امامیہ اور استاد ادبیات عربی و فارسی و فاضل الدہر سناد الملک آقا سید علی شوشتری نواب صاحب کے اعمام سے ہیں اس خاندان کے بزرگوں کو ہر زمانہ میں علم و دولت سے افتخار رہا ہے

قصیدہ در مدح قطب الاقطاب حضرت مہر من صاحب قبلہ اسہرا آبادی پیرو مرشد سلاطین قطبیہ اعلی اللہ مقامہ

مہک رہا ہے یہہ خوشبو سے آج کس کا مزار
حیا سے سر بہ گریبان ہے نافۂ تاتار

ہر ایک پھول سے بوئے بہشت آتی ہے
کہین نہ اوٹھ کے چلی آئی ہو وہین کی بہار

فلک سے بہر زیارت ملک بھی آئے ہین
صفیر طائر سدرہ ہے یا یہہ صورت ہزار

مہک جو آتی ہے پھولونکی کنج مرقد سے
نسیم باغ بھی کرتی ہے اپنی جان نثار

نظر ٹھہر نہین سکتی نکل کے آنکھون سے
شعاع مہر ہے یا شامیانۂ زرتار

مجاوروں کا نہ دل باغ باغ ہو کیونکر
کہ گل کھلاتی ہوئی پھرتی ہے نسیم بہار

ملیگا آج ثواب سعادت دارین
پئے طواف گھروں سے چلے صغار و کبار

کسی طرف نظر آتا ہے گلرخون کا ہجوم
کہ جسپہ گلشن انجم کو کر دے چرخ نثار

لباس فاخرہ پہنے ہوئے سب آئے ہین
عمامہ سر پہ کسی کے کسی کے ہے دستار

شریک بزم جو آکے ہو رہے ہین نشیں
ہٹو بڑھو کی ہر اک سمت ہو رہی ہے پکار

مشاہدہ مین کوئی ہے مراقبے مین کوئی
فقیر ایک طرف اک طرف ہین دنیادار

تمام اہل معانی و صاحب باطن
تمام بادۂ عرفان سے بیخود و سرشار

نہ کس طرح ہو تحیر جبین و ابرو سے
ہلال یک شنبہ دیکھا قرین ماہ تمام

اگر وہ ہے شب معراج تو یہ ہی نور وزن
ہے جیسی صبح دل آویز ویسی پیاری شام

نظر وہ آنکھ ملاتے ہی برچھیاں مارے
وہ آنکھ قلب مسیحا سے چھین لے آرام

وہ حسن ماہ دو ہفتہ بھی جس سے دل مین خجل
ضیائے مہر کی زر وکش صباحت اندام

مثال حضرت موسیٰ مرے حواس تھے گم
کہ نور برق سر طور تھا عیاں سر بام

ہزار غمزۂ خونی نے دور باش کہا
ہزار اُس کی ادا نے دکھائی مجھکو حسام

ہوا نہ خوف ذرا مجھکو اُس کی ہمت بڑھا
بنا تھا دل مرے پہلو مین ضیغم آجام

نظر جو اُس سمن اندام سے دوچار ہوئی
عجب ادا سے کیا اُس نے مسکرا کے سلام

سکوت کرکے ذرا اور کھا تو پھر یہ کہا
تو کیستی و کجا آمدی و نام کدام

دیا یہ مین نے بصد عجز اُس پری کو جواب
چھپاؤن آپ سے کیونکر سفیر ہے مرا نام

ہے میرا شغل فی الحال فوج شاہی مین
ستم رسیدہ و مظلوم و بیکس و ناکام

زمانہ ہو گیا خالی مرے بزرگون سے
کہان نصیب مین میرے وہ عیش و آرام

کوئی عزیز تھا اُن مین مقرب خاقان
کوئی مہام وزارت کو دیتا تھا انجام

کوئی تھا میر زمان کوئی میر عالم تھا
خطاب و منصب و جاگیر پاتے آئی تمام

وہ اون کا دور گیا یہ مرا زمانہ ہے
وہی زمین وہی گردون وہی سحر وہی شام

[illegible]

مناظرہ کا جو لون نام تو بڑے گی بحث	کرون جو ذکر مطول تو ہو گا طول کلام
اگرچہ خطۂ ملک دکن ہے رشک ارم	ارم مین نام کو بھی نہین بجز ارام
وہان شراب مصفا ہے اور حور و قصور	یہان ہے لعبت سجاد و بادۂ گلفام
وہان ترانۂ دلکش بہ اہتزاز نسیم	یہان ہے صلصل ساز نگ و صوت ہر ہنگام
بہشتیون کے گلے مین فقط ہین حلۂ سبز	یہان ہین مختلف اللون جام ہائے انام
اگر وہان ہین اطاعت کیواسطے غلمان	یہان بھی ویسے پری چہرہ خوب ہین غلام
اگرچہ ہے دلکش و دلجو وہان کی شام و سحر	ازل سے دست و گریبان ہے یان بھی نور و ظلام
بہشتیون کو نہین احتیاج مایحتاج	بغیر زر نہین چلتا یہان کسی کا کام
وہان ہے خازن جنت فرشتہ اک رضوان	یہان ہے والی ملک دکن حضور نظام
بہ ہیچ شاہ اگر مطلعی کنم عنوان	شود ز دیدن او دنگ صبح آئینہ فام

مطلع ثانی

جو اس کی رائے منور ہو سائبان غلام	رہے نہ نام کو پھر تیرہ بختی ایام
وہ اوج و جاہ و حکومت مین ہے سلیمان نظیر	رہین نہ جادۂ طاعت پہ کیون ہوام و سلام

[illegible]

مطلع ثانی

کرے نہ کس لیے تعظیم شاہ شیخ حرم	پئے طواف نہ کس طرح باندھ لے احرام
سپر ہے اُسکی حفاظت کے بیچ مین حائل	چلے عیادت ضیغم کے واسطے انعام
نہ خوف پنجۂ شہباز ہے نہ خوف عقاب	نشیمنوں مین نوازن ہے کبک اور حمام
سنی ہے عدل حضور نظام کی شہرت	جواہر آپ کو کھینچے نہ کیون بہ سلک نظام
پڑے جو پر تو مہر اُسکی قدر بڑھ جائے	ابھی عقیق کے ہم رتبہ ہو ترشکے رخام
جمال بخت مرے شہ کا روز افزون ہے	یہ وہ سحر ہے کہ جسکی کبھی نہ ہوگی شام
جو شہ کا ابر کرم اُسطرف برس جائے	تو آب بحر نظر آئے سب کو نقرۂ خام
عطا ہو فیض سے اُسکے یہ ماہیونکو شرف	چمک کے سکۂ عثمانیہ ہون فلس تمام
الٰہی شاہ مرا شاہ ہفت کشور ہو	ہمیشہ تخت فریدون رہے تہ اقدام
ترا ہی کام ہے ہر معرکہ کو سر کرنا	ترا ہی عزم ہے اقبال شاہ نیک انجام

مقطع

بخت ترا چمکے شکل طرۂ شاہ
تو سرخ رو رہے یون جیسے شاہ کی صمصام

دیگر
قصیدۂ نظامیہ

ملک نہین ہے ملک ہی تو آصف جم قدر
بغیر صدر اعظم امور دیوانی

کوئی نہین ہے کام وزارت کا اتوا مین
تجھے فراست و شوکت نہ ہے جہان بانی

نہ کس لئے ہو ترا قلب رحم کا مسکن
ہے بین قلب سلاطین جسم رحمانی

لسان فکر تنا فی ثناک منطلق
دماغ خبرہ تنا من ہداک سحبانی

شہا ہر اک ترے خوان کرم سے زلّہ ربا
ہنود و گبر و مجوس و جہود و نصرانی

ہوا اژدہائے فلک بستہ اشکبوس کیطرح
کمند معدلت خویش را چو پیچانی

پلاؤن تیغ کا پانی کھلا کے تیر کا پھل
ترے عدو کی سر رزم ہو یہ مہمانی

فرس ہے طور تو موسیٰ ہے دشت ایمن ہے
لجام ہاتھ مین کرتی ہے کار ثعبانی

تری عطا ہے شفا بخش اختلاج قلوب
وہی ہے شہرت دینار حاتم ثانی

ترے نوال کے آگے ہین ذرّہ بے قدر
عطائے حاتم و انعام معن شیبانی

لکھا ہے شہ کی محبت پدر سے بہتر ہے
ہے تیری مہر کا قائل حکیم ودّانی

عجب نہین کف بیضا ضیا مین پاکے جگہ
فراعنہ یہ کرے خامہ کار ثعبانی

پڑی ہے عدل کی زنجیر پاؤن مین اسکے
ہوا ہے عہد مین تیرے جو ظلم زندانی

شہنشا ملکا خسروا جہان پناہا
ترے ہی ذات پہ نازان ہے نوع انسانی

تو اولین ہے شہا ور وجود موجودات
وجود جو ہر اوّل نہین ترا ثانی

تری جلو مین ہمیشہ ہو کہکشان کا علم	برائے ساحت اجلال و جیش سلطانی

سفر مدینہ کا ہو شاہ صدر زین پہ رہے
رہون جلو مین مین تھامے رکاب سلطانی

قصیدہ تہنیت جشن سالگرہ مبارک اعلیحضرت بندگان قوی شوکت سلطان السلاطین ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی نواب میر عثمان علیخان بہادر دام اقبالہ و ملکہ باشاد دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ میگوید۔

آج دل کیون نہ بنے غنچۂ اسرار ازل	شجر طور ہے اِس باغ کی اُٹھتی کونپل
غرۂ ماہ رجب سالگرہ شاہ کی ہے	خود بخود آج شگفتہ ہے مرا باغ امل
چہرۂ مہر پہ ہے آج شفق کا غازہ	صبح کیونکر نہ ملے ماتھے پہ اپنے صندل
اللہ اللہ صفائی کی کوئی حد بھی ہے	سو جگہ باد بہاری کا گیا پاؤن پھسل
توپیون کے لئے اطفال نباتات کی آج	لائیگی کارگہ باغ سے شبنم مخمل
زر گل کی نظر آئیگی جو گلشن مین کمی	شونا برسانے کو آئینگے سنبھلے بادل
ہے اُجالا جو لپ جو تو اندھیرا سر کوہ	کا لکا نگی بجلی تو کنھیا بادل

ہے مہ و مہر ہی سے جشن نباتی کا نظام
کیا عجب ہے کہ جو دیکھے فلک مینا لی
ہے جوانان چمن کیلئے لالے کا ایاغ
کہکشان عکس شفق سے نظر آتی تھی یون
ہے شفق مہر جہانتاب کے رخ کا غازہ
نازسے برق کا ہے رعد کے جانب یہ خطاب
شاہدان چمنستان بھی ہین کیا شوخ و شریر
منہ بناکر یہ کہا اُس نے کہ لی اپنی خبر
جسطرف دیکھئے آتا ہے نظر جوش بہار
ہو چھلکنے مین بھی نغمہ کی صدائین پیدا
رنگ شیشون کا بھی ہونیلگا وھانی ساقی
نیزہ تانے ہوئے پھرتا ہے سماک رامح
مدح سرکار مین وہ نور کے ہون شعر سفید
میر عثمان علیخان بہادر جمجاہ
نہ فلک ہین ترے رتبے کے مقابل نہ برج

قطعہ

کیون منظم نہو دونون ہین فرنگی جنرل
طارم تاک کو لے خوشۂ پروین بدل
نوش وارو گل خودرو کو چمن مین حنظل
مانگ مین جیسے دلہن کی کوئی بھر دے صندل
عرق گل مین کیا چرخ نے شنجرف کو حل
کب برستے ہین زمانہ مین گرجتے بادل
ہنسکے کہنے لگی نرگس کو جو سوسن شفتل
تو وہ چنچل ہے کہ آنکھونسے اڑا لی کاجل
رنگ گلشن کا نہ شیشے کی طرح جا ابل
بیضۂ زاغ بھی لے آئین تو نکلے کویل
بط مے باغ سے اڑ جائے نہ بنکر مرغابی
ہے طرفدار بہار آج سماک اعزل
چشم خورشید مین جس سے ابھی آجائے سبل
عید کا چاند سمجھتے ہین جسے حوت و حمل
ساحت قدر مین ہے عرصۂ گیتی خردل

خیر میں خم کی مناتا ہون کہون بادہ پرست
کافر عشق کو ہوتا نہین پاس ملت

دے کے دل تجھکو میرجان مین کہین کا نرہا
اور اغیار سے تجھکو نہین دم بھر فرصت

تیغ ابرو کے اشارے سے ٹپکتا ہے لہو
دیکھ رہ جائیگی تجھپر مرے خونکی تہمت

جی مین تھا بیٹھ رہون تارک دنیا ہوکر
پر نہین مذہب اسلام مین رہبانیت

واقف احکام سے مین دین مسیحی کے ہون
ژند و پاژند کے دستور سے صاحب خبرت

مے و معشوق سے دیکھا نہین بہتر کوئی شغل
کوئی دم تو رہے اوضاع جہاں سے غفلت

حشر تک سن تے چلے جائینگے افسانہ ظلم
کاہ مین خون سیاوش کی ہے ابتک رنگت

بوسے دینے میں رہیگا تجھے کبتک انکار
نام سے میرے رہیگی تجھے کبتک نفرت

بسمل و تشنۂ انداز رہے دل کبتک
کب تلک تیرے تغافل سے رہون بد قسمت

نام تو اوسکا بتادے یہ کیا جس نے کہ کو
سوسنی ہوگئی ہونٹونکی گلابی رنگت

رام ہو جائیگا کس روز تو اے آہو چشم
ہائے کب اترےگا یہ نشہ جام وحشت

آج گردون کے اشارے سے لیا میر اسلام
ہائے رے ناز و نزاکت تری بل بے نخوت

بیٹھ اے زہرہ جبین آکے مرے پہلو مین
تیرا وارفتہ ہون مست ہے مین ہون صفت

خوف کس کا ہے مریجان پیالہ بھر دے
مجھسے کل محتسب شہر نے لی ہے رشوت

تاج فغفور ہے یہ کاسۂ چینی میرا
حلقۂ زلف ترا نافۂ مشک تبت

ردیف الثاء

[illegible]

ہے مری بسم مسمّط مگر ان معنیوں سے
چار جانب ہے رباعی کی مری ایک بندہی
مدح حضرت کے سبب سے مراتبہ ہے بلند
اشہب خامہ کو کیونکر نہیں سرپٹ پھیکون
میرے سرکار کا اقبال مرا حامی ہے
میر عثمان علیخان بہادر جمجاہ

جس سے ہی گردن محبوب سخن کی زینت
شش جہت میں ہے مسدس کی مرے شہرت
ہے مرے شعر کی شعرا سے زیادہ زینت
مجھکو معلوم ہے میدان سخن کی وسعت
جسکی ہے روشنی عقل چراغ طلعت
جن کے دروازہ کے دو ہیں بہت اوج رفعت

مطلع ثانی

وہ فلک رتبہ ثریا پہ ہے جسکو رفعت
تخت اقدام ہے مسند اقبال و کرم
توپخانہ سے عیاں قہر الٰہ للارض کی شان
یک شبہ چاند جلو میں ترے چاندی کا علم
جگمگاتے ہو روشنو کے نہیں کیوں ہر رات
وصف لکھنے میں حیا کے مجھے سرخی کے لئے

ماہ کامل ہے جہاں شمع کو چراغ خلوت
نشتر لا و نعم کہا نہیں سکتی ہمت
طنطنہ کوس کا منتہی سماع الثقلت
اسپہ منقوش ہو جو کچھ وہ ظفر کی آیات
جام کوثر ہے ترا بزم ہے تیری جنت
چاہیے رو سے عروسان سخن کی حرمت

[illegible]

دو قدم دوڑ کے اقبال قدم لیتا ہے — چومتی ہے ترے بازو کو جو تیغ نصرت

تیغ یوں ڈوبتی ہے فوج عدو میں جیسے — جوہری کرتا ہے قاموس میں تصحیح لغت

سبک ایسی ہے کہ کہتے ہیں اسے موج نسیم — کہ سطح اُلٹے نہ اوراق کتاب فطرت

تیری تلوار سے باطل ہوئی حاسد کی دلیل — نہ چلی عالم منطق کی قضایا سے حجت

تیرے خاتم میں ہے کیونکر ہو نگیں اقبال — زندہ کر دیتا ہے کشتوں کو بسر مدحت

مانگ میں جیسے دلہن کے کوئی بھر دے صندل — تیری تلوار کے ناہوں میں ہے ایسی حمرت

رزم گہ سے تیری پہنچا ہی فلک پہ جو غبار — آج ظاہر ہوئی معنی نجوم کدرت

رشتۂ عزم جہانگیر کی تیرے یہ کشش — بحر کا موس کشائی ہو کمند سطوت

چشم بد دور محبوب حسین ہے تری تیغ — روز چار آئینہ میں دیکھتی ہے جو صورت

یوں دم جنگ چمکتی ہے وہ مانند ہلال — سب دعا پڑھتے ہیں جب تک ہو اسکی رویت

تیری تلوار سے جاری ہیں لہو کے چشمے — اسکے ناہوں کے ہی جوہر سے عیاں [illegible]

ایک ہی وار میں جو رنگ ہے راکب مرکب — تیری تلوار کو کیا آتی ہے ضرب و قسمت

اسکی ایراد ہے ہر ایک دلیل قاطع — ہے معلول ہی باقی نہ تو ثابت علت

تیغ تیری ترے دعوے پہ دلیل روشن — قطع کر دیتی ہے جو عمر عدو کی حجت

برق خاطف ہی عدو کے لئے تیری تلوار — اسکی جھنکار ہے آوازۂ کوس [illegible]

عالم اکبر و اصغر سے بڑی ہے یاں بحث	مہ و خورشید کو بھی تجھ سے بھلا کیا نسبت
کونسا رتبہ وہ ہے جو نہ ملا ہے تجھکو	تیرے ہی واسطے اتممت علیکم نعمت
کوئی کہتا ہے ترا مثل کسی کو تو کہے	فکر ہر کس بجہان است بقدر ہمت
مجھسے پوچھو تو قسم کہا کے کہوں گا میں کبھی	اس زمانہ میں نہیں تجھکو کسی سے نسبت
تیرے احساں کے مقابل میں بھلا کس کی زبان	ہو ترا شکر بھلا وہ بھی بقدر ہمت
آ چکے دن تو جہاں میں ہے وہ عالی رتبہ	آسماں کو ہے ترے مرتبہ سے اک نسبت
خوبیاں لکھوں تری اب یہ کلک و زبان	لکھ سکے کچھ ترے وصف خدا کی قدرت
مورد لطف سے ہے تیرا زمانہ میں سفیر	تو سلامت رہے دنیا میں بجاہ و حشمت

ہو مبارک مرے سرکار کو یہ سالگرہ
اختر بخت رہے کوکب صبح عشرت

در مدح یکے از سرداران لشکری گوید

۱۲۰

محاسن ہیں ان ہیں محامد ہیں ان میں | غرائب عجائب عجائب غرائب
کمالات کا ان کے کیونکر بیاں ہو | نہ حد محامد نہ حصر مناقب
نہ کیوں بخت و اقبال دونوں ہوں حامی | وہ ہے پیشکار اور یہ ان کا نائب
محبت میں یعقوب و یوسف ہیں دونوں | اب و ابن مانند یک جان دو قالب
نہ ہو رونق رزم و بزم ان سے کیونکر | کبھی ہیں مجاہد کبھی ہیں مراقب
مقابل صفات حمیدہ کے ان کے | محامد ہوں اغیروں کے ساری مثالب
مرے ساتھ کی تم نے نیکی ہمیشہ | فاعطاکم اللہ خیر المواہب
نہی رسم از سطوت قہر گردون | کہ تا یار من ہست حق در نوایب
زہے حق فارق کفر و اسلام باشد | ز تیغ تو شد انکشاف غیاہب
جنود عرب یا فشوں عجم ہو | تری فوج بے شبہ ہو سب پہ غالب
ترے آگے کیا ترے اعدا کی ہستی | لیوث مغاضب ہیں مثل ثعالب
زعزم تو در صیدگاہ تو ماند | شکار پلنگان شکار ارانب
ترا اک پیادہ بھی ہنگام ہیجا | دلت دیکا دم ہیں صفوف کتائب
شرر زاز تیغ تو کوہ سیہ شد | کنجم ہوا فاضاء الغیاہب
ترے کف کافی سے کیونکر نہ ہوتی | فشوں نظامی کثیر المواہب

در ستایش یکے از خواتین معظمہ گفتہ شد

ہے آشیانہ مغرب میں مرغ زریں پر
سفیر ایک گاگل شرق سے خوشی کی خبر

پئے سست بادۂ عشرت ہے عالم فلکی
کہ اپنے جام سے ہے بہرہ ور مشتری یکسر

سہیل تولتا ہے موتیوں کو میزان میں
ستارے گنتا ہے کف الخضیب انگلیوں پر

یہ دو طرح کا ہے رنگ آج نقشہ مے میں
کہ مشتری ہے خطیب اور زہرہ خنیاگر

دیا جو اوس کو فلک نے نطاق جوزا کا
تو رقص کرتا ہے بہرام کھینچ کر خنجر

جھوم رہا ہے عطارد ترانہ دلکش
ہے کب سے کان لگائے نشید زہرہ پر

مجھے بھی تہنیت عید کے لئے اس وقت
ہے ایک عصمت کبریٰ کی مدح پیش نظر

وہ ہے ذات میں تو شمس بھی مونث ہے
مربی ہمہ عالم جو خلق بحر و بر

جہاں ہیں سارے مولید اثر ہیں اوس کے
نبات و معدن و حیوان سبھی ہیں زیر اثر

بہ فیض شمس ہے عالم جو ہو گیا عالم
اوسی سے جلوہ لیل و نہار و شام و سحر

اوسی سے فصل خزاں ہے اوسی سے فصل بہار
اوسی سے عالم کون و فساد میں ہے اثر

بہ اذن خالق قہار اوس کے ہیں افعال
غلط ہیں معتقدات مجوس زشت سیر

موثرات سماعی ہیں نقطہ دنیا ہے
کہ جیسے عالم و آدم ہے اکبر و اصغر

مطلع ثانی

[illegible]

اٹھیں کے ہاتھ سے [illegible] خلعت
جہاں میں ایک دن [illegible] ہو دائم
ہوا [illegible] سا لیسر نامی
اگر ہوتیں زمانے میں حضرت عمر
نہ کیوں ہو مفتخر کل جہان کل وجود
محمد [illegible] ہے بجز اس کے
ہے [illegible] عدل کے جو شیوۂ جہانبانی
[illegible] بالعموم [illegible]
ہے شش جہت میں جو یکتا ہے خلق ذات اسکی
اوسی سے آج ریاست کا ہے نظم و نسق
جہاں میں اسکی فراست کے بجتے ہیں ڈنکے
قدم ہے [illegible] کا سزاوار پایۂ اورنگ
ہے کس کے [illegible] حکمت کا قفل ابجد خوان
اگر [illegible] اسکا [illegible] کا سایہ ہے
وہ عصمت [illegible] ہے جسکی اگر قسم کھائے

[illegible] کے جوہر
جہاں میں [illegible] ہوا اسکی ہمسر
حباب [illegible] ہیں اگر
[illegible] حضرت [illegible] حضرت شبیر
اوسی کے جسم [illegible] معدلت [illegible]
ملک خصال [illegible] فلک جاکر
[illegible] قضا و قدر
اوسی کی ذات سے [illegible]
[illegible] عقول عشر
[illegible] ہے اسکی [illegible]
زبسکہ [illegible] تا بہ محشر
اوسی کے واسطے [illegible] خلعت و افسر
ہے نام جس کا ارسطو حکیم دانشور
وہ [illegible] حیا پرور
کبھی [illegible] سکندر

[illegible]

[illegible]

۱۱

[illegible] جہانی [illegible]

[illegible]

[illegible]

اوسکی ذات سے انتقال [illegible] عشق

[illegible] مشکلات کا دریا جو سامنے [illegible]

اعانت اوسکی خدا و رسول کرتے ہیں

ہیں اوسکے تابع فرمان جہانکے دوران

جیا ہے کہ نظر و سعادت بخش و [illegible]

لیا خطیب لقب نام اوسکا بھر دعا

پناہ اس در دولت پہ آکے لیتے ہیں

[illegible]

[illegible] ہیں دیتا

تمام چیز [illegible] جس میں ہے جزو [illegible]

زیادہ اس سے عقیدہ کو [illegible]

جہاں میں شمس و قمر کا وجود ہے جب تک

[illegible]

[illegible]

ہر ایک کی کشتی امید [illegible]

[illegible] کی ذات سے افعال [illegible]

ہیں اوس کے لطف [illegible]

مطیع بخت ہے اور [illegible]

[illegible] اگر [illegible] جہاں [illegible]

[illegible] شعبدہ گر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اوس کی صف [illegible]

[illegible] ملک [illegible] جمع [illegible]

جہانکی ساری خلایق [illegible]

دعا یہ ختم کر اب اے [illegible]

[illegible] چرخ [illegible] جب تک ہے [illegible] نیلوفر

اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

دیواں میں ذکرِ خیر جو ہے اک جمیل کا | آئینہ بن گیا ہے مسیح و خلیل کا
تلوار کی ہے دھار تری معرفت کی رہ | عالم جو نقشِ پا پہ ہے چشمِ قتیل کا
حکمت میں تیری دخل نہیں فلسفی کو کچھ | دعوے بھی مُڑ کے دیکھتا ہے منھ دلیل کا
اک موج اُس کریم کے بحرِ کرم کی ہے | سُنتے ہیں شور ہم جو بہت سلسبیل کا
اُس کے غضب سے کس کو جہاں میں اماں ملی | لشکر تباہ ہو گیا اصحابِ فیل کا

Checked 1987

۱

ولہ

[illegible] سفیر [illegible] غلام شاہ مردان تھا

الٰہی وہ بھی دن [illegible] مقابل چاند کے چھپا ہلال اپنے گریباں کا

ہلال عید بھی [illegible] ہلال اپنے گریباں کا

تصور دل میں [illegible] گریباں کا

شکایت میں کروں [illegible] سلیماں کا

[illegible] غیرت بلقیس کو جسم [illegible] سلیماں کا

چلیگا مجھ پہ کب جادو تیرا اے نرگس شہلا
مجھے کیوں آئینہ دکھلا رہی ہے چشم حیراں کا

دیوان سفیر

۲

احد کے نام میں جو میم احمد کا بھی شامل ہے	کلس بنکر چمکتا ہے وہ بسم اللہ کی گنبد کا

دعا اپنے خدا سے بس یہی ہے اے سفیر اپنی
زباں پر مرتے دم جاری رہے کلمہ محمدؐ کا

بھڑک اٹھیگا جب شعلہ جنوں میں قلب سوزاں کا
بنے گا شیر کا دیدہ چراغ اپنے بیاباں کا

اٹھاتا ہوت یارب کس غریق سوز ہجراں کا
کہ شعلہ آگ کے کاندھا دیگیا برق درخشاں کا

سکر دی سی جو ہم رنگ جاں یہ جسم لاغر ہے
زمیں منہ تک رہی ہے اس غبار عرش جولاں کا

چٹکنا غنچوں کا کھلنا گلوں کا باغ عالم میں
فریب عشق بازی ہے نسیم صبح گاہاں کا

سماتا ہی چلا جاتا ہے جو اسمیں غم عالم
میرا دل شیشہ ساعت ہے کیا ریگ بیاباں کا

قناعت پیشہ ہو جا تو اگر لذت پہ مرتا ہے
یہی اک خوان ہے عالم میں نعمتہای الواں کا

اگر جام و سبو ہے انتظار ابر کیا معنے
بھروسہ کسطرح ہو لاابالی پیشہ مہماں کا

مزاجوش شباب اٹھتی جوانی اوسکی آفت تھی
ادھر بیٹھے اودھر ٹہلے ادھر تاکا ادھر جھانکا

پری رویان عالم داغ دل کی قدر کرتے ہیں
اوترآیا ہے نقش مہر سرکار سلیماں کا

ہو وہ دل کہ موج رنگ آرایش میں داخل ہے
خیال اپنا ہے شانہ طرۂ زلف پریشاں کا

وہ شور لنترانی سخت منزل طور پر چڑھنا
تجلی گاہ اوسکی دل نہ تھا موسئی عمراں کا

یہی طاقت رہیگی گر ہمارے دست وحشت کی
ملیگا دامن محشر سے چاک اپنے گریباں کا

[illegible]

شبِ فراق میں کب جان پر عذاب نتھا
کہ رات بھر مجھے ظلمت کدہ میں خواب نتھا

خدنگ ناز کا کوئی جو سدِّ باب نتھا
میرے جگر کے بھی زخموں کا کچھ حساب نتھا

شکست توبہ کی آواز فصلِ گل میں سنی
وہ کون تھا جو خرابات کا خراب نتھا

حریف سے وہ گلے مل رہے تھے عید کے دن
مجھی سے شرم تھی اوس سے ذرا حجاب نتھا

یہ گم ہوئی تھی سیاہی میں شام فرقت کی
جو شب کو ماہ نہ تھا دن کو آفتاب نتھا

گئے ادھر سے بھی خط اور ادھر سے بھی آئے
کسی میں ایک بھی تسکین کا جواب نتھا

مریضِ غم کو اگر اپنے دیکھ جاتے آپ
نہ تھا گناہ بھی کوئی اگر ثواب نتھا

شبِ وصال میں سوتے رہے وہ صبح تلک
رہیگا یاد کہ یہ بھولنے کا خواب نتھا

شمار میرے گناہوں کا تھا جو نا ممکن
میرے کریم کی بخشش کا بھی حساب نتھا

ذرا سی پیتے ہی جان آئی جان میں ساقی
غذائے روح تھی یہ ساغرِ شراب نتھا

وہ گالی دیتے ہیں الٹے مجھی سے کہتے ہیں
جناب آپکی جانب کوئی خطاب نتھا

اگر تھی بحث تو پینے میں اور پلانے میں
جنابِ شیخ کو رندوں سے اجتناب نتھا

ہزار شکر وہ گھر پوچھتے ہوئے آئے
مزا تو یہ ہے کہ قاصد بھی ہمرکاب نتھا

ہزار حیف نہ کی قدر کچھ جوانی کی
کوئی زمانہ بجز عالمِ شباب نتھا

سفیر کون سے دن جھومتے نہیں نکلے

...نشہ میں کب شراب نتھا

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

خدا کا خوف بھی کچھ خانمان خراب نتھا

...نقاب آیا
...آفتاب آیا

۳

محیط ہے دلِ پُر داغ سے دہواں اُٹھکر
بغل میں داب کے طاؤس کو سحاب آیا

مقابل ہو سکے کہاں تاب بھی ٹھہرنے کی
نہ روزِ حشر بھی نیزے پہ آفتاب آیا

تباہ کر ہی دیا آہِ گرم نے دل کو
یہ جل نہ جائے کہیں سیخ پر کباب آیا

گمان ہونے لگا چشمِ مست ساقی کا
ہمارے سامنے جب ساغرِ شراب آیا

اس اضطراب میں کیا جانے لکھ گئی کیا ہم
نہ لکھا اب کوئی خط وہاں سے یہ جواب آیا

جو شب ہوئی تو بنا ماہ اُسکی بزم کی شمع
سحر کو آئینہ دکھلانے آفتاب آیا

خدا بچائے اس الطاف و مہربانی سے
ہنسا وہ جس سے ذرا لبوں ہی عتاب آیا

وہ صید تیرِ نظر ہو گیا پھڑکنے لگا
کوئی جو تھامنے اوس ترک کی رکاب آیا

عجیب مصرعِ آتش ہے یہ خدا بخشے
شکار کھیلنے طاؤس کا سحاب آیا

ہیں آبرو سے رہا کی نہ دل نے کی خواہش
گہر کی طرح مقدر میں میرے آب آیا

بچا لیا ہمیں تردامنی نے محشر میں
چمک چمک کے بہت سر پہ آفتاب آیا

دہانِ یار ہے معدوم اور کمر عنقا
میرے سوال کا یہ غیب سے جواب آیا

وہ مست ہوں کیا رو رو کے اپنا دل خالی
فراق میں جو نظر شیشۂ شراب آیا

سیاہ کاریاں کب تک سفید بال ہوئے
جناب شیخ اٹھو سر پہ آفتاب آیا

سفیر دفن جو یہ خاکسار ہونے لگا

دیوان سفیر

زبان حال سے کہتا تھا طرۂ تاج شاہی کا

وله

وله

ولہ

جسے دیکھا اُسے شاکی ہی پایا دورِ گردوں کا
صدف کے بھی کلیجے میں ہے چھالا دُرِّ مکنوں کا

زمیں بھی اُس گھڑی چکرا کے مل جاتی ہے گردوں سے
قیامت خیز ہوتا ہے بگولا میرے ہاموں کا

الٰہی اُس کی دولت ہو گئی ناپید کیوں ایسی
پتا ملتا نہیں زیرِ زمیں بھی گنجِ قاروں کا

درفشِ کاویانی ہو گیا سب گاؤ خورد افسوس
جہاں میں نام تک باقی نہیں قصرِ فریدوں کا

جگر کیا کہا انکا دل خدا اس عشق سے سمجھے
لگا دی آگ گھر بھر میں اسے پھونکا اُسے پھونکا

چمن میں شان و شوکت ہی دوبالا ہو گئی اُس کی
پڑا جب سرو پر سایہ تمہارے قدِّ موزوں کا

نظر میں سانولی صورت ہے اک لیلےٰ شمائل کی
بہت بھاتا ہے دل کو میرے سایا بیدِ مجنوں کا

اُبل کر رازِ اُلفت اُس نے افشا کر دیا سب پر
بہت ہی ظرف چھوٹا تھا ہماری چشمِ پُرخوں کا

اشارہ قتل کا تھا یہ کہ مطلب دوسرا کچھ تھا
نہیں کھلتا معمّا ابروؤں کی بیت موزوں کا

سیاہی سے سیاہی آج تک کس نے جدا کی ہے
شبِ تاریک قسمت ہے اندھیرا زلفِ شبگوں کا

تغافل کیش اس کمبخت کا ساتھی نہیں کوئی
مری آہوں کے بادل ہیں کہ پنبہ گوشِ گردوں کا

بھلا تقدیر سے تدبیر کا بھی زور چلتا ہے
اجل نے کر دیا آخر کو اوندھا خم فلاطوں کا

نہیں ہے سرخ یہ موباف گویا اک اشارا ہے
کیا ہے اُس کی چوٹی نے ارادہ آج شبخوں کا

خدا کے فضل سے اقبال چمکیگا سفیر ایسا
گڑیگا ایک دن جھنڈا مرے بخت ہمایوں کا

۵

جان دی فرقت کی شب اک مہ لقا کی یاد میں
خط سبزِ یار کو کیونکر نہ میں دیکھا کروں

ملگیا گوشہ کفن کو چادرِ مہتاب کا
لطف ہی کچھ اور ہے اس سبزۂ شاداب کا

یہ بھی اپنے جد کی مستحکم نشانی ہے سعیدؔ
یادگارِ میر عالم بند ہے تالاب کا

طالبِ دیدار ہے دل اُس سراپا نور کا
اور رونے کو جی چاہے گا مجھ رنجور کا
جلگیا ٹھیرا اگر آکر مسافر دور کا
چاہیئے خامہ کو میرے صفحۂ میدانِ حشر
دُہن عدم کی ہیں نے باندھی دیکھکر شامِ فراق
جان ہونٹوں پر رہا کرتی ہے جس کے ہجر میں
نوکِ مژگاں پر نظر آیا جو اپنا لختِ دل
تیر نے اُس کے کلیجے میں جگہ کر لی مرے
آسماں پر صبحدم یارب یہ کیسی ہے شفق
کیا حرارت ہے مرے زخمِ جگر کی دیکھنا
ہجر کی شب نیش زن ہے ہر ستارہ کی شعاع

چاہیئے کاجل ہو آنکھوں میں چراغِ طور کا
لہریں لیگا وادیِ ایمن میں دریا نور کا
دھوپ سے کچھ کم نہیں سایہ بھی تجلّیِ طور کا
کھینچنا منظور ہے نقشہ شبِ دیجور کا
سوجھتا ہے مجھکو تاریکی میں مضموں دور کا
بار بار آئے گلہ لب پر نہ کیوں اُس حور کا
دار پر چڑھنا مجھے یاد آگیا منصور کا
گڑ گیا منزل پہ آتے ہی مسافر دور کا
کیا کلیجہ پھٹ گیا غم سے شبِ دیجور کا
گرم ہو جاتا ہے پاہا مرہم کافور کا
ہے گماں بامِ فلک پر خانۂ زنبور کا

[illegible]

غنچہ ہے گوسے گریباں اُس سراپا نور کا
وصلِ عبرت وہ ازمیری قبر میں سوتا ہے آج
خوابگہ میں جس کے جلتا تھا کنول بلور کا
میری محنت کا صلہ تھا حشر میں دیدارِ یار
مل گئی اجرت تو دل خوش ہوگیا مزدور کا
راہ اک جنت کو اک جاتی ہے کوئے یار کو
خوف کیا خالی نہیں ہے یہ دوراہہ دور کا

٦

[illegible]

محبت میں یہی اپنا طریقہ عمر بھر رکھا
کسی کے ہو رہے ہم یا کسی کو اپنا کر رکھا

خوشامد کی بھی حد کی پاؤں پر ظالم کے سر رکھا
نہ مانا اُس کے درباں تو نے پھر مٹھی میں زر رکھا

ہوا تھا جل کے دل اکسیر جو سوزِ محبت سے
ہوس نے ہماری خاک کو شیشوں میں بھر رکھا

امیروں سے رہی نفرت ہمیشہ ہم فقیروں کو
توکّل میں خدا کے فضل کو پیشِ نظر رکھا

ہوا دل خون اپنا چشمِ میگوں کی محبت میں
مئے گلرنگ سے فرقت کی شب پیمانہ بھر رکھا

محیطِ عشق سے آساں نہیں تھا پار ہو جانا
شناور اس میں وہ تھا شیر کا جس نے جگر رکھا

نہیں ہے میکدہ میں بیعتِ پیرِ مغاں آساں
ہوا سب ہیں مئے ہم نے نہ گھر رکھا نہ در رکھا

نہ ہو روزِ قیامت آفتابِ حشر سے زحمت
اسی سے میکدہ میں اپنا دامن ہم نے تر رکھا

چھُری کی نوک سے کم تھیں منقاریں عنادل کی
گلوں کی دید کی خاطر قفس کو چاک کر رکھا

لگی برچھی کوئی کاری نہ اُس سفّاک کی دل پر
مرے نالوں کو قسمت نے مری کیا بے اثر رکھا

صفائے قلب سے کرتا ہے روشن زندگی انساں
سفیرؔ اس نے مجھے ممنون اپنا عمر بھر رکھا

غزل ۷
ردیف ا

وہ ترکِ دہر میں صید افگن زمانہ ہوا
کہ نسرِ طائرِ گردوں تلک نشانہ ہوا

جو خطِ سبز کا تیرے بیاں فسانہ ہوا
چمن میں سبزۂ بیگانہ بھی یگانہ ہوا

اُداس ہو گیا صیاد خامشی سے مری
پڑھی نہ فکر کہ نقصانِ آب و دانہ ہوا

ہوا پرست سے ہے دور طائرِ مقصد	یہ مرغ تیر ہوائی سے کب نشانہ ہوا

سفیر شانِ کرم بس وہیں نظر آئی
جو سجدہ گاہ مری اُس کا آستانہ ہوا

طفل بازی کوش ہوں میں مکتبِ ایجاد کا	دل دہل جاتا ہے سُنکر نام بھی اُستاد کا
حال کیا جانے گی شیریں عاشقِ ناشاد کا	بے ستوں سے پوچھئے سر پھوڑنا فرہاد کا
جب نہ خنجر سے کٹا سر عاشقِ ناشاد کا	باڑ بھی مُڑ کر لگی مُنھ دیکھنے جلّاد کا
خاکساری کرتی ہے عالم میں انساں کو عزیز	کیوں نہ آنکھوں میں ہو گھر خاکسترِ برباد کا
اُس پری کے وصل سے توقیر کتنی بڑھ گئی	خطِ سلیمان نے لکھا مجھکو مبارکباد کا
کیا ہوئے وہ جنے رکھا ہے چکر میں صدا	چرخ میں پاتا ہوں عالم آسیائے باد کا
دہر میں اب تک اُسی نعمت سے ہیں ہم بہرہ ور	شکر ہم سے کیا ادا ہو سیلی اُستاد کا
تیر ستم سے نہیں کم زالِ دُنیا کی ادا	نوجوانوں کو بچاتا کب ہے تن فولاد کا
چومتے رہتے ہیں اکثر ابروئے جاناں کو ہم	حوصلہ کعبے میں ہے دل کو خدا کی یاد کا
یہ ریاضت ہی ریاکاری کی چھوڑیں اہلِ حرص	مرتبہ حاصل نہ ہوگا بوذر و مقداد کا
زیر دستوں کی بھی سنتے ہیں کہیں گردن بلند	آسماں تک شور کب پہونچا مری فریاد کا
سچ تو ہے خانہ بدوشوں سے خرابی گھر کی ہے	کچھ نہیں ملتا ٹھکانا سیل بے بنیاد کا

ولہ

پروازکناں پہنچا جنت میں عقاب اپنا | جو برچھیوں اُڑتا تھا اپنا وہی مرکب تھا
تھی اُس سے مری ہستی وہ جسم تھا میں سایہ | وہ مجھ سے جدا کب تھا میں اُس سے جدا کب تھا

مولا ہے **سفیر** اپنا بیشک ہے امیر اپنا
جو فاتح خیبر تھا جو قاتل مرحب تھا

۹ غزل

اُس نے اُڑایا ہے میرے دل کا نشانہ کیا | تیر افگنی میں اُس کا ہوا ہے فسانہ کیا
کل شام کو تو اُس نے کیا عذرِ دردِ سر | کرتا ہے آج دیکھئے پھر وہ بہانہ کیا
بلبل ہے شادکام تو گلچیں ہے باغ باغ | گلشن میں لٹ گیا زرِ گل کا خزانہ کیا
سُرمہ ہوا ہوں گردشِ چشمِ سیاہ سے | پامال اُس سے بڑھ کے کریگا زمانہ کیا
نرگس نہیں دکھاتی ہے آنکھیں جو باغ میں | سنبل کے ہاتھ میں بھی نہیں تازیانہ کیا
شاہوں کا دور بھی نہ رہا اس جہان میں | بدلا ہے ایک آن میں رنگِ زمانہ کیا
اُفتادگی جو باعثِ نشو و نما ہوی | سرسبز ہو کے خاک سے نکلا ہے دانہ کیا
وہ رشکِ گل نہیں ہے جو ہمراہ باغ میں | ان بلبلوں کا مجھکو خوش آئے ترانہ کیا
طوفان اشک و آہ سے میں ہو گیا تباہ | یاں نذرِ سیل و باد ہوا آشیانہ کیا
ہر دم کی برہمی ہے مضرت رساں ضرور | اب گیسوئے صنم سے الجھتا ہے شانہ کیا
پیدا ہوے ہزار حسیں اُس کے عکس سے | مسکن بنا ہے یار کا آئینہ خانہ کیا

ولہ

گلبدن سیمتن و ماہ رخ و زہرہ جبیں
ایک تجھسا نہ کرے گردشِ دوراں پیدا

شوخی و ناز و ادا اور کرشمہ انداز
ہو گئے اب تو کئی جان کے خواہاں پیدا

کچھ بھی ناوک فگنی کا ہے اگر اسکو خیال
منچلا مجھسا تو کرے صفِ مژگاں پیدا

دشتِ وحشت میں کہاں تک میں پھروں سرگرداں
نہ ہوے پر نہ ہوے خضرِ بیاباں پیدا

عنصری جسم کو چھوڑیں تو ہوں عالم پہ محیط
چار دیوار کے گرنے سے ہو میداں پیدا

ہے جو منظور کہ آئینۂ دل صاف رہے
دل میں ہرگز نہ کدورت کرے انساں پیدا

سرد آہیں جو کروں میں شبِ فرقت میں سفیرؔ
فصلِ گرما میں بھی ہو فصلِ زمستاں پیدا

کی سیر آسمانوں کی تا لامکاں گیا
نالۂ شبِ فراق کہاں سے کہاں گیا

جب تک تھا واں بغل میں ہزاروں تھے حسیں
یوسف کو لے کے ساتھ ہی یہ کارواں گیا

گذری تمام عمر طلسمات میں مری
چشمِ بتاں نے سحر کیا میں جہاں گیا

گیا ہو فروغ سحر کو معجز کے سامنے
گوسالہ سامری کا بتاؤ کہاں گیا

زلفِ سیاہ چھا گئی دل پر ہزار حیف
پیچھے رہی بلا یہ مرے میں جہاں گیا

کیونکر کھلے نہ غنچۂ دل آج باغ میں
فصلِ بہار آ گئی دورِ خزاں گیا

دم آ گیا لبوں پہ یہ شدت تھی ضعف کی
منزل تلک جو گور کی میں ناتواں گیا

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

تعلق کیوں نہ ہو اُس رو سے آتشناک سے پیدا
سمندر بھی کہیں ہوتا ہے مُشتِ خاک سے پیدا

روانہ حسرتوں کا کارواں ہونے کو ہے شاید
جرس کی ہی صدا اپنے دلِ صد چاک سے پیدا

سلیماں کو خط بلقیس سے بھی یوں نہ حظ اُٹھتا
خوشی ہوتی ہے ایسی اُس طرف کی ڈاک سے پیدا

لباس اُس یوسفِ گلپیرہن نے جب نیا پہنا
تو بوئے پاکدامانی ہوئی پوشاک سے پیدا

حلاوت تلخیٔ ایام میں ہے تلخ کاموں کو
نہ ہوگا شہد ہرگز حنظلِ افلاک سے پیدا

رہیں پژمردہ غنچے ہر شجر ہو نخلِ ماتم کا
گلستاں بھی ہو گر اس دیدۂ غمناک سے پیدا

کبھی چشمِ حقارت سے نہ دیکھو خاکساروں کو
تہمتن بھی ہوا ہے ایک مشتِ خاک سے پیدا

بڑا سفاک عیّار زمانہ صید افگن ہے
اشارے آنکھ کے ہیں حلقۂ فتراک سے پیدا

دیا ہے خال کا بوسہ جو چشمِ مست کا مانگا
شرابی کو نہ ہوگا نشہ اس تریاک سے پیدا

اشارہ ہو اگر گلشن میں چشمِ مست ساقی کا
سبوئے میکدہ ہو جائے دستِ تاک سے پیدا

عجب کیا ہے کہ فیضِ ساقیٔ کوثر سے محشر میں
مثالِ لالہ ہوں ساغر بکف ہم خاک سے پیدا

دوئی کو اپنے دل میں تو جگہ ہرگز نہ دے مشرک
ہزاروں صورتیں ہو جائینگی شراک سے پیدا

ملا ہے کربلا کو یہ شرف خونِ شہیداں سے
فرشتے ہوتے ہیں تسبیح کو اس خاک سے پیدا

تمنائے شہادت عاشقوں کی رنگ لائیگی
ہوں خونریزی کے جوہر خنجرِ سفاک سے پیدا

۱۱

[illegible]

ذرہ ذرہ نے دکھائی ہم کو گلشن کی بہار	عکسِ روئے یار سے پھولوں کا اک خرمن رہا
جو بضاعت عمر بھر کی تھی وہ سب لے لی سفیر	لٹگیا میں وحشت میں محتاج کب رہزن رہا

جب سرو شرم قد سے ترے آب ہوگیا	طوقِ گلوئے فاختہ گرداب ہوگیا
آنسو بہا کے لے گئے آخر غریب کو	دامن ہمارا دامنِ سیلاب ہوگیا
کیا کیا شبِ فراق میں چھٹکی ہے چاندنی	چمکا یہ دل کا داغ کہ مہتاب ہوگیا
لکھوایا دستِ غیر سے خط کا مرے جواب	ان بیوفائیوں سے تو دل آب ہوگیا
جب دل کو تھا قرار مرے کچھ نہ قدر کی	اب کیا ٹکیگا ہاتھ میں سیماب ہوگیا
ڈھونڈا کہاں کہاں شبِ تاریک میں اسے	میں بنگیا چکور وہ مہتاب ہوگیا
جب اپنا حال اُن کو سنایا تو یوں کہا	اب مختصر بھی کیجئے اطناب ہوگیا
جب دو قدم چلی مرے خورشید رو نے راہ	سایہ بھی عکسِ مہرِ جہانتاب ہوگیا
نالے تھے دلگداز کسی کے فراق میں	جو سنگِ میل رہ میں پڑا آب ہوگیا
قطرے عرق کے خوشۂ پرویں جو رخ پہ ہیں	خطِ سیاہ خرمنِ مہتاب ہوگیا
جھمکا وہ مسکرا کے جو یاد آگیا مجھے	چمکی فلک پہ برق میں بیتاب ہوگیا
بوسہ لیا جو لب کا تو تسکینِ دل ہوئی	بیمار ہجر کے لئے عناب ہوگیا

دل اب آمادۂ مصاف ہوا
مجھ سے وہ عمر بھر نہ صاف ہوا
کیا خطا کی ہے کیا خلاف ہوا
پھر بھی [illegible] نہ صاف ہوا
پھر نہیں [illegible] کو بیان ہوا
دل کو پھر شوقِ اعتکاف ہوا
[illegible] ہیں مسجد میں
اُس کے گیسو کا وصف لکھ لکھ کر
میرا خامہ بھی موشگاف ہوا
اپنی شکل اپنے دل میں آئی نظر
آئینہ بن گیا یہ صاف ہوا

ولہ

[illegible]

۱۲

میں جو اپنے قصور سے [illegible]
[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

شب فرقت اگر نالہ مرا آتش فشاں ہوگا
زمیں زیر قدم ہو گی نہ سر پر آسماں ہوگا

عجب کیا نالۂ بلبل کرے کام آتش گل کا
بھڑک کر آہ کا شعلہ چراغ آشیاں ہوگا

نماز جمعہ میخانے میں ہو گی پاک نیت سے
جو واعظ پیشوا مسجد میں یاں پیر مغاں ہوگا

ابھی تو ابتدا ہے ہونے دو ہم رنگ ابر اسکو
برسنے کے بھی قابل اپنی آہوں کا دھواں ہوگا

ہماری آہ سوزاں ہی جلا دیگی ہمیں اکدن
بھڑک اُٹھیگا جو شعلہ وہ برق آشیاں ہوگا

غبار معصیت ہے صندل پیشانی زاہد
کھلیگا حال سب آئینہ وہ سنگ آستاں ہوگا

تری درگاہ کو سمجھے ہیں ہم سرچشمۂ رحمت
تہی دستان قسمت کا اسی جا امتحاں ہوگا

توکل پیشہ جو ہے کب فریب دانہ کھاتے ہیں
سدا شاخ قناعت ہی پہ اُن کا آشیاں ہوگا

حسیں پوچھیں نہ پوچھیں مجھکو پروا ہی نہیں اسکی
محبت بیغرض ہے کیوں نہ عشق جاوداں ہوگا

فلک کو چھیڑ ہے منظور خود بھیجیگا تحفے میں
جہاں میں جو نیا غم ہوگا مجھکو ارمغاں ہوگا

خیال دلستاں میں آنکھ لگجاتی ہی راحت ہے
مجھے ہر نیند کا جھونکا مسیحائے زماں ہوگا

جرس کی بھی صدا سے یار کچھ نالے نکلتے ہیں
الٰہی دل چلا کوئی شریک کارواں ہوگا

تو شان فقر سے واقف نہیں منعم دکھا دینگے
کہ تیرے نام سے اونچا ہمارا آستاں ہوگا

ہزاروں نازک اندام آئینگے آغوش میں اپنے
قد خم گشتہ پیری میں اگر جھک کر کماں ہوگا

مرا دیوان گلہائے مضامیں کا گلستاں ہے
سفیر اس باغ عالم میں نہ مجھسا باغباں ہوگا

مہیا سنگِ مرقد لوحِ تربت شمع کافوری
مکانی ہو گئی زینت سفر سے جب مکیں آیا

گریباں کو کیا جب چاک جا پہنچا وہ دامن تک
جب آیا چاک دامن میں مرے تا آستیں آیا

سفیر اپنا بھی ہے مسلک بقولِ حضرتِ آتش
نیاز اس سے کیا پیدا نظر جو نازنیں آیا

۱۴

کیوں نہ ہو تیمور پھر ممنون پائے لنگ کا
پاؤں جب ٹوٹا تو پایہ بن گیا اورنگ کا

داغ ہیں اس میں نمایاں چرخ کے نیرنگ کے
دل ہے گلدستہ مرا گلہائے رنگا رنگ کا

ساقیا لا گلرو مبارک آ گئی فصلِ بہار
آج پھر بھڑکیگا شعلہ آبِ آتش رنگ کا

ڈوب کر اس میں نہ دلِ عشاق کے ابھرے کبھی
موجِ دریا بن گیا لہرا تری سارنگ کا

خاتمِ دستِ سلیماں ہی جہاں میں کیوں نہ ہو
روسیاہی کا ہے باعث دھیان نامِ ننگ کا

شاہد اس باغ سے مانوس ہو جانے پہ بھی
شعر جب کہتا ہوں کہتا ہوں اپنے رنگ کا

تارِ مژگاں ہی جو اس پر مصقلہ ہوتا رہا
تیغِ ابرو پر نہ دھبہ آنے پایا زنگ کا

جیتے جی ہی روح پریاں ہونے لگتا ہے فشاں
دھیان آ جاتا ہے جس دم مجھکو گورِ تنگ کا

موسمِ گل میں غنیمت ہی یہ صحبت اندنوں
زمزمہ بھاتا ہے دل کو مرغِ خوش آہنگ کا

مردِ میدانِ شجاعت ہے تو کچھ جوہر دکھا
ہر سپاہی کو صدا دیتا ہے میدانِ جنگ کا

وادیِ غربت میں پانی ہو گیا ہر سنگِ میل
راستہ میں نے کیا طے سیکڑوں فرسنگ کا

وله

مبہم تھا پہلے اب رُخ و گیسوے یار کے
مطلب کھلا جہاں کے سپید و سیاہ کا

آرام سے ہے کون زمانہ ہے منقلب
یہ بھی اثر ہے یار کی ترچھی نگاہ کا

لاکھوں ہزاروں طالبِ دیدار جمع ہیں
میدانِ حشر نام نہ ہو جلوہ گاہ کا

نکلا جو آفتاب تو سمجھا یہ دل میں ہیں
پردہ نہ اُٹھ گیا ہو تری خوابگاہ کا

میں سلطنت اُسی کی سمجھتا ہوں اے **سفیر**
ہو کر فقیر دل جو رکھے بادشاہ کا

15

اگر زینت فزاے بزم وہ شیریں سخن ہوگا
سرشکِ تلخ اپنا آج نُقلِ انجمن ہوگا

نہ چلنے پائینگے ہم دو قدم بھی ناتوانی سے
جہاں نقشِ قدم ہوگا وہیں اپنا وطن ہوگا

دہانِ یار کو سربستہ غنچہ میں سمجھتا ہوں
جھڑینگے پھول بھی اُس سے اگر گرم سخن ہوگا

مری دیوانگی تا حشر شاید طول کھینچے گی
قیامت زا قیامت خیز چاکِ پیرہن ہوگا

نہ چھیڑو مجھکو آنکھوں میں ہے طوفانِ بلا برپا
رکیگا پھر نہ روکے سے جو دریا موجزن ہوگا

ہے جلوہ ایک ہی ہر جا یہ اپنا اپنا مسلک ہے
جو میں کعبہ میں ہوگا بتکدہ میں برہمن ہوگا

کھلے بندوں کہے جاتی ہے اپنی قلقلِ مینا
زمانے میں نہ ساقی سا کوئی پیماں شکن ہوگا

پہنچ جاؤں گا میں بھی اُس پتے سے جس جگہ تو ہے
ترا نقشِ قدم ہی رہبرِ راہِ وطن ہوگا

نگین شاعری کیونکر نہ ہو بیقدر عالم میں
نہ اکبر سا شہنشہ اور نہ ایسا نورتن ہوگا

وله

۱۶

قدر اس کی ہے زیادہ کہ فزوں اُس کا وقاؔ
آسماں کو بھی بہت عقدِ ثریا پہ ہے ناز
دلِ بیتاب ہتیلی کا پھپولا ہے مجھے
دل یہ کہتا ہے کہ پھر بزمِ حسیناں میں چل
جوے شیر اُسکو فلک تو نے تو لانے ہی نہ دی
پھر نظر میں نہ سمائیگا یہ گلشن اُس کی
دیکھکر اس کو بہت آگ بیولا ہو گا
یدِ بیضا کے جو قائل ہیں کسیدن اُن کو
تو بہت شوخ ہے اے برق جبھی سمجھونگا

لَیْلَۃُ الْقَدْر بھی ہو کھول کے جوڑا دکھلا
آج تو اپنے گلے کا اُسے مالا دکھلا
وہ یہ کہتے ہیں کہ پھر اُس کا تڑپنا دکھلا
آنکھیں کہتی ہیں کہ پریوں کا اکھاڑا دکھلا
خون فرہاد سے بہتا ہوا دریا دکھلا
باغباں کو بھی کسی دن قدِ رعنا دکھلا
چرخ نیلی کو بھی گلنار ڈوپٹا دکھلا
اے پریزاد ذرا اپنا کفِ پا دکھلا
بیقراری کا مری کھینچکے نقشا دکھلا

اے خدا جلد پہنچ جائے خراساں میں سفیر
جیتے جی اُس کو تو اب مرقدِ مولا دکھلا

نہ ہوا حیف گذر یارِ پری پیکر کا
دھیان ابرو کا بھی ہے اور مژہ دلبر کا
باغباں رنگ ہی گلشن کا بدل جائیگا
اہلِ تمکیں کو نہیں خوف فرومایہ سے

روز دروازہ کھلا رکھتا ہوں اپنے گھر کا
زخم نیزیکا جو ہے گھاؤ بھی ہے خنجر کا
رُخِ رنگیں سے اگر یار کے آنچل سرکا
برق خاطف سے ضرر کچھ نہیں خاکستر کا

۱۷

غزل

باغِ عالم میں کلی دل کی مرے کھلتی نہیں
غنچہ بھی چٹکا تو یہ اندوہگیں ہو جائیگا

باعثِ ایذا رسانی ہوگا وحشت میں لباس
آستیں کا تار مارِ آستیں ہو جائیگا

ایک دن ہونگے تہ و بالا زمین و آسماں
یہ بنے گی آسماں اور وہ زمیں ہو جائیگا

آگ لگ جائیگی اس پردے کو اے پردہ نشیں
دل جلوں کا جو نفس ہے آتشیں ہو جائیگا

دل میں اُلفت کا پری رویانِ عالم کی ہے نقش
داغِ دل مہرِ سلیماں کا نگیں ہو جائیگا

ذرّے افشاں کے جبیں پر دیکھکر آئیگا رشک
گھٹ کے اک تارے سے کم مہرِ مبیں ہو جائیگا

دل سے نکلیگی نہ کچھ آواز فریاد و فغاں
کشتۂ تیغِ نگاہ سرنگیں ہو جائیگا

آئینہ ہو یا کہ پشتِ آئینہ دونوں ہیں ایک
پیار سے دیکھوگے تم جسکو حسیں ہو جائیگا

غیر بھیجیگا اُنہیں لکھ لکھ کے خطِ اشتیاق
دور آنکھوں سے جو ہے دل سے قریں ہو جائیگا

فرقتِ ساقی میں بھی آئیگا میخواری کا لطف
ہر لہو کا گھونٹ آبِ آتشیں ہو جائیگا

مصرعِ اُستاد لکھ رکھنے کے قابل ہے سفیر
دبتے دبتے آسماں اک دن زمیں ہو جائیگا

ولہ

آسماں تک تو گذر ہے نالۂ شب خیز کا
آزماتا ہوں کہاں تک دم ہے اس شبدیز کا

ہے تصوّر دل میں کس کے ابروئے خونریز کا
جو نفس ہے کام کر جاتا ہے تیغِ تیز کا

بسملِ مژگاں کے سینے پر چھڑک دی مشکِ زلف
زخم اچھا کس طرح ہو دشنۂ خوں ریز کا

[illegible]

قُم باذنی کی صدا سے جی اُٹھے عاشق تمام — کیوں لبِ جاں بخش کو دعوے نہ ہو اعجاز کا

اپنی سیلِ اشک ہے خانہ خرابی کی دلیل — حال اب معلوم ہوگا مفسدہ پرداز کا

ہمتِ مرداں کے شامل ہو گئی تائیدِ رب — کوہِ غم سر پر اُٹھانا ہے اُٹھانا ناز کا

مرغ ہمدردی کریں انساں کی اللہ رے وفا — کام دے پہرے کا جوڑا ہو جو گھر پرواز کا

نسرِ طائر ہو گیا ہے آکے ٹکڑی میں شریک — عرش پر ہے اب دماغ اُس کے کبوتر باز کا

داستاں اپنی کہاں تک میں سناؤنگا اسے — ناک میں دم آ گیا مجھ سے مرے دمساز کا

جب تو پینے کو ملیگا بادۂ خلّر سفیر
ہم بھی ٹھیکہ لیں گے چلکر خطۂ شیراز کا

شاہدانِ باغ کی خاطر جو دل آوارہ تھا — دامنِ گلچیں ہمارا دامنِ نظارہ تھا

گرد بادِ دشت کا سر پر مرے پشتارہ تھا — بن کے مینہ برسا وہاں صحرا میں جو آوارہ تھا

عالمِ طفلی ہی سے ہوں صاحبِ عزّ و وقار — آشنائے لنگرِ تمکیں مرا گہوارہ تھا

شب کو ہم نے اُس کے باغِ حسن کی لوٹی بہار — دامنِ امید میں اپنے گلِ نظارہ تھا

ساتھ انھیں دونوں نے ذرات اشکباری میں دیا — شمع اک ہمدرد تھی میری تو اک فوارہ تھا

جو گذرتی مجھ پہ تھی صحرا میں تھی اُسکو خبر — خضر میں سمجھا تھا جس کو یار کا ہرکارہ تھا

موسمِ گل میں اُجاڑ آشیاں اُس کا عبث — باغباں گلشن میں کیا بلبل ہی اک بیچارہ تھا

ولہ

[illegible]

۱۸

[illegible]

تقدیر کے حوالے کیا میں نے اپنا کام
عاجز جو تھک کے وصل کی تدبیر سے ہوا

اُلٹی نقاب چہرۂ زیبا سے اُس نے کیا
روشن زمانہ مہر کی تنویر سے ہوا

پیشِ خدا ابھی عذر رہا اک نہ اک اسے
نادم کبھی نہ اپنی وہ تقصیر سے ہوا

برسوں کے بعد آج نظر آئی شکلِ وصل
شاید کہ سہو کاتبِ تقدیر سے ہوا

بے فیض سے نہ فیض پہونچنے کی رکھ امید
حاصل ثمر نہ دانۂ زنجیر سے ہوا

معشوق و مئے حلال ہے عہدِ شباب میں
معلوم یہ سفیر کی تفسیر سے ہوا

ولہ

۱۹

شبابِ حُسن کی مستی سے زور چل نہ سکا
سنبھالتے تھے ڈوپٹہ مگر سنبھل نہ سکا

کسی کی زلف کے حلقے سے دم نکل نہ سکا
قضا کا وقت جو آیا تھا سر سے ٹل نہ سکا

خیال تھا کہ نہ بھر جائے دامنِ قاتل
رگِ گلوئے بریدہ سے خون اُچھل نہ سکا

غضب ہے قہر ہے آفت ہے اچھی گیسو
چراغ سانپ کا بھی جسکے آگے جل نہ سکا

چڑھائی اُس نے جو تیوری تو کھنچ گئی تلوار
فلک بھی زنگ زمانے کا یوں بدل نہ سکا

کفن میں میں تھا حنا بندھیں تھے اُسکے ہاتھ
مرے لئے کفِ افسوس بھی وہ مل نہ سکا

جمالِ یار دکھائیں گے ہم تمہیں موسےٰ
زباں سے پھر نہ یہ کہنا کہ میں سنبھل نہ سکا

تمہارے عشق میں جل جل کے سوختہ تھا یہ دل
جلایا برقِ تجلّی نے بھی تو جل نہ سکا

ولہ

اشارہ کر رہا ہے جو مجھے چین ابرو کا
ترا ناوک ہی کریگا علاج اس درد پہلو کا
جو ہے خط سیاہ جدول تو شیرازہ ہے گیسو کا
سر دیوان رہیگا اپنے مطلع اُن کے ابرو کا
قناعت سے ہے فرش بوریا اورنگ سلطانی
سلیماں کے نگیں کا نقش ہے یا نقش پہلو کا
جو تولا چشم سے رو بار اور اعجاز عیسی کو
جھکا جاتا ہے جادو کی طرف پلہ ترازو کا

ولہ

ہوں جو دیوانہ ترے رخسار پر تنویر کا — جوہر آئینہ حلقہ ہے مری زنجیر کا
روئیگی خون سر فرہاد بہتا دیکھکر — ذکر شیریں کو بہت بھاتا ہے جوئے شیر کا
نالہ پر درد سے صیاد بسمل ہو گیا — کام منقار عنادل نے کیا ہے تیر کا
شب کو اب اہل محلہ کب جلاتے ہیں چراغ — سب کے گھر میں ہے اجالا نالہ شبگیر کا
تلخکامی تھی حلاوت عہد طفلی میں مجھے — ذائقہ پستان حنظل سے ملا ہے شیر کا
یار نے وقت تکلم پیار سے ڈالی نظر — باتوں باتوں میں نشانہ بن گیا میں تیر کا
جان کر دیوانہ اپنا اُس نے پھیری مجھ سے آنکھ — گردش چشم پری حلقہ بنا زنجیر کا
تیشۂ فرہاد گر دیکھے ہو پانی شرم سے — کوہ میں در آتا ہے نالہ مری زنجیر کا
عالم رویا کی حالت پوچھ لیں گے یار سے — منھ سے یوسف کے مزا ہے خواب کی تعبیر کا
مرد پابند علایق رہ نہیں سکتے کبھی — سلسلہ شیروں کو کب بھاتا ہے اس زنجیر کا
چشم حسرت سے تری جانب دیکھے کسطرح — کہکشاں کو کب ملا سونا تری زنجیر کا
آسیا کی طرح میں بھی ہو گیا عزلت گزیں — مجھکو گھر بیٹھے پہنچتا ہے مری تقدیر کا
اپنی اپنی عقل دوڑاتے رہے کج فہم سب — حل ہوا انپر سے کب مسئلہ تقدیر کا
مجھسا وحشی ایک عالم کے مرقع میں نہیں — کھینچکر رکھا تو خاکہ اُڑ گیا تصویر کا

ولہ

تری تصویر میں نیرنگئے عالم دکھاتا ہے مجھے ہر ہر قدم پر آج بوئے مشک آتی ہے	اُجالا صبح عارض کا اندھیرا شام گیسو کا صبا نے کیا چمن میں عطر کھینچا اُن کے گیسو کا

دورنگی اے عشقیر اب چھوڑ کر یکرنگ ہو جاؤ
لگا رکھا ہے پیچھے اپنے کیوں جھگڑا من وتو کا

کھلنے نہ دیگی مہر خموشی دہاں مرا — کس طرح ہوگا راز نہفتہ عیاں مرا
مشکل ہے صیدگاہ جہاں میں مفر مجھے — پیچھا کئے ہوئے ہو وہ ابرو کماں مرا
وہ خاکسار ہوں جو ملے اُس کے دل میں جا — اونچا ہو نہ فلک سے بھی آستاں مرا
ہر وقت میری بات کو وہ کاٹتا رہا — اُس کے خیال تک بھی نہ پہونچا گماں مرا
ٹھنڈا ہوا کبھی نہ علم اپنی آہ کا — لہرا رہا ہے اوج فلک پر نشاں مرا
مرنے کے بعد خاک جہاں گرد ہو گئی — بنکر ہما اڑا ہے ہر اک استخواں مرا
خانہ بدوش ہوں اُنہیں کیا گھر کا دوں پتا — موج ہوا ہے سیل رواں ہے مکاں مرا
سرپیٹ لیگی اپنا جو دیکھیگی اُس کو برق — صیاد نے اُجاڑ دیا آشیاں مرا
جب بال و پر غبار تمنا سے پاک ہوں — کیوں شاخ گل پہ ہوگا گراں آشیاں مرا
قسمت سو گئی تھی الٰہی شب وصال — دشمن رہا ہے آٹھ پہر آسماں مرا
کوٹھے پہ اُن کو کوئی سنبھالے رہے ذرا — ہوگا اسی طرف سے جنازہ رواں مرا

ردیف النون ۲۱

ولہ

خاک کر دیگی جلا کر جو اُسے برقِ نظر	دل نہ پہلو میں نہ دل میں غمِ جاناں ہوگا
اکرم الضیف پہ گر اُس کا عمل ہو جائے	میزباں حسن سا نے عشق سا مہماں ہوگا
اک کھٹک سی مرے پہلو میں رہا کرتی ہے	چھپ کے بیٹھا ہے جو دل میں ترا پیکاں ہوگا
فکرِ حداد کو کیوں طوق و سلاسل کی نہ ہو	پھر بہار آئی مرا چاک گریباں ہوگا

ایک بھی میری نہ مانی بتِ کافر نے سفیر
میں یہ کہتا ہی رہا خون مسلماں ہوگا

رخ ہوا اُس جانب جو میری آہِ عالم سوز کا	رنگ تمیا جائے خورشیدِ جہاں افروز کا
پاس خود ہی نے بعد اشعار کر رکھا ہے مجھے	ورنہ ہوں اُستادِ پیرانِ ادب آموز کا
فتح پائی کوہ کن پر خون کی ندی بہی	واہ کیا کہنا ہے شیریں خسروِ فیروز کا
اُن کے ابرو کے تصور میں جو شب کو سو گئے	عالمِ رویا میں چاند آیا نظر نوروز کا
یا رہے تاریکئ شب میں ہی وعدہ وصل کا	جلد منھ کالا ہو یارب شامِ غم اندوز کا
داغِ دل ہونے لگا زینت فزائے بزمِ یار	ہے شبستاں میں اجالا شمعِ شب افروز کا
زہر بھی دیجے تو کھانے میں نہیں مجھ کو دریغ	میرے مرنے سے اگر مٹتا ہے جھگڑا روز کا

دیکھا زخمِ جگر کو گر پڑی سوزن سفیر
ہاتھ یہ کانپا ہے جراحِ جراحت دوز کا

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

یہ بھی اک مصلحت تھی غیروں میں
میری جانب نہ تھی نگاہ تو کیا

دل میں بھی چاہیے کچھ اُس کا یقین
کہدیا منھ سے لا الٰہ تو کیا

وصل کی رات کٹ گئی ساری
اب وہ ہوتا ہے عذر خواہ تو کیا

ہوں بباطن فقیر مستغنی
ہے جو ظاہر میں حُبِ جاہ تو کیا

رنگ جمتا ہے اس طرح سے سفیر
یوں ملے اُس سے گاہ گاہ تو کیا

جو نور افزائے شمعِ زندگانی ہجر اُس کا تھا
شبِ تاریک میں روشن چراغ داغ سودا تھا

بدل جاتی تھی ہر دم تلخئ دشنام لذت سے
میرے لب سے قرین اُس کا لبِ لعلِ شکرخا تھا

گلا اُس کا حریفِ روسیہ کیوں مجھ سے کرتا ہے
وہ تھا اک بیوفا ظالم نہ میرا تھا نہ اُس کا تھا

طبیبوں کے اٹھائے ناز آنا بھی نہ میں سمجھا
کہ جس پر جان جاتی تھی وہی میرا مسیحا تھا

نزاکت میں ذکی ظالم تری جور و جفا سہکر
مرا بھی دل تھا اے ظالم یہ میرا بھی کلیجا تھا

بدن پر بار تھا سر کٹ گیا اچھا ہوا خوش ہوں
یہ قاتل کا بھی منشا تھا قضا کا بھی تقاضا تھا

اڑائیں چپکے چپکے تجھ سے آنکھیں چاند نے شب بھر
جو تیرے موتیوں کا ہار ہمرنگ ثریا تھا

حباب آسا جو میں نے ایک دم کی زندگی پائی
مری چشمِ حقیقت بیں میں قطرہ تھا نہ دریا تھا

کہاں کا عشق کیسی عاشقی جھگڑا ہی مٹ جاتا
شبِ فرقت کی بیتابی سے مرجاتے تو اچھا تھا

عجب نہیں وہ اگر ہمیں بھی کبھی غنی کر دے
بنا دے دور زمانے میں شاہ عثماں کا

نہیں نہ مجھ سے سبک وضع لوگ دنیا میں
پسند خاطر نمکیں نہیں چلن یاں کا

رضا و صبر کا خوگر ہوں کیا کروں شکوہ
ہے دل میں درد بھی ارمان بھی [illegible] زباں کا

[illegible]
خدا نگہباں ہی دیتا ہے کام انساں کا

سفیر [illegible]
خدا نے چاہا تو [illegible] خزاں کا

ولہ

دل میں اک ایک [illegible] شہِ عثماں کا
[illegible] جہاں دخل نہیں سلطاں کا
[illegible] کو جہاں کا
[illegible] ریحاں کا

ولہ

لڑ گئی آنکھ کسی ترک سمرقندی سے
چھوڑ کر ملک کہیں قصد ہے ترکستاں کا

صبح سے شام ہوئی شام سے پھر صبح ہوئی
اُن کا آنا ابھی نکلا ہے مرے ارماں کا

زیب دستار کروں خاطر احباب سے کیا
بار ہے سر پہ مرے پھول بھی اک احساں کا

اُس کو سمجھاؤں کہاں تک کہ سمجھتا ہی نہیں
وہی حافظ ہے محبت میں دلِ ناداں کا

شب کو محفل میں جو آبیٹھے تو اے شمع مراد
کار فانوس کرے دور ترے داماں کا

آگ کو آگ جلاتے نہیں دیکھا ہم نے
کیا خطر ہو گا جہنم سے دلِ سوزاں کا

اُس کا گیسوئے مسلسل ہے ہر اک شعر سفیر
خالِ محبوب ہے ہر نقطہ مرے دیواں کا

خفقاں تھا نہ جنوں تھا نہ مجھے سودا تھا
اک فقط عشق ہی اُس یار پری وش کا تھا

نہ کھلے تیغ کمالات کے جوہر افسوس
گوشہ گیری ہی کی باعث میں کماں آسا تھا

دائرے ہی میں رہا عشق و محبت کے اسیر
مثل پرکار میں سرگشتہ و پا بر جا تھا

چشم میگوں کی محبت نے کیا تھا سرمست
شور یک راوق دل قلقل صد مینا تھا

اُس سہی قد کی محبت میں ہوئے ہم رسوا
طوق گردن میں تھا قمری کی طرح نالا تھا

شکنِ زلف سے تھا سلسلۂ وحشت دل
میرا ہر حلقۂ زنجیر جنوں فرسا تھا

بھر گیا موتیوں سے دامن دلدار سفیر
اشک جو آنکھ میں میرے تھا دُر یکتا تھا

ولہ

وله

۲۵

وله

عشاق کو پریوں کے یہ کیوں ہوتی ہے تعزیر
ایسا کوئی فرمان سلیماں نہیں دیکھا

دوزخ سے ڈریگا وہی لے زاہد ناداں
جس نے کہ عذاب شب ہجراں نہیں دیکھا

یوں بخت دل آنکھوں تلک آتی نہیں دیکھے
یوں سایۂ مژگاں میں چراغاں نہیں دیکھا

ہوتی ہے یہاں سیر جنوں خیز حقیقت
دیکھو جو کبھی دل میں بیاباں نہیں دیکھا

ہے خندۂ صد نیش گل زخم بدن میں
کھلتا ہوا یوں غنچۂ پیکاں نہیں دیکھا

اخگر ہو تو خاکستر ذلت بھی ہے عزت
عریاں ہوں کسی نے مجھے عریاں نہیں دیکھا

جینے کا جو بیمار محبت کے یقیں ہے
کیا نبض کو اے عیسئ دوراں نہیں دیکھا

سیلاب خیال اس کا گذرجاتا ہے دل سے
رستے میں ہے گھر اور اسی ویراں نہیں دیکھا

بہکی ہوئی باتیں تو ہیں زاہد کی کسی نے
خمیازہ کش بادۂ عرفاں نہیں دیکھا

کم سن سہی کیا پاس نہیں ان کو زباں کا
دھاگے کی طرح ٹوٹتے پیماں نہیں دیکھا

سنتا ہے یہ دل عشق و محبت کی کہانی
دیسا بھی زمانے میں پر ارماں نہیں دیکھا

بیمار محبت کا خدا ہی ہے نگہباں
دنیا میں تو اس درد کا درماں نہیں دیکھا

کیا اس کی طرف عرش کی آنکھیں لگی تھیں
اللہ کے محبوب کو مہماں نہیں دیکھا

چپکے سے مرے دل کو سر راہ اٹھا لیں
پھر اس پہ یہ تکرار کہ ہاں ہاں نہیں دیکھا

دروازہ نہیں گر تو دریچہ ہی کھلا ہو
مستوں کو ابھی اپنے رضواں نہیں دیکھا

[illegible]

آپ سے مفلس و قلاش سے ملنے والے
کیوں سفیر آپ کے ملنے کی تمنا کرنا

ولہ

سر کے رخ پہ جو گیسوئے مشک فام آیا
پکار اٹھا یہ کہ دن اب قریب شام آیا

ولہ

روشنی صبح بناگوش ستم میں ہے سفیر
شام کیوں کر نہ ہو گیسوئے دوتا سے پیدا

میں الفت گیسو میں جو اچھا نہیں ہوتا	کیا جن کا کسی شخص کو سایا نہیں ہوتا
تو پیر مغاں پیر خرد کا بھی ہے استاد	کس روز یہاں حل معما نہیں ہوتا
بیعتی ہی چلی جاتی ہے اب کجروئے چرخ	بانکوں سے بھی کمبخت یہ سیدھا نہیں ہوتا
مانا کہ دماغ آپ کا ہے چوتھے فلک پر	مسجود ملائک تو مسیحا نہیں ہوتا
دکھلائے اثر جذب تو لے پنجۂ یوسف	تو شانہ کش زلف زلیخا نہیں ہوتا
مے پی کے میں کب سیر دو عالم نہیں کرتا	کب جام میں صد گونہ تماشا نہیں ہوتا
وہ کونسا دن ہے جو گذرتا ہی خوشی سے	کس روز مرے آپ کے جھگڑا نہیں ہوتا
رہتا ہے سیہ خانۂ دشمن سے ہویدا	پنہاں وہ چراغ رخ زیبا نہیں ہوتا
اس عشق و محبت کا زمانے میں ہے چرچا	میرا نہیں ہوتا کہ تمھارا نہیں ہوتا

الفت میں سفیر آپ بھی پرچشم ہوا صبر
ایسا تو کسی کا بھی کلیجا نہیں ہوتا

عشق گر حضرت یوسف کو نہ رسوا کرتا	چاک کیوں دامن ناموس زلیخا کرتا
دست رنگیں سے جو وہ زلف میں شانا کرتا	طائر رنگ حنا دام میں پھڑکا کرتا

[illegible]

ولہ

[illegible]

یار کی نعرۂ مستانہ سے یہ حال ہوا
دل تڑپ کر یہ پکارا کہ میں پامال ہوا

خضر نے دی بھی تسلی تو تشفی نہ ہوئی
سبزۂ خط کو جو دیکھا تو عجب حال ہوا

دیکھلی جب چمنِ حسن و لطافت کی بہار
یہ مسرت ہوئی چہرہ بھی مرا لال ہوا

بوسہ عارض کا لیا رخ سے ہٹا کر گیسو
کوکبِ بخت سیہ نیرِ اقبال ہوا

یا علی کہ گئے جو رکھا رہِ الفت میں قدم
آئی آواز کہ دشمن تیرا پامال ہوا

ہو گیا ابرِ بہاری بھی ندامت سے خجل
موسمِ گل میں جو تر اشکوں سے رومال ہوا

بیقراری کی بھی حالت جو لکھی تھی اس میں
چاک ہر جا سے مرا نامۂ اعمال ہوا

جتنا دے جاؤ گے اس سے بھی سوا پاؤ گے
راہِ حق میں نہ یہ سمجھو کہ تلف مال ہوا

اس کے مخمور کو کافی یہ تجمل ہے سفیر
چتر اگر آئی بنی سایہ تو فی الحال ہوا

فضل جس پر کبریا کا ہو گیا
وہ ابھی ادنا سے اعلیٰ ہو گیا

تو جمالِ دخترِ رز کو تو دیکھ
زاہدا دن کو بھی اندھا ہو گیا

میں جہاں جاؤں مری منزل ہو ساتھ
بخت کیا ریگِ رواں کا ہو گیا

شیرِ نر کا آج کھیلا ہے شکار
ضبط پر قابو ہمارا ہو گیا

مہرِ خاموشی نہ ٹوٹی یار کی
بات کرنے کا نوشتا ہو گیا

۲۷

ولہ

اے نامہ بر وہ بات تری مان جائیں گے
ہر وقت تو نہیں میں نہیں ہاں میں ہاں ملا

اے میکشو یہی ہے وسیلہ نجات کا
صد شکر آستانۂ پیرِ مغاں ملا

مجنوں سے درس عشق کا لیتے رہے ہیں ہم
اُستاد بھی ملا تو ہمیں مہرباں ملا

کس پر پڑیگا صبر جوانی کا یہ بتا
ہمکو ابھی نہ خاک میں لے آسماں ملا

ہوگی نہ الرحیل کی آواز گوشزد
کیا فائدہ یہاں میں جو طبل و نشاں ملا

دل معرکے میں عشق کے ثابت قدم رہا
ایسا رفیق ہم کو الٰہی کہاں ملا

اس کی خبر نہیں تمہیں جائیں گے گور میں
خوش ہو رہے ہیں بیٹھنے کو اونچا مکاں ملا

دیکھو سفیر موت ہے اس عشق کا مآل
دل پر چلیں گے تیر جو ابرو کماں ملا

کشتی بنا ہے عشق جنابِ امیر کا
بحرِ الم سے پار ہے بیڑا سفیر کا

اہلِ خلاف کی نہیں کمظرفیاں پسند
نشہ ہے مجھکو بادۂ خمِ غدیر کا

ہوتے ہیں آکے دفن یہاں تخت چھوڑ کر
شاہوں کے بخت میں بھی ہے تکیہ فقیر کا

ہیٹی پڑائی غیر نے گو میرے باب میں
اللہ کو تو علم ہے ما فی الضمیر کا

ہے احتراز بادِ حوادث سے یہ خطر
ہو جائے گل چراغ نہ مہرِ منیر کا

دکھلائے سو کرشمے تو بدلے ہزار رنگ
میں معتقد ہوا نہ کبھی چرخِ پیر کا

ولہ

اقامت فرصتی سمجھے نہ قاتل میرے نالے کو
وہی تو ہے پر پرواز مرغ روح بسمل کا

جو غافل ہے سبکساران عالم کا تتبع کر
بعیر بار بر کی پشت پر ہے بوجھ محمل کا

ہوا ہے سایۂ برق بلا ہی وجہ خاموشی
ہے جوہر تیغ کا سرمہ زبان زخم بسمل کا

اڑایا نالۂ مجنوں سے اس نے رنگ بیتابی
حجاب لیلیٰ ناقہ نشیں پردہ ہے محمل کا

کھلے بندوں سفیر اشعار کی بندش کھیچتی ہے
مزا آتا ہے کانوں کو صریر کلک بیدل کا

نہیں گر کوئی تو خدا ہے کسی کا
نہ ہوگا نہ کوئی ہوا ہے کسی کا

کرے غیر خالق خدائی کا دعوا
جہاں میں یہ کب حوصلا ہے کسی کا

یہ ہے ہم کو منظور ہو جائے یارب
ضرر میں جو اپنے بھلا ہے کسی کا

ہے دشمن سے بھی دوستی چار دن کی
وہ دو دن بھی ہو کر رہا ہے کسی کا

زمین کوئے قاتل کی بھی کربلا ہے
ہے بسمل کوئی سر جدا ہے کسی کا

جو بگڑو گے تم کیا نہ گذرے گی اُن کی
خدا کیا نہیں ہے خدا ہے کسی کا

جو دشمن کو دیکھا وہی بات نکلی
میں سمجھا تھا دل آگیا ہے کسی کا

یہ دیکھیں گے شان کرم کیا کریگی
بلند آج دست دعا ہے کسی کا

تو ٹھنڈا کرے گا اسے آسماں کیا
ہمیشہ سے دل جل رہا ہے کسی کا

کام غفلت میں بھی کر جاتا ہوں ہشیاری کا
عالم خواب میں بھی لطف ہے بیداری کا
راز کھلتا نہیں اس گنبد زنگاری کا
[illegible]

ولہ

[illegible]

مرتا ہے چکور ماہ پر گر
ملتا نہیں پڑھنے والا کوئی
جو داغ پڑا ہے اپنے دل میں
بوسوں کی مجھے تو رٹ لگی ہے
کہتے ہیں وہ مجھ سے ہوگی ٹہکر
اے چرخ تجھے پڑے گی مشکل

عاشق ہوں میں چاند سی جبیں کا
مطلب نہ ملا خط جبیں کا
اک نقش ہے یار کے نگیں کا
ہے شور اُدھر نہیں نہیں کا
کرتا ہوں جو ذکر حور عیں کا
نالہ مرا فتنہ ہے زمیں کا

محبوب خدا پیغمبر جو ہے
عاشق ہوں ازل سے اُس جبیں کا

رتبہ اہل صفا عشق میں حاصل ہوگا
وہ گل اندام گلستاں میں جو داخل ہوگا
راستی خواہ ہیں زنداں صفا کیش مدام
خال خط چہرے پہ اُس کے ہیں نہ چشم و ابرو
ڈوب کر بحر محبت میں مرے ہیں عاشق
بوئے مشک آئے گی ہر ایک نفس سے میرے
بیڑیاں پہنے ہوئے آئیں گے دیوانہ زلف

داغ دل اپنا چمک کر مہ کامل ہوگا
میرا نالہ ابھی گل بانگ عنادل ہوگا
زرق و طامات سے کیا شیخ کو حاصل ہوگا
آہ کس منہ سے ترے رخ کے مقابل ہوگا
دفن لاشہ بھی جو ہوگا لب ساحل ہوگا
دل اگر طرۂ طرار پہ مائل ہوگا
عرصۂ حشر میں بھی شور سلاسل ہوگا

[illegible]

ولہ

[illegible]

جبکہ وہ دیکھتے ہیں جسم میں اُس کے لرزہ — کہتے ہیں مہر جہاں تاب ہے بسمل میرا

ہائے غفلت سے کسی نے نہ مدد کی میری — میں یہ کہتا ہی رہا ہائے چلا دل میرا

اُس یم حسن کے نظارے رہے دریا پر — پردہ پوشش آج ہوا دامن ساحل میرا

مستے چشم سے اُس شوخ کی واقف ہوں میں — رفتہ رفتہ ہو نگہاں جان گیا دل میرا

باغ میں غنچے کو جس وقت چٹکتے دیکھا — یاد آیا مجھے ارمان بھرا دل میرا

باغ میں نغمہ سرا جب سا نہ آئیگا کوئی — نام لے لے کے پکاریں گے عنادل میرا

بے رخی کی جو ستمگر نے مری جانب سے — دیکھکر رہ گیا منہ خنجر قاتل میرا

توڑ کر سنگ لحد برق طپاں بن کے چلا — ذرہ ہا چرنہ رہا زیر زمیں دل میرا

نہ شہادت کا ہوں طالب ہوں نہ محتاج گور — خوں سے رنگیں ہے مرے دامن قاتل میرا

خوب واقف ہے یہ ارباب ظواہر سے ظہیر — میں جو مشغول ہوں کیا دل نہیں شاغل میرا

بوئے گل تو ہے تو ہے غنچۂ گل دل میرا — رشک لیلیٰ ترے قابل ہی یہ محمل میرا

شیشۂ مے کی طرح رنگ ہزاروں بدلے — طاق میخانے کی زینت نہ ہوا دل میرا

خضر بھی دوڑیں گے پیچھے تو نہ پائیں گے پتا — صورت ریگ رواں سیکڑوں منزل میرا

تیغ کے گھاٹ اُتارا ہے مجھے قاتل نے — آج پہونچا ہے سفینہ لب ساحل میرا

۳۱

ولہ

شراب کھینچنا آگے اگر مجھے ساقی
میں خوشہ تاک کے ہوں طارم ثریا کا

خدا کے واسطے پہنچا صبا سلام نیاز
بتائیے جو تجھے اُس غزال رعنا کا

نصیر مردہ دلی اس سے دور ہوتی ہے
ہے روح تازہ مجنوں پیام لیلا کا

رخ وہ مصحف ہے اُس پری کا
جو ہوش ہے گم زمخشری کا

چھوتا نہیں ڈر کے زلف کو میں
سایہ ہو جائے گا پری کا

اے ماہ اُتر کے چرخ سے آ
دعوا جو ہو اُن سے ہمسری کا

بلبل ہوا میرے نغموں سے بند
دعوا تھا بہت نواگری کا

دل پس گیا چشم سرگیں پر
سایہ مجھے ہو گیا پری کا

ہے مانع قتل واں نزاکت
منہ دیکھ کے رہ گئے چھری کا

دل کی میرے کیا لگائے قیمت
ہے حوصلہ پست مشتری کا

ساقی نے مجھے سکھا دیا ہے
شیشے میں اتارنا پری کا

اے خضر بتا دو کوچہ یار
حق کچھ تو ادا ہو رہبری کا

لو آگیا مرغ نامہ بر بھی
قائل نہ ہوں کیوں سبک پری کا

آنسو جاری ہیں لب پہ ہے آہ
مالک ہوں میں خشکی و تری کا

۳۳

دل کے لئے وار ہے چھری کا — یہ ناز سے دیکھنا کسی کا

پھرتے ہیں وہ مجھی کو گھورتے ہیں — کیا رنگ جما ہے بیخودی کا

دشوار اگر ہے اُن سے ملنا — آساں نہیں تھامنا بھی جی کا

دُکھڑا رونا پڑا ہر اک سے — دو دن کی اپنی زندگی کا

شکوہ نہ کیا کسی سے تیرا — یہ پاس ہے مجھکو دوستی کا

اُن کے مہتاب رُخ کے آگے — پھیکا ہے پھول چاندنی کا

مٹ جائے لحد تو کچھ نہیں غم — باقی ہے نشاں تو بیکسی کا

رہنا خاموش کیا غضب ہے — دل توڑ رہے ہو کیوں کسی کا

دم توڑ رہا ہوں نزع میں ہیں — یہ وقت نہیں ہے دل لگی کا

رونے میں ہے یاد چشم میگوں — بارش میں مزہ ہے میکشی کا

اُن پر جو حریف مر رہے ہیں — پائیں گے مزہ بھی عاشقی کا

ہے دل میں سفیرؔ عشق احمد
کلمہ پڑھتے ہیں اسم نبی کا

اگر اشکوں کا تھمنا ہجر میں دشوار ہو جاتا — ہر اک مژگانِ مژہ اپنا بھی دریا بار ہو جاتا

شہادت خواہ ہو کر اُس کے کوچے میں گیا تھا میں — نہ کرتا قتل گر وہ تن پہ سر بھی بار ہو جاتا

غافل ہوا مدام سے اُس کے بیں ایک دم

چھپتی پھرے گی گوشۂ مینا میں کب شراب
رندوں سے دخترِ رز کو تو ملنا ضرور تھا

شہرت ہوئی نہ یوسفِ کنعان ہی کی فقط
شہرہ تمہارے حسن کا بھی دور دور تھا

ستے تھے داد خواہ کہ ممکن نہ تھا شمار
ظالم کی جلوہ گاہ میں شورِ نشور تھا

ہر اُس کی شکل سے تا زندگی بیمار رہو جاتا	جو آئینہ بھی صورت آشنا سے یار ہو جاتا
بہار موسم گل کی ترقی جب سمجھتے ہم	جو چبھتا پاؤں میں کانٹا وہ دل کے پار ہو جاتا
ترے ہی ابروے خمدار سے زخمی ہوا تھا دل	ترا ہی سبزۂ خط مرہم زنگار ہو جاتا
کبھی تو باندھکر گھنگرو وہ رقصاں اس طرف ہو آتے	ہمارا طالع خوابیدہ بھی بیدار ہو جاتا
اگر اے چاند دو دن اُس سے تو کسب ضیا کرتا	پھسلتے میں نگاہیں یار کا رخسار ہو جاتا
تمنا ہے کہ مست بادۂ دیدار ساقی ہوں	جو پڑتی اک نظر مجھپر تو پھر سرشار ہو جاتا
مرے غنچہ دہن سے باغ میں چوٹ اگر آتا	میں شبنم کی طرح گل کے گلے کا ہار ہو جاتا
اگر وحشت میں ہوتی ہمکو منظور نظر زینت	گل داغ جگر بھی طرۂ دستار ہو جاتا
عیادت میں مرے وصلت ملجاتے مرض کو	وہ تیغے بن کے آثار دسے بیمار رہو جاتا
اگر اُس رشک گل سے ہمکو صحبت چار دن رہتی	ہجوم داغ سے دل غیرت گلزار ہو جاتا
لب جان بخش قاتل سے جو ہوتا عشق ہمکو بھی	مسیحا کے لئے جینا بہت دشوار ہو جاتا
ہیں شادی مرگ ہو جاتا جو مجھ پر لطف تم کرتے	تمہارا پیار بھی حق میں مرے تلوار ہو جاتا

سفیر اُس کی محبت میں زنگیلا ہے جو دل اپنا
وہ ترکِ جنگ جو بھی نادر افشار ہو جاتا

کس سرو قد کے شعلۂ رخ کا ظہور تھا	گلزار میں ہر ایک شجر نخلِ طور تھا

ولہ

[illegible]

چھایا ہوا جو چار طرف ایک نور تھا	اپنے سیاہ خانے میں کس کا ظہور تھا
آئی تھی حور ساغر کوثر لئے ہوئے	[illegible] جام نور تھا
دریا بھی اس کو دیکھ کے پیچھے سرک گیا	سینے میں بند وہ تھا غم کا وفور تھا
ٹھہرے ہوئے تھے رات کو دو شعلے بزم میں	اک شمع کا تھا نور تو اک اُن کا نور تھا
آئی ہے نیند میکدے میں مجھکو چین سے	دستِ سبو میرے لئے زانوے حور تھا
اُس رشک مہر تک بھی پہنچنے کی جستجو	بیتاب مثل ذرہ دل ناصبور تھا
تیر نظر کا خود ہی نشانہ ہوا ہے دل	کہتا ہے مجھسے اب کہ بجا ناز ور تھا
غفلت تھی بادشاہوں کو سمجھے نہ تھے	قابل جو ٹھوکروں کے سر پر غرور تھا
ظلم و ستم بھی سہکے ترا دم بھر آگیا	ترکِ وفا کروں یہ محبت سے دور تھا
جس وقت سامنا ہوا عفوِ کریم سے	زاہد قصور وار تھا میں بے قصور تھا
اس درجہ اپنی مشق شنا ہے بڑھی ہوئی	دریا سے بے سفینہ کے قصدِ عبور تھا

ساری رعیت اپنی مسلماں ہوئے سفیر
ہر وقت پاک کفر سے اسلام پور تھا

آپ کا وعدہ نہیں ہوں کہ جو ٹل جاؤں گا	نہ گریبان سحر ہوں کہ نکل جاؤں گا
وادیِ عشق میں ٹھوکر جو لگے گی مجھکو	یا علی کہہ کے وہاں بھی میں سنبھل جاؤں گا

۳۵

[illegible]
یہی وزن اُن کا نہیں اور جو بدل جاؤں گا
حضرت نظر سے یوں ہوگی ملاقات سفیر
پھر اصلاح میں لیکر یہ غزل جاؤں گا

واہ

[illegible]

شبِ فراق اک بری بلا ہے یہ خوف ہے لیے جیا ہوں
میں مر کے بھی کوئے یار میں ہوں صبا کے کل اختیار میں ہوں
ہر اک کو اپنی پڑی ہوئی ہے کہاں کی جنت کہاں کا دوزخ
جو سبزۂ خط پہ نیا دی بھی اثر نہیں زہر گ ہے یہ ظالم

فلک پہ چمکا جو کوئی تارا گماں ہوا چشم اہرمن کا
ہوئی نہ برباد میری مٹی غبار بنکر رہا وطن کا
میں شورِ محشر کو جانتا ہوں کرشمہ اک چشمِ سحر فن کا
لحد میں رکھتے ہی اپنا مردہ ہرا ہوا رنگ بھی کفن کا

نہ چشمِ دشمن میں ہوں کھٹکتا نہ زیبِ دستارِ دوستاں ہوں
نہ خارِ صحرا ہوں اے منیر اور نہ پھول ہوں میں کسی چمن کا

سب کو پایا بندِ رضینا بقضا کا دیکھا
یدِ بیضا کو بھی خاطر میں نہ لایا اے دوست
قتل تو نے جو کیا پائی حیاتِ جاوید
طبعِ رنگین نے مضامیں کی دکھائی ہے بہار
کیوں خجل ہوتا مسیحا کی میں کر کے منت
باندھ لی کفر پرستی پہ کمر زاہد نے
محفلِ یار میں اکھڑا ہوا پایا سب کو
بتکدہ جانے سے کیوں روکتا ہے شیخِ حرم
غیر کے دست نگر ہوتے نہیں عالی ظرف

ایک ہی حال یہاں شاہ و گدا کا دیکھا
جس نے جلوہ ترے نورِ کفِ پا کا دیکھا
باغِ جنت میں اگر ٹھاٹھ شہدا کا دیکھا
رنگ دل میں نفسِ بادِ صبا کا دیکھا
درد کو اپنے نہ محتاج دوا کا دیکھا
شب کو کیا حسنِ بتِ ہوشربا کا دیکھا
رنگ جما ہوا دیکھا تو حنا کا دیکھا
تو نے کعبہ میں بھی کب نورِ خدا کا دیکھا
آب و دانے کو نہ محتاج ہما کا دیکھا

اب کسی ... مقتول جفا کا دیکھا
تھا جو وہ ... تری آنکھوں نے جفا کا دیکھا
... عشق میں کھینچا ہے ... رنگ حنا کا دیکھا
سبزۂ خط میں ترے رنگ حنا کا دیکھا
باغباں ... غنچہ بھی ہنسنے والا
رنگ بدلا ہوا گلشن میں صبا کا دیکھا

ولہ

[illegible]

آہ برج اسد تلک کو گئی
تام سے میرے جنکو نفرت تھی
دامن یار پر جگہ نہ ملی
سب کے آنکھوں میں اپنی جگہ کرلی
نظر آئیگا آسمان حباب
کشتی شرر سے جنونکی تنگ ہوتیں
آسمان تک پہنچ گیا ہے غبار

شیشہ گرد دل ہوا اشکبار مرا
ذکر کرتے ہیں بار بار مرا
کیون نہ اوڑتا پھیرے غبار مرا
طوطیا بن گیا غبار مرا
ہوا گر دیدہ اشکبار مرا
پہنین ہوجائیگا فشار مرا
خاک ہوکر بھی ہے وقار مرا

الفت زلف میں موا ہوں ظفیر
مشک ہوجائیگا غبار مرا

سر کے بل چلنا ہے لازم شاہراہ طوس کا
حال یون ظاہر کیا داغ دل مایوس کا
بت پرستی کی یہان تک پڑ گئی عادت مجھے
چومتا ہوں اسکو چھپا تیسے لگاتا ہوں اوسے
کیا عجب حملہ صف مژگان سے گردون یک
کب شہنشہ ہوکے گردش سے زمانیکی بچا

کو کھرو کوسوں بیچا ہے تاج کیکاوس کا
خط کے بدلے یار کو بھیجا ہے پر طاؤس کا
تنگ ہوا بانگ اذان پر نالہ ناقوس کا
شیشہ و ساغر سے لطف آیا کنار و بوس کا
کام لیتا ہے نظر سے اپنی وہ جاسوس کا
حال زار اب رحم کے قابل ہے زار و کا

[illegible]

ولہ

[illegible]

[illegible]

کس غضب کی آگ ہجراں میں کہ بجھتی ہی نہیں
گرم آہوں سے ہمارا قلب مجمر ہو گیا

نامہ بر کے قتل سے ہاتھ اسکے رنگیں ہو گئے
آج کیا رنگ حنا رنگ کبوتر ہو گیا

قدر دربار سلیماں میں ہوئی سب سے زیاد
سادہ پن بھی اُس پری پیکر کو زیور ہو گیا

فکر یہ رندوں کو ہے جنت میں تو بھٹی نہیں
کیا کریں گے پھر جو خالی حوض کوثر ہو گیا

اب شکایت یار کی ہے اور نہ شکوہ غیر کا
ظلم سہتے سہتے دل اپنا بھی خوگر ہو گیا

دوست رکھتا ہی فلک تجھکو ہی شاید ای پری
چرخ سے ٹوٹا جو تارا وہ تجھ پر ہو گیا

شرم سے پانی ہوئے گلشن میں سرو جویبار
یار کا بوٹا سا قد پھر کر صنوبر ہو گیا

ایک عالم خوبی کی الفت میں جو موت آئی ہمیں
دامن سیلاب بھی مرقد پہ چادر ہو گیا

مجھسی یوں میخانہ عالم میں عبرت نے کہا
ٹھوکروں میں جم کا کاسہ سر ہو گیا

کر دیا ممتاز کیتا نوں میں حق نے ای سفیر
جو ہنر اپنا یگانہ اب جو بہتر ہو گیا

فصل خزاں کے آتے ہی گلشن اجڑ گیا
بلبل غریب اپنے وطن سے بچھڑ گیا

نکلا نہ کام آہ عہد فراق میں
کوڑا بھی کھا کے ابلق ایام اڑ گیا

سوز غم فراق کا لکھا کبھی جو حال
مضمون اپنا شعر سے آتش کے لڑ گیا

کوسوں ہی دور رہا نہ ابھی ساحل مراد
بیڑا ہمارا جا کے تلاطم میں پڑ گیا

[illegible]

دام گیسو سے جو چھوٹا تو نظر بند ہوا
مرغ دل کو مرے یوں رشتہ بپا رہنا تھا

دم ٹھہر کر تو ذرا وصف مژگاں لیتی
اپنا میداں انہی ترکوں سے بھرا رہنا تھا

دل کو کیوں اپنی شکایت کی بری عادت
شامل زمرۂ ارباب وفا رہنا تھا

خامشی نیں تجھے کیا عشق کی لذت ہے سفیر
دل میں الفت ہے اگر لب پہ گلا رہنا تھا

ہے کشمکش میں روح عجب حال ہو گیا
گیسو کا عشق جان کا جنجال ہو گیا

او مست ناز چال پہ اتنا نہ کر غرور
مڑ کر تو دیکھ دل مرا پامال ہو گیا

در پردہ اس سے ہو ملیگی اب تو چپ چپاتے
اے عشق تو ہی بیچ کا دلال ہو گیا

کی اوسکے رخ سے جب گل بازی نے ہمسری
اتنے طمانچہ کھائے کہ منہ لال ہو گیا

آئی مرے ہمیں بھی اتار تکے فقریں
بوسیدہ جامہ رشک دوشال ہو گیا

ایمان اب کہاں بت کافر بغل میں ہے
ماہ صیام غرۂ شوال ہو گیا

اعمال نیک و بد سے بشر کا ہے امتیاز
مہدی ہوا کوئی کوئی دجال ہو گیا

آرائش اپنے حسن کی چاہی جو سرو نے
طوق گلوئے فاختہ خلخال ہو گیا

چھاتی پہ لوٹتے ہے سانپ آکے رات
دیکھ جو انکے بال عجب حال ہو گیا

دیکھینگے پھر جو بگڑ گئی اوس بد مزاج
شکر خدا ملاپ تو فی الحال ہو گیا

اے پری کچھ شک نہیں تو آسمان حسن ہے
بار پر تیرے گمان کہکشاں ہو جائیگا

درد دل لکھنے کی حاجت ہے نہ پھر قاصد کا کام
لخت دل کو لیکے جب آنسو رواں ہو جائیگا

حرف مطلب دل سے میرے ہونٹوں تک کبھی آتا نہیں
خوف ہوتا ہے کہ سایہ رازداں ہو جائیگا

نام تو پھر خط الکھ لو وفادار و نہیں تم
جا رہی دنیں ہمارا امتحاں ہو جائیگا

بات گر کرتا نہیں مجھسے نہ کر یہ تو بتا
بے سخن ہجر نے سے تو کیا بے زباں ہو جائیگا

سوختہ تجھ کو تر زیاں میں جلینگے اسقدر
شمع روشن تا زبانکو گماں ہو جائیگا

خاک میں بزم طرب ظالم ملا دی جسطرح
اے فلک اک ذرہ تو بھی بے نشاں ہو جائیگا

اسطرح فرخ کر کے ظالم اپنے جوڑیکو نہ کھول
طائر قبلہ نما بے آشیاں ہو جائیگا

پھر بھی کیوں باہر قدم رکھا جو بجتا نا پڑ
ہم نہ کہتے تھے ہجوم عاشقاں ہو جائیگا

چھپ نہیں سکتا چھپائے سے کسی کے راز عشق
آگ لگتے ہی صنم اونچا دھواں ہو جائیگا

اڑ چکی مستانہ روشن تیری رنگ عالم ہے سفیر
ہر قدم پر انقلاب آسماں ہو جائیگا

غصہ میں آج بوسہ لیا چشم یار کا
مدت سے شوق تھا جو اسد کے شکار کا

سینچا ہے آنسوؤں سے چمن کوئے یار کا
عالم ہے ہر نفس میں نسیم بہار کا

گلشن بھی اک مرقع جادو نگار ہے
آئینہ ہاتھ میں ہے طلسم بہار کا

کب سوزِ غم سے دہر میں خالی ہیں سنگ دل
پاتا ہوں قلب سنگ میں مسکن شرار کا

دل تھام کر دہ رہ گئے بسمل کو دیکھکر
خود ہی شکار ہو گئے اپنے شکار کا

سہرہ بنا ہے رخ کا عروس بہار کے
آنچل لٹک لٹک کے میرے گلعذار کا

بلبل سے داد خواہ اگر باغباں نہ ہو
سر پر خزاں کے خون رہے گا بہار کا

آئی ہے موت آج بیاباں میں قیس کو
ماتم کریگا کون غریب الدیار کا

بلبل کو عشقِ گل میں جو آکر رُلا گئی
چھوڑا ہوا ہے یہ بھی شگوفہ بہار کا

ہیں فاتحہ کو جمع حسیں سارے اک طرف
پریوں سے بھر گیا ہے کنارا مزار کا

تیر نظر چلے اسی طاؤس مست پر
کھیلو شکار آکے دلِ داغدار کا

بنکر غبار کاش پہنچتا رکاب تک
رہوار ہے ہوا یہ مرے شہسوار کا

وہ دل جلا ہوں وادی غربت میں اے **صغیر**
لپٹا ہے مجھسے دوڑ کے سایہ چنار کا

دل یہ کب شیفتہ چشم پریرو نہ ہوا
ہائے کب سرمہ کش نرگس جادو نہ ہوا

قدر تیری بھی تو ہوتی کبھی افسونِ نیاز
تو کسی آنکھ کا چلتا ہوا جادو نہ ہوا

ٹوٹتا آکے شب ہجر مری چھاتی پر
تو بھی اے مار سیہ یار کا گیسو نہ ہوا

پنجۂ شیر کا شانہ مرے سر میں ہو گا
جوشِ وحشت میں اگر فرق سر مو نہ ہوا

۱۴

ولہ

[illegible]

ولہ

ہو گیا حشر جو وہ فتنۂ محفل اُٹھے
وہ جو اُٹھا تو مرا تھام کے ہوکر دل اُٹھے
نگہ یاس سوئے بسمل کی نہ لی جب تک
دیکھو تھامے ہوئے بالیں سے جو قاتل اُٹھے
دشت الفت میں جو دو گام بھی ہیں آگے
شعلۂ سوز جگر بیکر دوں منزل اُٹھے

ہوتا ہے اگر شر تو ہوتے دو بلا سے — جھگڑا یہ شب وصل نکالا ہے کہاں کا
انکار کا پہلو لئے رہتا ہے ہمیشہ — فقرہ ترا کب ہوتا ہے محتاج بیاں کا
تم پاس جو بیٹھو گے تو محسوس نہ ہوگا — چارہ ہے یہی ایک مرے درد نہاں کا
جب دیکھئے اُڑتا ہوا پھرتا ہے ہوا میں — میرا تن لاغر کوئی پتا ہے خزاں کا
یہ ناز یہ انداز کبھی اُن میں نہ ہوں گے — اک نام ہی سن لیجئے حور جہاں کا

جس دن سے نصیر آپ کے کوچے سے ادھر گذرا
کمبخت کو اُس دن سے مرض ہے خفقاں کا

رتبہ اُن کا ماہ رویوں میں دوبالا ہوگیا — کان کا جھمکا چمکتے ہی ثریا ہوگیا
حسن کی دولت کو اک دن لوٹ لیں گے حریف — جب کیا اسراف دولتمند رسوا ہوگیا
گوشہ گیری پر بھی رہتا ہی یہاں شہرت کا — اُن کا مضمون کمر ہاتھ آکے عنقا ہوگیا
کیا تماشا آگاہ عالم ہو گیا ہے میرے یار — رخ سے جب سرکی نقاب اُس کی تماشا ہوگیا
اب تجھے وہ ظالم گل باز بھی سمجھتا ہے اسے — دل مرا قبضے میں اُس کے رہ کے گیندا ہوگیا
عشق اُس کی زلف کا اب طرۂ دستار ہے — کاکلا کیواسطے میں بھی کنیا ہوگیا
قطرے شبنم نے نسیم صبح کے چہرے پہ ہیں — اس دُلہن کیواسطے موتی کا سہرا ہوگیا
میرے جینے کی تھی حیرت دوستوں کو جس طرح — میرے مرنیکا بھی ایسا ہی اچنبا ہوگیا

[illegible]

ولہ

۴۳

اُس پری وش کو جو زنداں میں کبھی دیکھ لیا
تھام کر دل کو گرفتارِ سلاسل اُٹھا

خاک ہے قافلے والو کسی واماندہ کی
آج رہ رہ کے غبار اک سرِ منزل اُٹھا

لُٹ رہا ہے خبر بر ہمی بزمِ طرب
ہاتھ ملتا ہوا جو شور جلا جل اُٹھا

کیا صفت مجھ سے شہ ناصر دیں کی ہو منیر
خاک ایراں سے عجب خسرِوِ عادل اُٹھا

باغِ عالم میں نہیں کیا تجھ سے بڑھ کر دوسرا
ڈھونڈھ لیں گے ہم بھی اے رشکِ صنوبر دوسرا

گھومتی رہتی ہے میری ہی سیہ خانے کی گرد
شامِ ہجراں کو نہیں ملتا کوئی گھر دوسرا

بازنے گھیرا تہ ہو وہ راستہ بھٹکا نہ ہو
لکھ رہا ہوں نامہ بھیجوں گا کبوتر دوسرا

لاکھوں درگاہوں کی اک درگاہ ہے درگاہِ دل
ڈھونڈھتی پھرتی ہے کیوں حرصِ گدا در دوسرا

شکوہ بیداد گردوں ہے نہ سمجھیں اہلِ صبر
دیدۂ پرخون سے ہو رنگِ سخن گر دوسرا

اے گدائے خانقاہ دیرِ مغاں میں چلکے دیکھ
ایک پر ترجیح رکھتا ہے تو نگر دوسرا

اک پیالے میں کہیں نشہ ہو لب ساقیا
دے مئے گلرنگ کا تو بھر کے ساغر دوسرا

کیوں نہ بھیجوں یار کو قاصد پہ قاصد خط پہ خط
بعد پیغمبر نہیں آتا پیمبر دوسرا

طعن بھی کی اُس ستم ایجاد نے گالی بھی دی
ایک نشتر کھا چکا دل ہے یہ نشتر دوسرا

یہ ہنر ہے غافلو روشن گہری کیا ارث ہے
ایک دنیا سے اٹھا پہونچا سکندر دوسرا

ولہ

کرتی ہے تلوار کا اب کام ہر موجِ شراب دل کو مژگاں ہی نے روکا لے چلی تھی سیلِ اشک	قتل پر اُس چشمِ میگوں کا اشارا ہو گیا ڈوبتے کو آج تنکے کا سہارا ہو گیا

عرش کی قندیل بنکر اب یہ چمکا ہے سفیر
ایسا اونچا میرے طالع کا ستارا ہو گیا

دل پہلے مجھسے صاف تھا میرے حبیب کا	اُس نے برا کیا ہے بھلا ہو رقیب کا
کافر بنا دیا بت ترسا کے عشق نے	جو دل میں داغ ہے وہ نشاں ہے صلیب کا
کاتب کی آنکھ ہے کہ لفافہ کی مہر ہے	مکتوب ہے یہ عاشقِ حسرت نصیب کا
میرے طرف سے کوئی بھی کہتا نہیں ہے	دل توڑتے ہیں آپ سدا اُس غریب کا
خلقِ نبی و خلقِ حسن آشکار ہے	زیور یہی ہے مردِ شریف و نجیب کا
ڈالی ہے اُس نے پیار سے آئینہ پر نظر	منہ دیکھکر اُٹھا ہے کسی خوش نصیب کا
خوانِ کرم سے اُس کے سدا فیضیاب ہیں	ملتا ہے روز ہم کو ہمارے نصیب کا
رہتا ہے تا بہ زیست ندامت کا دل پہ داغ	ہے اشرفی سے بڑھکے طمانچہ ادیب کا
موت آکے پھر نہ جائے مجھے اس کا ہے خیال	پھینکا ہے میں نے پھاڑ کے نسخہ طبیب کا

ہر بیت سے سفیر بلاغت ہے آشکار
چھپتا نہیں ہے رنگ کلامِ ادیب کا

ولہ

ظلمات کی طرف یہ سکندر رواں ہوا
یا دل کو عشق طرۂ خط نشاں ہوا

اپنا حریم قدس ہی جب امتحاں ہوا
دل سالک مسالک راز نہاں ہوا

جلوہ نگن ہو دل میں ہمارے خیالِ دوست
آراستہ اسی کے لئے یہ مکاں ہوا

دریا دلی سے پیر مغاں کی تھا آب آب
باغِ ارم میں چشمۂ کوثر نہاں ہوا

آتیں یہ نغمہ سنجیاں خالق کو بھی پسند
سدرہ کی شاخ پر نہ مرا آشیاں ہوا

بوسہ بھی ان حسینوں سے ملنا محال ہے
اب ہی کہ نرخ حسن کچھ ایسا گراں ہوا

رنگِ عروج آبلۂ دل میں تھا نہاں
پہلے بنا حباب تو بعد آسماں ہوا

دل جل کے خاک ہو گیا حیرت کی بات ہے
اس میں لگی نہ آگ نہ اونچا دھواں ہوا

بت بھی صنم کدہ میں الٰہی بگڑ گئے
نالہ کیا تو شبہ بانگِ اذاں ہوا

نالوں نے میرے چرخ کو دیدی شکست فاش
دیکھو وہ سرنگون علم کہکشاں ہوا

کٹتے ہیں جو تیغ ابروے قاتل کے جی اُٹھے
شرمندہ لعل لب سے مسیح زماں ہوا

اب دیکھئے جواب بھی آتا ہے یا نہیں
خط لے کے نامہ بر تو الٰہی رواں ہوا

کی میں نے دل سے آہ وہ تڑپا زمین پر
گویا حریف کشتۂ نوکِ سناں ہوا

دیکھا ہوا ہے وامق و مجنوں کا حوصلہ
دشت جنوں میں کون مرا ہم عناں ہوا

خم سے جو اس نے شیشے میں کی جلوہ گستری
بنت العنب پہ لال پری کا گماں ہوا

[illegible]

پیری میں یہ منعم کا قد راست جھکا کب | خم آج ستون ہو گیا عبرت کے محل کا

نیت ہی مری پاک سمجھتے ہیں حسیں سب | حوروں میں بھی شہرہ ہے مرے حسن عمل کا

بسمل کا تڑپنا بھی نہ دیکھا گیا اُس سے | غش آگیا قاتل کو مرے خون ہے ہل کا

افسوس مسلمانوں میں کیا پھوٹ پڑی ہے | سکہ ہے زمانے میں نصاریٰ کے عمل کا

اشکوں سے شگفتہ ہے گل داغ محبت | لیجائے لیجائے یہ پھول کنول کا

مریم کو سر دست یہ گلشن میں گلہ ہے | عیسیٰ سے مداوا نہ گیا پنجۂ شل کا

ہم جوتے ہیں ہاتھ نچاؤ ابھی یہاں سے | تڑکے کو بڑی دیر ہے اب تک ہے دھندلکا

آلہ ہے نظر آب لب شیریں پہ ترے خال | ہر وقت مجھے خوف ہے زنبور عسل کا

شمشیر ہی کے گھاٹ اُتر جائیں گے عشاق | ابرو کا اشارہ بھی اشارہ ہے اجل کا

ای دشنۂ غمزہ سے دہاں فوج مژہ لیس | اندیشہ بہت کشور دل کو ہے خلل کا

تم دل کو مرے طرۂ کاکل کے عوض لو | ہے گلشن عالم میں مزہ پھیر بدل کا

گر سینہ ہو پر داغ تو ہے گلشن جنت | کھل جائے تو دل غنچہ ہے اسرار ازل کا

ناصح کا ہر اک بات پہ جھنجلا کے وہ کہنا | کیا جانے گا ان باتوں کو بچہ ہی تو کل کا

یہ زخم نہیں تن پہ مرے پھول کھلے ہیں | لیتا ہوں مزہ کیا میں تری تیغ کے پھل کا

پہنچا ہے کہاں تک ترا ابرو کا اشارہ | شہرہ ہی زمانے میں بہت جنگ و جدل کا

[illegible]

[illegible]

ولہ

[illegible]

آئی بہار شور نہ ہو بلبلوں کا کیوں / گلدستہ داغ دل کا ہمارے مہک گیا

پروانہ غیر ہے رخ روشن کا جب سنا / شعلہ کی طرح میں بھی اُسی دم لپک گیا

ملتا ہے نقد عیش ترے بینوا کو کب / کھودی جہاں زمیں کہ خزانہ سرک گیا

لوٹے بھی مل گئے مجھے روے صبح کے / پہلو میں بیٹھتے ہی ستارہ چمک گیا

اس بدگمان ہوا دل صدپارہ کا مجھے / بے یار کے چمن میں جو غنچہ چٹک گیا

آیا جو فاتحہ کے لئے شمع رو منیر / شعلہ چراغ قبر کا میرے بھڑک گیا

نالہ جو تیر بن کے دہن سے نکل گیا / دیکھا تو پار چرخ کہن سے نکل گیا

ماتم کروں نہ کس لئے یارانہ رفتہ کا / آتا نہیں جو دانت دہن سے نکل گیا

بہلانے دل گیا تھا اُن آنکھوں کی یاد میں / نرگس کے پھول لیکے چمن سے نکل گیا

حاجت پڑی نہ ہم کو کفن کی ہزار شکر / غربت میں کام رخت کہن سے نکل گیا

زنداں اجاڑ ہو گیا کچھ اس میں شک نہیں / دیوانہ تیرا رنج و محن سے نکل گیا

ہے اسمیں رنگ و ادے مینو سرشت کا / کب آکے کوئی ملک کفن سے نکل گیا

اس چشم سرمگیں نے ٹھہرنے دیا کسے / آہو چرا کے آنکھ ختن سے نکل گیا

مشکل جب آئی سامنے تو یا علی کہا / یہ اسم اعظم اپنے دہن سے نکل گیا

[illegible]

... دیکھتا اُس رخ پہ تیری شان	ہوتا ہے میری آنکھ سے حلقہ رکاب کا
بھیجا ہے ... وہاں نفس سرد جائیں گے	محشر میں غم نہیں تپش آفتاب کا
... سیر کو دریا پہ چل کے دیکھ	کس طرح بج رہا ہے کٹورا حباب کا
ٹپکا ہے قطرہ اشک کا گر چشم مست سے	یاد آ گیا ہے مجھکو بھی کھنچنا شراب کا
تھا ... مے کشی کا مرے دم قدم کے ساتھ	آنا [illegible] پڑا ہوا ہے قرح آفتاب کا
الماس کا غم ہے جگر کو ہر ایک بوند	ہے زہر ... غیر میں پینا شراب کا
... کے ہر مکان کا یہی پتا	دیکھا دکھائی دور سے گنبد حباب کا
... ظرف تو اعلیٰ ہے اُسکا نعل	آئینہ دیکھتا ہے فلک آفتاب کا
... جو لپیٹ پڑی یاد آ گیا	طاؤس مست پر وہ ... پینا عقاب کا
... کا ہے تنا ور یہ دل مرا	ماہی کو خوف کچھ نہیں طوفان آب کا

ہم جس کو آفتاب سمجھتے ہیں اے سپہر
ہے تاج سر وہی سر خشتی آب کا

دیکھے کوئی ... جلوہ رخ لاجواب کا	گوشہ بنا ہے دامن محشر نقاب کا
... گیسوئے پر پیچ و تاب کا	دیتا ہے بوئے مشک دھواں ہر کباب کا
... سوال پہ گھبرا گئے ہیں وہ	ہے انتظار غمزۂ حاضر جواب کا

[illegible]

دم قدم سے قیس کے رونق ہے دشتِ نجد کی
پہلے یہ ویرانہ تھا اب کیسا سہانا ہو گیا

مجھ سے لڑ کر نہ لے محبوب سیم اندام زر
جنگ سے تنہا ہوں گا یعنی خالی خزانہ ہو گیا

شکر ہے انصاف پہ جو طبع ہے شعر کی نہیں
جو کہ ہم نے کیا وہ دوستانہ ہو گیا

دیکھ کر محراب ابرو کو جھکے سجدے میں ہم
یوں ادا کعبہ میں فرض حج کا نہ ہو گیا

اگلے سے وہ اہل فن ہیں اور نہ وہ صاحب کمال
کیسے کیسے ترک تھے خالی زمانہ ہو گیا

آتے آتے رک رہے وہ میرے جب تو کا غیر
اٹھ گئے کو کھیلنے کا اک بہانہ ہو گیا

سفاک تیرے کوچے میں جب سے گذر ہوا
مجھے دیار خانہ خرابی میں گھر ہوا

افسوس ہے کہ دل میں کسی کے نہ گھر ہوا
میں چشم خلق میں نہ تمہاری نظر ہوا

دین دل کو اضطراب میں کیا کیا تسلیاں
شوقِ وصال مرہم زخم جگر ہوا

ٹوٹا کمر سے آنچل کے گرا طفل اشک آج
محبوب سب میں کیوں میرا نور نظر ہوا

عاشق ہوا ہوں جب سے تمہیں عاشقوں سے ہے
کب دل پہ اختیار قضا و قدر ہوا

پوچھا نہ اس مسیح نے بیمار ہجر کو
کیا کیا ہمارا حال نہ نوع دگر ہوا

کہتی ہے روح پڑ گئی آزاد یوں یہ خاک
جب سے کہ میرا قالب خاکی میں گھر ہوا

عاشق ہے اپنے بات نہ کی اس نے وصل میں
روتے ہوئے غریب کو بچھلا پہر ہوا

[illegible]

وله

[illegible]

دروں پردہ گیا بیاں کہ مری سحر بیانی کا
خدا کے فضل سے میں شاہ ہوں ملک معانی کا
پچھتاتا ہوں میں جب ساغر شراب ارغوانی کا
مجھے پیری میں یاد آجاتا ہے عالم جوانی کا
دم ہے شادماں کرتے جو قصہ تیری ہمانی کا
[illegible] اعتبار آئے پیغام زبانی کا
[illegible] عالم میں پھونکے گا
بنے گا جام جم ساغر شراب ارغوانی کا

ولہ

[illegible]

بے خبر تو بھی تو جادو کے جگانے والے
اور بڑھ جاتی ہے وہ چند جلا آئینہ کی
بوریا گوشۂ عزلت کا ہوا تخت شہی
وہ مری دشت نوردی وہ سہانا جنگل
پھر اُترنے کا نہیں عقرب ابرو کا زہر
خال ابرو پہ جو دیکھا تو یقیں آیا مجھے
صبح ہو جاتی ہے پر نیند نہیں آتی ہے
صبحدم مثل نسیم آیا جو گلشن میں وہ شوخ
دل مسرت میں گذر جاتا ہے اللہ اللہ
یاد جب آتی ہے پس پیش کے یہ رہ جاتا ہے

دم نکلنے کو ہے اک شیفتہ جادو کا
عکس پڑتا ہے جو اے شوخ ترے زانو کا
ہو گیا بال ہما نقش میرے پہلو کا
اور رہ رہ کے مہکتا وہ گل خودرو کا
سانپ سے بڑھ کے مجھے خوف ہوا بچھو کا
اب تو کعبہ میں بھی ہوتا ہے گذر ہندو کا
دل یہ کہتا ہے کہ تکیہ ہو اسی زانو کا
لیکے انگڑائی اُٹھا سبزہ کنارِ جو کا
آرسی اوجھتی ہے منہ دیکھکے کس خوشرو کا
دل میں بیٹھا ہوا اثر سرمہ کش جادو کا

دل کا جو کلمۂ توحید وظیفہ ہے سفیر
شہر بھی آج نظر آتا ہے میداں ہو کا

ہوئی ذلت پہ ذلت ہمکو عشق یار میں کیا کیا
ہوئی ذلت پہ ذلت ہمکو بزم یار میں کیا کیا
بہے دل کے پھپھولے جو پھوٹے پاؤں کے چھالے

پھرے آوارہ ہو کر کوچہ و بازار میں کیا کیا
رہا ہے ذکر اُسکا مجلس اغیار میں کیا کیا
مزے وحشت کے آئے وادیٔ پرخار میں کیا کیا

[illegible]

ترے جلوے سے اے آئینہ رو جو گل تھا حیراں تھا / چمن میں سنبلِ تر سایۂ زلفِ پریشاں تھا

بہار آتے ہی میرے قید ہونے کا یہ ساماں تھا / جو بھی موجِ ہوا اک حلقۂ زنجیر پیچاں تھا

میں اپنی زندگی سے تنگ تھا فرقت میں نالاں تھا / تری تلوار آجاتی اگر سر پر تو احساں تھا

میں سمجھا قابلِ افسوس اپنا ہی گریباں تھا / چمن میں جا کے گل کو جب بھی دیکھا چاک داماں تھا

انہیں قیدِ تعلق سے رہا ہونا نہ تھا ممکن / دلِ تنگ زلیخا حضرتِ یوسف کا زنداں تھا

نشانی رہ گئی اک دل جلوں کے گرم آہوں کی / درختِ شعلہ جائے سبزہ مرقد پر نمایاں تھا

جگر کو چھان ڈالا بیکسی نے ہجر ساقی میں / مرے دل کے لئے ہر قطرۂ مے ایک پیکاں تھا

کسی کے روزنِ دیوار میں اپنی بھی تھیں آنکھیں / نہ واں مہتاب تاباں تھا نہ واں مہرِ درخشاں تھا

محیطِ عشق میں منجدھار سے بیڑا نکالا تھا / خدا ہی کے بھروسے تھے خدا ہی بس نگہباں تھا

تری فرقت میں آئینے سے بھی بہلا نہ دل اپنا / وہ مجھ سے بڑھ کے حیراں تھا میں اس سے بڑھ کے حیراں تھا

جو ٹھہری وصل کی اُس سے چمن میں بھی یہ تھی حالت / میں شبنم کی طرح گریاں وہ گل کی طرح خنداں تھا

گلے مل ملکے کاٹی ہے گلے مقتل میں کشتوں کے / ترا خنجر نہ تھا ظالم ہلالِ عیدِ قرباں تھا

میں یہ کہتا ہوا ہاتھ اُن کا گھر سے تھام کر نکلا / یہی کیا عہد مجھ سے تھا اسی کا نام پیماں تھا

تصور پیشہ ہو کر سیر کے کیا کیا مزے لوٹے / کبھی ہم تھے بیاباں میں کبھی ہم میں بیاباں تھا

جنوں میں بیدِ مجنوں وحشت سے ہم کیونکر نہ گرتے / نہ دامن ہی تھا اس لائق نہ اب قابل گریباں تھا

[illegible]

سعید

ولہ

[illegible]

رخ تمہارا صبح صادق ظلمت شب تھی نقاب

قابل [illegible] سجدہ گاہ عاشقاں ہونے لگا

[illegible]

[illegible]

ساتھ دیگا کون تنہائی کی شب میں بخدا
میرا سایہ تو ابھی سے بے نشاں ہونے لگا

جوہر شمشیر تاروں کی طرح آئے نظر
عکس تیغ یار دیکھکر کہکشاں ہونے لگا

آگیا اُس کو پسینہ جب سوال وصل پر
حسن کی گرمی سے چہرہ درفشاں ہونے لگا

اپنی بخشش سے جو مجھ کو یاس سی ہونے لگی
آیۂ لاتقنطو وردِ زباں ہونے لگا

بدگمانی کس قدر ہے حسن کی تعریف پر
پھر نہیں سن تے وہ ذکر اُس کا جہاں ہونے لگا

ذکر مجھ وحشی کی جو خانہ خرابی کا سنا
گردباد دشت کا اونچا دھواں ہونے لگا

اولو نہ رہے تھا کیا قیام حشر اُس قد پر سفیر
لو قیامت آگئی قد کا بیاں ہونے لگا

ولہ

حسن زائل ترا لے آئینہ رو ہو جائے گا
چار دن میں رنگ عارض اُڑ کے بو ہو جائے گا

تیرے دروازے پہ خونِ آرزو ہو جائے گا
آج جو تم چاہے دولے جنگ جو ہو جائے گا

نامہ بر کے قتل سے تو سرخرو ہو جائے گا
ہاتھ کی مہندی کبوتر کا لہو ہو جائے گا

دیکھکر تیرے رخ روشن کو ہوگا آب آب
مہر کا چشمہ چھلک کر آب جو ہو جائے گا

مثل شبنم مہر تک پہونچائے گی افتادگی
چرخ کے ہمپایہ پائے جستجو ہو جائے گا

تم نے کی مجھ سے دغا یا بیوفائی میں نے کی
فیصلہ اسکا خدا کے روبرو ہو جائے گا

ہوتے ہی ٹوٹتے پڑھ لیں گے ہم بسمل نماز
خون میرا اپنے ہی بس اپنا وضو ہو جائے گا

تیغ ابرو کی محبت میں کرے گی اپنی عمر
خود بخود ہی ربط شمشیر و گلو ہو جائے گا

[illegible]

[illegible] ہونے کو موجود تھا ہر وقت یہ	چھوٹ کر تیر نہ ابرو کی کماں سے آیا

دیکھکر بزم میں اپنی مجھے کہتے ہیں شمیر
بیٹھے بٹھائے ہوئے مہمان آج کہاں سے آیا

تجھ سے خلوت میں بھی [illegible] راز اپنا	ہو گیا رعب ترا سرمۂ آواز اپنا
[illegible] تجھے خط لکھے [illegible] سے وہاں	روز سب صرف نہ کردی دم پرواز اپنا
شور [illegible] تھا کبھی	دشت وحشت میں فقط قیس تھا ہمراز اپنا
تیرے انداز [illegible] معلوم نہ تھا	کر لیا تو نے تو اے چشم فسوں ساز اپنا
[illegible] معلوم ہوا	کر گئی کام مرے دل میں وہ آواز اپنا
[illegible] تو یہ	جوش وحشت میں ہوا ہے عجب انداز اپنا
سب سخن [illegible]	منہ دکھائیں گے نہ اب مفسدہ پرداز اپنا
[illegible] راہ میں [illegible]	اب کھلا جاتا ہے اے پردہ نشیں راز اپنا

تھے جو ہمراہ رکاب اک بت ترسا کے شمیر
اور [illegible] کے چلا [illegible] ساز اپنا

عشق ہے دل کو یار جانی کا	وہی حافظ ہے زندگانی کا
خون [illegible] دانی کا	قصد ہے غم کی مہمانی کا

٥٣

ہاں مرے شعر اور کر اوکی زبان
کیوں نہ قائل ہوں قدر دانی کا
خاک میں تو ملا چکا مجھ کو
اب بھی دعویٰ ہے مہربانی کا

[illegible]

بجایا جب سے قیس عامری نے کوس رحلت کا — مرے سر ہے بکھیڑا انتظام ملک وحشت کا

دیا ہے اُس نے جامہ دیکھکر اندازِ قامت کا — کلام کفر ہو شکوہ کروں گر اپنی قسمت کا

مرقب جانتے ہیں لطف کچھ رشک رقابت کا — مزا آتا ہے مجھکو خانقاہوں میں عبادت کا

معاذ اللہ ٹھکانہ بھی ہے کچھ گرد کدورت کا — مرا دل ہے پہلو میں نہیں شیشہ ہے ساعت کا

سمجھکر مجھکو دیوانہ مری باتوں پہ ہنستے ہیں — پری رویوں کو پھر دعوا ہے سیر آدمیت کا

پس مردن بھی یوں لاشونکو دفنایا ستمگر نے — عدو کی پائینتی رکھا سرہانا میری تربت کا

مرے داغ جگر سے آفتاب حشر چمکے گا — مرے نالوں سے ہوگا گرم ہنگامہ قیامت کا

معانی قل ہو اللہ احد پہ کچھ نہیں مشکل — اُٹھا دینا فقط کافی ہے انگشت شہادت کا

میں شاہ ہفت کشور ہوں اگر ہو دست میکش ساقی — کھلا رہتا ہے سر پر چتر میکے ابر رحمت کا

ہوئی روز ازل جب حسن کی تقسیم عالم میں — ترے اندام نے شیرازہ کھینچا ہے نزاکت کا

مسہری پر جو لیٹے گا لب بام آکے وہ گلرو — نئے گا قرص مہ تکیہ فرش خواب راحت کا

مجھے کچھ غم نہیں ایسا اگر غم ہے تو یہ غم ہے — مرے مرنے سے پردہ فاش ہوگا تیری غیرت کا

دہندلکا صبح کا وہ تنگ کوچہ اور وہ گھبراہٹ — یہی تو وقت ہے موقع ہوا صاحب سلامت کا

نہ یکساں دھوپ رہتی ہے نہ یکساں چھاؤں رہتی ہے — زمانہ یکطرف رہتا نہیں ہے رنج و راحت کا

مرا دل صاف ہے مجھسے حسین بھی بے تکلف ہیں — بشر کو خلق میں ملتا ہے ثمرہ حسن نیت کا

بے حجابانہ رات دن دل کو مصفّا کر دیا
عشق کی گرمی نے سینے کو بھی بینا کر دیا
مدتوں سے خود نمائی نے گھٹا رکھی تھی شان
عاجزی نے تو نے ہیں قطرے سے دریا کر دیا
شب دیجور اپنا تخت چھپا مثل صبح
آج خالق نے اندھیرے کو اجالا کر دیا
مجھ سے وہ کہیکر ... یوں نہ بڑھتا اشتیاق
تو بھی رسوا ہوگئے مجھکو بھی رسوا کر دیا

دیکھا طلسم غنچۂ نرگس میں راز کا
یہ بھی کرشمہ ہے مژہ نیم باز کا

کیوں آتش نفس سے نہوں شعلہ زیر پا
قابل کبھی ہوا نہ دل بے گداز کا

کیا خوف ہے تلاطم امواج کا مجھے
طوفاں میں ناخدا جو خدا ہے جہاز کا

انسوں ہم نے صرف کیا اُس کو بے دریغ
ورنہ دل و دماغ خزینہ تمھارا راز کا

سنتا ہوں روز زمزمۂ بال جبرئیل
طوبےٰ کے زیر سایۂ مژہ ہے نماز کا

اس در پہ آبرو نہیں جاتی سوال سے
دریا ہے جوش پر کرم دل نواز کا

چھونے گا شیوہ ہائے ہوس آفریں کو دل
پرتو فگن جمال تو ہو بے نیاز کا

واقف غرور حسن نہیں جذب [illegible] سے کیا
اس کبک مست کو نہیں ڈر شاہباز کا

پایا ہے اس نے کوزۂ سربستہ کا دماغ
ساقی کی خامشی میں بھی نکتہ ہے راز کا

بحر جہاں میں چاہیے انجام پر نظر
ہر موج آئینہ ہے نشیب و فراز کا

شرم و حیا ہے لازم آغاز دلبری
پہلا سبق یہی ہے مرے سرو ناز کا

پیری جگا کے کہتی ہے تڑکا قریب ہے
اٹھو سفیر وقت اب آیا نماز کا

میں اُسکی بزم ناز میں جب دل کو کھو چکا
تقدیر کو نصیب کو قسمت کو رو چکا

اب ہاتھ پاؤں مارنے سے فائدہ نہیں
سیلاب جوش عشق کا مجھکو ڈبو چکا

ولہ

٥٥

ولہ

[illegible]

کبھی ہم کو بھی تھی موج طراوت نزہت خاطر	وہ گلگشت چمن وہ شور کرنا آبشاروں کا
چمن میں جاتی ہی یاد آگئی کیرنگ یار کی	بہت بھایا مجھے نظارہ پھولوں کی قطاروں کا
مرے قلب جگر کی آگ نے بھڑکا دیا اُسکو	خبر کیا تھی جہنم منتظر تھا دو شراروں کا

ضرورت پلٹنوں کی توپخانوں کی ہی میداں میں
سفیر اب جنگ میں رہنا نہیں لازم سواروں کا

بندہ تسلیم نے پایا ثمر تسلیم کا	آتش نمرود ہے یا باغ ابراہیم کا
حق سمجھتا اُسنے تیری ہے کیا کوتہ نظر	خط جدول خود ہے بطلان صفحۂ تقویم کا
ہی اگر فکر بہشت اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے	پُل بنا دست کرم کو کوثر و تسنیم کا
شامت اعمال ہا ہم صورت نادر گرفت	اب نظر آنے لگا الٹا اثر تعلیم کا
ہی نصیحت تلخ رکھ اُس کے فوائد پر نظر	ذائقہ شیریں نہیں ہوتا ہے برگ نیم کا

تو بسر کر اپنی مثل جوہر فرد اے سفیر
یاں دنیا میں کوئی جھگڑا نہ رکھ تقسیم کا

حسن عالم سوز کس کا تھا کہ جاں پرور ہوا	کس نے یہ صورت بنائی کون صورت گر ہوا
مرغ دل کو آشیان لامکاں سے ربط ہے	پھر ٹھکانا ہی نہیں جب آپ سے باہر ہوا
حضرت زاہد کے اعمال ریائی کے لئے	صفحۂ پہلو کو نقش بوریا مسطر ہوا

ولہ

فرقت کی آفتوں میں اگر دل ابھی مرے گا
مشکل ہی کون اپنا سینہ سپر رہے گا

وله

۵۷

طوفاں ہوا کریں گے محشر بپا رہے گا	آنکھوں میں تیری جبتک جادو بھرا رہے گا
کبتک جدا تو مجھسے اے بیوفا رہے گا	دل خون ہو رہا ہے پھر مجھ میں کیا رہے گا
اُس سے وہی ہے واقف جس سے پڑا ہی پالا	وہ آشنا بھی ہو کر نا آشنا رہے گا
کہتے ہیں تیر مژگاں ہم دل کو چھاند دینگے	پہلو میں چھپ رہا ہے کبتک بچا رہے گا
عاشق کا دل چرا کے ہوگی نہ کچھ ندامت	پھر سب میں سرخرو وہ دزدِ حنا رہے گا

دل کو سفیر اپنے سمجھائیں اب کہاں تک
جائے گا ایک دن یہ یا خود وہ آ رہے گا

تھا سائل مراد سے بیڑا لگا ہوا	جس دم محیط عشق میں شوق شنا ہوا
پائی ہے قتل ہو کے شہیدوں نے زندگی	ہر قطرہ آب تیغ کا آب بقا ہوا
وحشت تو دیکھئے شب تاریک ہجر کی	سایہ بھی دور جا کے کھڑا ہے چھپا ہوا
ہیں فاقہ مست اور در میخانہ پر جبیں	چھوٹی کوئی نماز نہ روزہ قضا ہوا
گل کی طرح شگفتہ ہوا داغِ آرزو	آئی بہار زخم جگر کا ہرا ہوا
ہیں درد جاں کنی سے بچا ہو گئی نجات	خنجر کا دستہ حلق پہ دستِ دعا ہوا
اس خاکسار کا یہ کمالِ عروج ہے	سر پر زمین تو جسم مرے زیر پا ہوا
آتا ہے دوست دوست سے ملنے کے واسطے	آپ آئے اتنی دور مرے گھر تو کیا ہوا

بڑھایا حسن دو ہاتھ اور بھی ہاتوں کو پھیلا کر
خجل ہے تیری انگڑائی سے ہالہ ماہِ کامل کا

حریفِ بار وسیہ کے گھر گیا وہ آسماں اب ٹوٹی
بھروسہ دو گھڑی آگے تھا کیا کیا نعشِ کامل کا

گلے کا ہار ہو جاتی ہے جسکو تاک لیتا ہے
اجل سمجھی ہوئی ہے تو اشارہ چشمِ قاتل کا

سفیر اب اس غزل میں تم بھی بہترِ قافیہ کہدو
لکھا ہے خواجۂ مغفور نے بھی نام بیدل کا

ہوا ہو شوق ان کو بھی نہ آبِ تیغِ قاتل کا
کہ موجوں میں بھی عالم ہے مری بیتابیِ دل کا

شبِ تاریک ہی میں مل گیا آخر پتا دل کا
ترے زلفوں نے کھولا کہاں کسے عقدہ میری مشکل کا

فلک نے چارہ سازی کی ہے کسدن ہم غریبوں کی
بنا کسدن یہ پایا زخم دامندارِ بسمل کا

خضر کے بھیس میں آکر ملے رہزن عجب کیا ہے
غبار اُٹھ اُٹھ کے دھوکا دیرہا ہے مجھکو منزل کا

ہمیں بھی یاد آجاتی ہیں وہ بیتابیاں اپنی
لہو رلوا تا ہے دل کو تڑپنا مرغِ بسمل کا

میں دیوانہ ہوں اُسکی چشمِ فتاں کا عجب کیا ہے
شباہت آنکھ کی پیدا کرے حلقہ سلاسل کا

نہ کیوں شاخِ قلم پر بھی گماں بیدِ مجنوں ہو
رقم کرتا ہے مضموں صفحۂ کاغذ پہ محمل کا

ٹھہر کر میرے عارض پر پہنچ جاتے ہیں دامن تک
طریقہ جانتے ہیں اشک بھی قطعِ منازل کا

تمہاری مانگ تو گیسو سے بڑھکر راہزن نکلی
مجھے تو خوف ہے شب سے زیادہ دن کی منزل کا

گدائی کی جسے خو پڑ گئی جاتی نہیں سچ ہے
فلک کسدن نہ نکلا لیکے کاسہ ماہِ کامل کا

بیقراری سے جو ہر وقت میں چھو لیتا ہوں
ہنس کے کہتے ہیں دوپٹہ مرا میلا ہوگا

لالہ رو یونہی محبت جو رہیگی مجھ کو
داغ دل رشک دہ لالۂ حمرا ہوگا

شیشے خالی یوں ہی پھیکونگا جو پی پی کے شراب
ایک دن صحن چمن گنبد مینا ہوگا

عادتیں اُس سے برائی کی نہ جائیں گی صغیر
اپنی قسمت سے جو دینے کوئی اسلئے ہوگا

۵۹

رواں یہ گرم ہے بازار خود نمائی کا
کہ اب تو وقت نہیں قسمت آزمائی کا

گلہ صغیر سے کرتے ہو بے وفائی کا
یقین آگیا تم کو کسی سُنائی کا

اٹھیں تو ڈھونڈھ کے لے آؤں تیشۂ فرہاد
پہاڑ بنگیا ہے آج دن جدائی کا

کوئی جو یوں سے پوچھے تو اُن کی دلکی اُمنگ
عجیب لطف ہے آغاز آشنائی کا

فراق میں یہ چھایا ہے رنگ نالوں نے
کہ زرد ہوگیا چہرہ شب جدائی کا

میں اُس کی تیغ پہ کیوں نقد جاں کروں نثار
چلن جہان میں وطن کی ہے رونمائی کا

بغیر آنکھ لڑائے وہ رہ نہیں سکتے
پڑا ہوا ہے جنھیں ذوق آشنائی کا

کبود کر دیا گردوں کو میرے نالوں نے
کہ رنگ پھوٹ کے نکلا شب جدائی کا

چمن میں دیکھ کے آتا ہے مجھکو پیار بہت
ہے شاخ گل میں جو عالم تری کلائی کا

جو چھالے پھوٹتے ہیں خار ہوتے ہیں سرآ
مجھے قلق نہیں اپنے برہنہ پائی کا

بڑھ کے ہو خوان خلیل اللہ سے اخوان رزق
میہماں کثرت سے آئیں غل ہو بسم اللہ کا

بتکدے والوں سے کچھ دل کو خصوصیت نہیں
اُس طرف بھی جا نکلتا ہے فقیر اللہ کا

صاعقہ افگن ہے کس دل سوختہ کی آہِ گرم
چاندنی راتوں میں جلجاتا ہے خرمن ماہ کا

بہرِ عبرت قبر جب کھودی کسی درویش کی
گورکن کہتا ہے دیکھا میں نے مُردہ شاہ کا

دل مرا ہنگامِ عسرت بھی غنی ہے اے کریم
بانٹ کر کھاتا ہوں میں صدقہ تری درگاہ کا

طفل بازی گوش کی صورت نہیں دل کو قرار
ہے دبستانِ جہاں پر رشک جو بازی گاہ کا

ایک شب تو چین سے سونے دے مجھکو اے لحد
میں تھکا ماندہ مسافر آ رہا ہوں راہ کا

امن آسایش ہماری ہے اسی سے اے سفیر
دم غنیمت ہے دکن میں شاہ آصفجاہ کا

آئینے ہیں دل کسے میں عرفاں کا جوہر لیچلا
زندگی خضر و اقبال سکندر لیچلا

ایک جا رہنے سے کیا خانہ بدوشوں کو ہی کام
سیل کے مانند میں کاندھے پہ بستر لیچلا

ہم نے نقد صبر سی دولت نہیں دیکھی کہیں
مانگ کر محتاج سے جس کو تو نگر لیچلا

پھر لبِ شیریں سے دی تو نے مجھے دشنام تلخ
پھر تری محفل سے میں قندِ مکرر لیچلا

ایک بیک چمکی ہے قسمت مجھکو حیرت کیوں نہو
بزم میں اک آئینہ رو کی مقدر لیچلا

نکہتِ گیسوئے جاناں لیچلی موجِ نسیم
شمع محفل کا دھواں اُڑ کے گھونگر لیچلا

شب کو تیری ... شمع ... بڑھ گیا
فاتحہ پڑھنے جو آنکلے چراغاں بڑھ گیا

ہاتھ ... پر رکھتے ہی بول اٹھا طبیب
دل لگی کس سے ہوئی جو سوز پنہاں بڑھ گیا

میں ... سے ... کے سب ملنے لگے
آج کل کچھ عدل سرکار سلیماں بڑھ گیا

پیشوائی کو ... کی آتے دیکھ کر
اپنی حد سے سایۂ نخل مغیلاں بڑھ گیا

ہم ضعیف ... جھک کر دیا
سر ندامت سے نہیں خم بار عصیاں بڑھ گیا

اشک غم ... دل ... سے عشاق کے
کشتیاں ساحل پہ ڈوبیں گی کہ طوفاں بڑھ گیا

دیکھ کر ... خورشید ... میں
ماہ تیرے جب ترا عکس گریباں بڑھ گیا

سرکشی ... کی دلیل
بجھ گئی جب شعلۂ شمع شبستاں بڑھ گیا

جو ہیں ... آئینہ ... گرتے نہیں
قید میں یوسف سے رتبۂ زندان بڑھ گیا

تکتے ہی ... مجنوں تلک
سر پہ رکھ کر باراں دونوں سے انساں بڑھ گیا

... دیکھا ... کے مجنوں بھی ہے
شعر کچھ پڑھتا ہوا آگے ہم سخنواں بڑھ گیا

رنگ کب ... رفتار نے
تجھ سے کس دن چال میں کبک خراماں بڑھ گیا

کرتا ہے تسخیر شاہوں کو فقیر اس نقش سے
بوریے سے میرے کب تخت سلیماں بڑھ گیا

جوش گریہ میں جو ... شکل اپنی دیکھ لی
دیدۂ آئینہ میں آشوب طوفاں بڑھ گیا

زلف نے رونق بڑھا دی عارض پر نور کی
آیتیں اتنی ہوئیں نازل کہ قرآں بڑھ گیا

ولہ

... جوش چشم گریاں بڑھ گیا

۶۱

نفس گل میں جب تری جوش سودا کو ہوئی
اشک باری باعث خانہ خرابی ...

[illegible]

[illegible]

۶۲

اُن کے قدموں کی گری تھی اُڑ کے کیا صحرا میں
اور رخِ سرمۂ چشمِ غزالاں بڑھ گیا

وہ نہ پوچھیں میرے آنسو پر خیال اسکا کریں
خلق کو زحمت ہی ہے ہنگامِ باراں بڑھ گیا

اس میں سو سو رنگ کی وحشت نے دکھلائی بہار
دامنِ گل سے مرا چاکِ گریباں بڑھ گیا

تھا میں بخودِ حیرتِ حسنِ عرق آلود سے
دیدہ و دل میں صد آئینہ چراغاں بڑھ گیا

اب تو کانوں میں بھی آوازِ جرس آتی نہیں
اتنے پیچھے رہ گئے اتنا ہد یخواں بڑھ گیا

دہر میں ہر دل عزیزی ہے ترقی کی دلیل
دیکھ کتنا رتبۂ محمود گاواں بڑھ گیا

اُس پری نے رقص میں گھونگھٹ میں لا کھو گی گلے
آسماں کے دور سے بھی دورِ داماں بڑھ گیا

اُس کی اُلفت میں بنا ہے دل کا میداں اشتر کا
گرم جولاں ہوتے ہی ارماں سے ارماں بڑھ گیا

وادیٔ وحشت میں جب شوقِ تجلی لے چلا
برق سے میرا ہی افغانِ حیراں بڑھ گیا

ہاتھ کھینچا میں نے لیکن حرص نے پھیلائے پاؤں
آستیں کو جب کیا کوتاہ داماں بڑھ گیا

دار ماتم ہے جہاں غم کو ہے یاں نشو و نما
سرو بستاں کی طرح سرو چراغاں بڑھ گیا

رحمۃ للعالمین جب عرش پر پہنچے سفیر
تھا فرشتوں کے بھی یہ دل میں کہ انساں بڑھ گیا

ستم ہے گر ہو تجھے نہ غافل خیال مطلوبۂ زمیں کا
ہوا ہے واعظ تجھے ہی جھگڑا اسما ہی تو نے بھی سا قیا کیا

حضورِ چشمِ فقیر پیدا ہے پست تر پایہ رشتہ میں کا
کلیجہ ہوتا کچھ تو ٹھنڈا پلا دے جامِ آبِ آتش کا

ولہ

[illegible]

غرورِ حسن کی اللہ رے آتش افروزی — نگہ کو برق کیا برق کو شرار کیا

خدا نہ بخشیگا کیا مجھکو اُس کے صدقے میں — جسے کہ فخرِ عرب فخرِ روزگار کیا

ہٹا کے زلف کو چومی ہے چشمِ خشم آلود — اندھیری رات میں یوں شیر کا شکار کیا

گرج کے ابر نے کی دل میں گدگدی ساقی — اسی بہار نے مجھکو شراب خوار کیا

رکاب تھامنے کو وہ دوڑی حسرتِ پابوس — جنوں نے توسنِ وحشت پہ جب سوار کیا

خدا کے ہاتھ میں دونوں کے دل تھے کیا کرتے — اُسے قرار دیا اِس کو بے قرار کیا

اشارے چشمِ سخنگو کے دل نے کیوں سیکھے — اسے بھی درسِ اشارات میں شمار کیا

سنبھالتے ہوئے احباب لے چلیں گھر کو — کسی نے تیرِ نظر سے جگر فگار کیا

تو ہی نے ڈالی ہے آزادیوں پہ خاک اے چرخ — اسیر تو ہی نے اے نیلگوں حصار کیا

خجل ہے اخترِ صبحِ نشور دُر سے ترے — کچھ ایسا پرتوِ عارض نے آبدار کیا

اگرچہ بزم میں تھا رعبِ حسن کا مانع — لگاوٹوں سے مرے دلکو بے قرار کیا

لگائے بازو سے ہمت نے زور کچھ ایسے — محیطِ عشق سے بیڑے کو میرے پار کیا

بغل میں حور کہیں آ نہ جائے اے قاتل — شہیدِ ناز کو تنہا تہِ مزار کیا

وہ مجھ سے کہتے ہیں اللہ ری پاکدامانی — لگا کے ہاتھ مجھے کیوں گناہگار کیا

مرے نصیب کی خوبی تو دیکھ اے ہمدم — ہوا وہ دشمنِ جاں جس کو میں نے پیار کیا

ولہ

حسن ملیح ہند نہ چمکا رہا کہیں	چین و فرنگ میں بھی یہ شورش فگن ہوا
اب یہ زمین کا ہے نہ ہے آسمان کا	نالہ نکل کے دل سے غریب الوطن ہوا
دل کا صفائے قلب سے مردم میں ہے وقار	یہ آئینہ بھی زیب دہ انجمن ہوا
مجھ رند کا تو رنگ نہ کرنا تھا اختیار	بلبل بھی آج مست بہار چمن ہوا
روتا ہوں جاکے گور غریباں میں روز و شب	احباب سارے اُٹھ گئے خالی وطن ہوا
بہلاتا دل کو وادی غربت میں کس سے میں	سایہ ہی اُٹھ کے مجھ سے مرا ہم سخن ہوا
اے چرخ بڑھ گئیں تیری نیرنگ سازیاں	فیروزہ رنگ لانے لگا جب کہن ہوا
کیا زخم خار سے ہو خطر گردباد کو	اُٹھ کر جہاں وہ بیٹھ گیا بس وطن ہوا
بو حُلّۂ بہشت کی آئی مزار میں	اُس کا بسا ہوا جو دوپٹہ کفن ہوا
تہذیب کے خلاف ہے ناصح نہ مجھ پہ ہنس	دکھلائی دینگے دانت اگر خندہ زن ہوا

رہ جائیگی یادگار تری باغ میں سفیر
مقطع کبھی نہ مصرع سرو چمن ہوا

مقبول اب حسینوں میں اپنا سخن ہوا	آیا جو نقش لب پہ عقیق یمن ہوا
تیر نظر کسی کا نہ بھٹکا کہاں کہاں	آتے ہی میرے دل میں وہ جزو بدن ہوا
جادو کی کیا بساط ہے سحر کے سامنے	گوسالہ سامری کا تڑپ کر ہرن ہوا

دیوانِ وزیر

وله

پھونکا اُن کے مصحفِ رخ کو ہزار بار — زاہد ہے مجھکو پاس کلامِ مجید کا
جنگل میں بھی مرے لئے منگا ہے جان تو — جس روز تم ملو ہے وہی روزِ عید کا
نسلِ امامِ عصر ابھی تک ہے دہر میں — ناپید خانوادہ ہے ہاروں رشید کا
کہتا ہے دل کہ حلقۂ خاتم کی زیب ہوں — حاضر ہے لیجئے یہ نگینہ حدید کا
شاہوں کے ہاتھ کانپتے ہیں وقتِ فاتحہ — ابتک وہی جلال ہے اُن کے شہید کا
میں منکر و نکیر سے اُٹھ کر گلے ملا — دھوکا ہوا کفن پہ مجھے صبحِ عید کا
اللہ کس طرح سے کٹیگی شبِ فراق — پھر آج سامنا ہے عذابِ شدید کا
جراح دیکھ پھر شفقی پیرہن ہوا — ٹوٹا ہے ٹانکا زخمِ دلِ ناامید کا
ہے آج بند قفلِ درِ میکدہ تو کیا — لے کام موجِ بادہ سے ساقی کلید کا
آلِ نبی پہ ختم ہوی ہے بہادری — بچوں سے بھاگتا پھرا لشکر یزید کا
قاصد پہ کیا گذر گئی کیا جانے راہ میں — خود بھی نہ آیا خط بھی نہ بھیجا رسید کا
جب چاہے آؤ شام رہے یا سحر رہے — ہے تمکو اختیار سیاہ و سپید کا
افسردہ دل بہار میں لالہ رہے نہ کیوں — اُترا ہوا ہے پھول مزارِ شہید کا
ہاں پیرِ میفروش سے صحبت رہے گی گرم — جاڑوں میں لطف آئیگا مئے کی کشید کا
کیونکر چلوں قدم بہ قدم آسمان کے — کیسا ہے پیر پاس نہیں ہے مرید کا

[illegible]

مدعو تھے اُن کے ساتھ سرِ شام غیر کے	آنکھوں میں نقشا پھر گیا قصرِ یزید کا
ساقی کی تیغِ ناز سے مقتول ہو گیا	شیشہ بھی ہے گلوئے بُریدہ شہید کا
جس نے کہلائے چار عناصر کے چار باغ	مشتاق ہوں میں اُس چمن آرا کی دید کا
میں مردِ حق پژوہ ہوں دنیا سے کیا غرض	ہمسایہ بھی نہ ہوں گا کبھی زن مُرید کا
غربت میں بھی تو دل کے طلبگار ہیں حسین	رکھتا ہوں اپنے ساتھ میں توشہ فرید کا
وہ کون ہے ٹھکانہ دیا جس کو عشق نے	پیچھے کلیم آگے تھا شوق اُس کی دید کا
غمزے کے ٹھاٹھ کو صفِ مژگاں میں دیکھیے	وہ ابنِ سعد ہے تو یہ لشکر یزید کا
حوروں کو دیکھ کر تبسم ہوئے ہیں لب	چہرہ بھی دیکھتے نہیں اپنے شہید کا

قولِ جنابِ داغ یہ ہے لکھ رکھو سعید
میں ہوں محبِ حسینؑ کا دشمن یزید کا

سلام

علیؑ کی بزم میں جب کوئی باریاب ہوا	بڑھا یہ رتبہ کہ ذرے سے آفتاب ہوا
سلامی آ کے جو حُر حاضر رکاب ہوا	جو نقشِ پا تھا چراغِ رہِ ثواب ہوا
جو دل کو شوقِ ثنائے ابوتراب ہوا	ہمائے زیرنگیں کشورِ ثواب ہوا

۶۶

[illegible]

کہاں فروغ حسن سے ارض و سما نصیب [illegible]

ولہ

[illegible]

غیر کو دست حنائی سے پلاتے ہیں مے	خون حسرت پہ بندھی ہے کمر جام شراب
پھر وہ رونق نہ رہی بزم سے ساقی جو اُٹھا	ساتھ ہی اُس کے ہوا ہے سفر جام شراب
حد سے بے بادہ فزوں ہے مری افسردہ دلی	شوق گلگشت رہا اب نہ سر جام شراب
جتنا جی چاہے کرے شیخ مذمت اُس کی	ایسی باتوں سے نہ ہوگا ضرر جام شراب
خود بخود ہاتھ سے ساقی ترے چھلکا نہیں یہ	مرے آہوں سے پسیجا جگر جام شراب

گردش چرخ نے تلوار جو کھینچی ہے سفیر
چاہیے ہاتھ میں تیرے سپر جام شراب

دیکھے جو بے نقاب رخ انور آفتاب	غیرت سے ہو ابھی گل نیلوفر آفتاب
قبضے میں تیرے کشور حسن و جمال ہے	کہلاتا ہے فلک پہ شہ خاور آفتاب
قصر بلند چرخ چہارم سے کم نہیں	ہے سر سے پاؤں تک وہ پری پیکر آفتاب
کیونکر نہ اسکو میں گل بازی سے دوں مثال	رہتا ہے گھنجنے میں مرے اکثر آفتاب
کیوں کر کہوں نہ افسر دیوانگان دشت	جلوہ فگن رہے جو مرے سر پہ آفتاب
مستی میں گر میں جام صبوحی طلب کروں	دیگا خم فلک سے مے احمر آفتاب
اُس کے لئے اگر در انجم طلب کروں	بھر کر نثار لائیگا طشت زر آفتاب
خادم بھی کیا حسین ہیں خدمت میں یار کی	مہتاب رات بھر ہے وہاں دن بھر آفتاب

غزل میں جمال محبوب [illegible]

۶۷

[illegible]

ولہ

[illegible]

گردش میں جام بادہ نہیں ہے یہ ٹھہر سو
کرتا ہے رقص بزم پریرو میں آفتاب

اوس کا رخ صبیح نہیں ہے یہ زیر زلف
رہتا ہے روز کوچۂ گیسو میں آفتاب

روز وصال اُس نے جو رُخ اس طرف کیا
سمجھا میں آگیا مرے قابو میں آفتاب

وہ دن کی روشنی سے منور ہے سب جہاں
گردوں پہ ایک اک مرے پہلو میں آفتاب

پلّہ تمہارے حُسن کا اُس سے گراں رہے
تُلجائے حُسن کی جو ترازو میں آفتاب

چکھنے کو دی ہے ساقئ گردوں نشین نے
حیرت نہ کیوں ہو ہے مرے چلو میں آفتاب

تشبیہ دوں میں کیا گلِ رخسار سے سفید
ایسا تو رنگ میں ہے نہ خوشبو میں آفتاب

ردیف التاء

عیسیٰ کی کیا مجال ہے ہے یہ سخن درست
اپنے مریض کو تو کریں آپ تندرست

خالق کے ہاتھ میں ہے عناصر کا اعتدال
کس کے کیے ہوئے ہیں یہ چاروں چمن درست

رونق مکیں سے ہے ہمیشہ مکان کی
جب روح چل بسے تو رہے خاک تن درست

فصل بہار راس نہ آئی کبھی ہمیں
ہنسنے لگا جنوں جو کیا پیرہن درست

آتا نہیں ہے شیخ اگر راہ راست پر
تیرا خیال بھی نہیں اے برہمن درست

کب مرد زال دہر کے پھنستے ہیں دام میں
اس بے وفا کا میں نے نہ دیکھا چلن درست

ولہ

[illegible]

دونو کا ایک حال ہے وادیٔ عشق میں
اُن کو خیالِ غیر تو مجھ کو خیالِ دوست

بجلی جو چمکی یاد مجھے آئے تم بہت
مصرع یہ لکھ کے بھیجدیا حسبِ حالِ دوست

بوٹا سے قد کی شان ہی جوبن سے اور ہے
کیا بارور رہوا ہے الٰہی نہالِ دوست

فرطِ حیاسے وصل میں وہ آب آب ہے
مجھکو ڈبو نہ دے عرقِ انفعالِ دوست

اک روشنی ہے قہر کی اور ایک لطف کی
ظاہر ہے مہر و مہ سے جمال و جلالِ دوست

الطاف نامہ اُس کا ہے پر سے بندھا ہوا
آیا سعیرؔ ہد ہد فرخندہ فالِ دوست

حسن پر اپنے نہ اترا تو ستمگار بہت
دل سلامت ہے ہمارا تو ہیں دلدار بہت

نظر آتے ہیں جو زنداں کے سزاوار بہت
دل کی لیتے ہیں ترے گیسوئے خمدار بہت

ترے کوچے میں ہے اِتنا ہی سہارا کافی
جھانکنے کے لئے ہیں روزنِ دیوار بہت

کیا حسینوں کی کمی گر نہ ہو رسوائی کا ڈر
یوسف دل کے ہیں دُنیا میں خریدار بہت

دن کا ہوتا ہے گماں عارضِ روشن پہ ترے
یاد گیسو کی دلاتی ہے شبِ تار بہت

کوچۂ یار کو کیوں وادیٔ ایمن نہ کہوں
مثل موسیٰ ہیں یہاں طالبِ دیدار بہت

دم ترے ہجر میں گھبرائے جو از رشکِ چمن
دل کے بہلانے کو ہیں شہر میں گلزار بہت

چاہنے والے سے اپنے تمہیں کچھ شرم نہیں
ایک پل رانہ ہوا ٹل گئے اقرار بہت

۶۹

ولہ

[illegible]

اب مری آرزو بھی ...

[illegible]

محسن صاحب پاکیزہ گہر کی صورت

ولہ

جان سخن ۷۰

داغ دل میں ہے مرے نورِ الٰہی کا ظہور
پردۂ شب میں ہے پوشیدہ سحر کی صورت

دل میں جو یادِ وطن ہے مرے ہنگام سفر
آئینہ میں نظر آنے لگی گھر کی صورت

حسرتِ دید لیے جاتا ہے عاشق تیرا
دل میں ناسور ہے اک روزنِ در کی صورت

دستِ نازک میں قلم کیا دمِ تحریر تھے
اُن کا پہونچا بھی لچکتا ہے کمر کی صورت

ساتھ اشکوں کے ہے خونِ نابۂ دل بھی شامل
ایک رشتے میں ہیں یہ لعل و گہر کی صورت

رنگ لائیگی ابھی اُس کی سنہری رنگت
دل پہ ہے نقش مرے سکۂ زر کی صورت

کان دیکر وہ سنا کرتے ہیں فریاد مری
اب تو پیدا ہوئی نالوں میں اثر کی صورت

یہی کمبخت ہوا ہے خلل انداز سفیر
میں نہ دیکھونگا کبھی مرغِ سحر کی صورت

دھیان منزل کا مرے دل میں ہے گھر کی صورت
کیوں سفر میں نظر آئے نہ حضر کی صورت

جوہرِ تیغ مرے آئینۂ دل میں ہے
کیوں نظر آئے نہ اب فتح و ظفر کی صورت

دیکھ میخانے میں ہنگامِ صبوحی ساقی
جامِ مستوں کے بھی بجتے ہیں گجر کی صورت

لکھنے دیتی نہیں خط مجھکو جو سرگرمیٔ شوق
پرزے نامے کے بھی اُڑتے ہیں شرر کی صورت

باادب باش پکار اُٹھا درِ جاناں سے
دیکھی دربان نے جو مجھ خستہ جگر کی صورت

کب کسی سے گرہِ رازِ جہاں کھلتی ہے
ہے یہاں ایک مقرر [illegible] کی صورت

[illegible]

[illegible]

ردیف الثاء

[illegible]

ہوں راہِ شرع میں بارہ امام کا پیرو	پسند آئی مجھے راہِ مستقیم بہت
سفیرؔ شافیٔ مطلق ہی دے شفا مجھکو	خدا ہی فضل کرے حال ہے سقیم بہت

ولہ

[illegible]

ردیف تائے ہندی

دکھلاؤنگا میں آپ کو اپنے جگر کی چوٹ	مجھکو سنبھلنے دیگی جو ترچھی نظر کی چوٹ
اُس روئے آتشیں سے ہے تسکین قلبِ زار	میں سینکتا ہوں آگ پہ ہر دم جگر کی چوٹ
گیند ابھی کھیلنے میں وہ مجھسے نہ خوش رہے	ہے ناگوار یار کو گلبرگِ تر کی چوٹ
رُخسار دونو دیکھ کے جلتا ہے آسماں	اک شمس کی ہے چوٹ تو ہے اک قمر کی چوٹ
دیکھا تھا کس ادا سے جو یہ حال ہو گیا	تڑپا رہی ہے خاک پہ کافر نظر کی چوٹ
مارا ہوا بچیگا نہ اُس ذوالفقار کا	دو ابروؤں کی چوٹ ہے تیغِ دوسر کی چوٹ
میرا ہی سر ہے اور یہ ہمت مجھی میں ہے	کھاتا ہے روز کون ترے سنگِ در کی چوٹ
شیروں کو مجھسے بچکے نکلنا محال ہے	ڈنکے کی چوٹ کہتی ہے اُن کی نظر کی چوٹ
تلوار سے ڈراؤ نہ تم اُس کو میکشو	کافی ہے محتسب کے لئے مشتِ زر کی چوٹ

دل تھام کر وہ آئے مرے گھر کہاں سفیرؔ
رُکتی بھی ہے کسی سے دعائے سحر کی چوٹ

[illegible]

ردیف جیم

[illegible]

اللہ تیرے در سے ملے جو مجھے ملے
دنیا میں خلق سے نہ ہو اکرم کی احتیاج

ابرو سے کام لیتا ہے قطع و برید کا
اسکو نہیں ہے خنجر خونخوار کی احتیاج

پیر مغاں کی خیر مناتے ہیں سات دن
رندوں کو کب ہے بخشش حاتم کی احتیاج

ادنے سے فیض یاب ہوں اعلی یہ ہی محال
ہوگی نہ آفتاب کو شبنم کی احتیاج

دریا بھیگا فرقت ساقی میں اے سفیر
آنکھوں کو بھی اشک دمادم کی احتیاج

کوچے سے عشق کے ہے ابھی نابلد مزاج
کرتا ہوں اسکو پیار تو ہوتا ہے بدمزاج

مجھکو رقیب ٹھگ نہ سکا راہ عشق میں
رویاہ بازیوں میں نہ آیا اسد مزاج

بیمار غم کی ہوگی عیادت نہ بعد مرگ
پوچھیگا کون آکے میان لحد مزاج

جنت میں اور کوچہ جاناں میں فرق ہے
بہلیگا حور سے بھی نہ اب تا ابد مزاج

لیجائے بھی جو کوئی نگاہوں میں اسطرف
حرص ہوا کے کوچے سے ہے نابلد مزاج

طینت میں عاجزی ہے میں وہ خاکسار ہوں
تجھسے بگڑ سکا نہ کلاہ نمد مزاج

خود جل کے خاک ہوتے ہیں غیروں کے واسطے
رکھتے عجب طرح کا ہیں اہل حسد مزاج

سمجھایا کیں خوشامدیں وہ مانتا نہیں
رکھتا ہے کوئی اپنے بگڑنے کی حد مزاج

یوں آئیگا نہ ابلق ایام راہ پر
نرمی ضرور ہے کہ یہ گھوڑا ہے بدمزاج

گویا نہیں ہے حیف ذرہ بھی زبان موج
بے شک سوار اس میں ہے یوسف لقا کوئی
کشتی کے اردگرد ہے کیوں کاروان موج
طوفان اضطراب کا موجب ہے ایک بحر
دریا میں رہ کے ہم نے کیا امتحان موج
ہے بحروں کو اہل کدورت سے اختلاط
ساحل پہ جا بجا نظر آئے نشان موج

ایک سناٹا تھا ہر جا صلح ماہِ صوم تک	غرۂ شوال ہے آباد ہے میخانہ آج
صلح پر مائل ہوا ہے ہمدم وہ جنگجو	کیوں نہ آپس میں لڑا کر میں پیمانہ آج

دل غمِ فرقت سے شاید ہو گیا خون اے سفیر
آہ لب تک آ رہی ہے بھر چکا پیمانہ آج

ردیف حاء مہملہ

صیاد و بلبلوں کی ہے خوف و رجا میں روح	گلشن میں آ کے پھنس گئی دامِ بلا میں روح
بعدِ فنا بھی ہم میں پڑا تفرقہ عجیب	تحت الثرا میں جسم ہے اوجِ ہما میں روح
جاں بخش تیرے لب ہیں مسیحا بھی ہے گواہ	کی تو نے بات پڑ گئی مردم گیا میں روح
زاہد شرابِ ناب ہے شیشے میں اس طرح	جس طرح ہے پیکرِ اہلِ صفا میں روح
پھولوں میں جب وہ آئے تو کہنا یہ دوستو	آئے نہ تم نکل گئی شوقِ لقا میں روح
ہے بخت کا دماغ کسے منکر و نکیر	کیا دیں جواب کے پھنسی پھر بلا میں روح
ملکِ بقا میں طائرِ گلزارِ قدس ہو	نکلے ترے گدا کی جو یادِ خدا میں روح
منکر کے حق میں خامہ یہ چوبِ کلیم ہے	ہے اژدہا کی طرح سے اپنے عصا میں روح
ہے جی قبر تک تو ساتھ پھر اسکا کہاں پتا	رہتی نہیں ہے منزلِ اہلِ فنا میں روح

ابر جفا کی بھی نہیں حاجت ابرو
خون عاشق سے ہے وہ بیت ابرو ستم
یاں میں ہی خون نابۂ دل ہے
اب کسی سے دیوان کے اشعار ستم

ولہ

کون کہتا ہے کہ ... نہیں
دوسرے کیا ہیں چشم ... نہیں
قاصد الایا ہی نہیں جن
ہو گئی ہے وصلت جاناں سے یاس جسم میں
بادۂ غم کا بھی ہے جام نہیں
مجھ کو دیتا ہے جو وہ دشنام نہیں
انکے اینکا جو وعدہ ٹل گیا
نامہ بر کو ہو گیا انعام نہیں
لطف آزادی ہمیں آتا نہیں
زندگی اپنی ہے زیر دام نہیں

ہاتھ سے اپنے جو وہ غیر کو دیتا ہی شراب — اپنے غصہ کو میں پی جاتا ہوں آنسو کیطرح
ٹو چھپا لیتے ہیں آنچل سے جو چہرہ کو کبھی — ذرے افشاں کے چمک جاتے ہیں جگنو کیطرح
زلف کی یاد میں ہے نیند پریشاں ایسی — خواب آتی آنکھ میں بکھرے ہوے گیسو کیطرح
وجہ درکار عداوت کی نہیں دشمن کو — نیشزن رہتا ہے کمبخت بچھو کیطرح
چوم لینے کو جو بڑھتا ہوں کبھی اے قاتل — تری تلوار بھی کھنچ جاتی ہے ابرو کیطرح
کہتا ہوں پھینک کہیں شیشۂ خالی شب ہجر — یہ بھی بیکار ہوا اب مرے پہلو کیطرح
کاکل یار مجھے یاد دلانے کے لئے — آگیا ابر سیاہ چاند پہ گیسو کیطرح
اپنے عشاق کے سایہ سے جو وحشت ہی نفیس — رم کیا کرتے ہیں خوش چشم بھی آہو کیطرح

ردیف خاے معجمہ

فصل گل میں ہو گئے گلزار سرخ — لالہ کوہی سے ہیں کہسار سرخ
عاشق و معشوق ہیں پھولوں میں بھی — زرد ہیں دو چار تو دو چار سرخ
آگ کھانے کا اثر جاتا نہیں — کیوں ہے رنگ مرغ آتشخوار سرخ
ہے گلشن کی دورنگی دیکھ لی — سبز ہیں شاخیں تو ہیں اشجار سرخ
بسملوں کا روندھنا اچھا نہیں — خون کے چھینٹوں سے ہے دیوار سرخ

ردیف دال مہملہ

عشق کی لذت سے واقف ہے نفیس
ابتدا سے ہے مجھے اب مرے ...

... لا رہا قاصد
... انتظار تا قاصد
... لاطلب ... صاف ... صد
... قاصد
... لایق ... قاصد
... لا ... قاصد
... بھول ... قاصد
... لیجا ... سوار قاصد

ولہ

جو حال ہے صاف جاکے کہدے
کیا سے لکھے سفیر زار قاصد

جو تری بات ہی ہے اے بت خود کام پسند — مجھسا دنیا میں نہوگا کوئی دشنام پسند
گرتی تھی برق بلا ان کے دلوں پر جو نظر — ہوگئی دیدۂ تصویر میں آرام پسند
عشق میں چاک گریباں مجھے رہنے دینا — اے رفوگر نہیں آتا مجھے یہ کام پسند
اسکو دیتی ہے مزہ سنگ زنی لڑکوں کی — ترے دیوانے کو ہے انجمن عام پسند
دل کو محفوظ رکھے عشق و محبت سے خدا — مجھکو آغاز پسند اسکا نہ انجام پسند

اپنی رحمت سے وہ بخشے تو عجب کیا ہے سفیر
ترے افعال کرے خالق علام پسند

کرتی ہے سب کو چشم بت گلعذار صید — کسطرح ہوگا آہوئے مردم شکار صید
ہوتے ہیں دل اسیر سدا دام زلف میں — کس دن وہ پھانس لاتی نہیں پانچ چار صید
اس سمت جا رہا ہوں میں دلکو لئے ہوئے — صیاد سے یہ راہ میں ہوگا دوچار صید
تیر شکار ہونے کی رکھتے ہیں آرزو — ہوتے ہیں تجھکو دیکھکے بے اختیار صید
پھر شکار چل کہ ترے انتظار میں — باندھے ہوئے کھڑے ہیں یہ پیچاں قطار صید
الجھا ہوا ہے حلقۂ زلف دراز پر — ہوجائیگا سفیر دل بیقرار صید

ردیف کاف عربی

نہ بھروسہ مجھے اسکا نہ بھروسہ اُس کا	نہ لیاقت پہ مجھے فخر نہ خدمت پہ گھمنڈ
سچ تو یہ ہے کہ بڑا بول نہ بولے انساں	ہے وہ رسوائے جہاں تھا جسے عصمت پہ گھمنڈ
ننگ ناموس کی پروا نہیں کرتے وہ ہیں	حسن سیرت کی عوض جنکو ہیں صورت پہ گھمنڈ
قبر میں ساتھ نجائیگی یہ نخوت ہرگز	اہل دولت کو ہے دو روز کی دولت پہ گھمنڈ
رخ روشن پہ فدا ہوں میں غرض کیا اس سے	کیوں شب ہجر کو ہے سانولی صورت پہ گھمنڈ
میری مشکل سے جو مشکل تھی وہ آسان ہوئی	کیوں نہ ہو قادر مطلق تری قدرت پہ گھمنڈ
کوئی مضموں جہاں میں نہیں سچے پایا	ہو رہیں شاعر ہے مجھے زور طبیعت پہ گھمنڈ
مرد میدان اسد اللہ سا ہوگا نہ سفیر	تیغ کرتی تھی سدا اسکی شجاعت پہ گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

تھا سفر میں میں پہنچا اُسے کیوں کر کاغذ	دست قاصد سے اڑا لے گئی صرصر کاغذ
بزم اغیار میں قاصد کو مرے فکر یہ ہے	یا الٰہی اُسے پہنچاؤں میں کیوں کر کاغذ
پڑھ کے ابرو کی صفت قتل نہ قاصد کو کرے	ہو نہ جائے کہیں آب دم خنجر کاغذ
خط میں لکھی ہے جو میں نے صفت حسن صبیح	ورق مہر سے بڑھکر ہے منور کاغذ
غیر کیوں آتا بھلا میری عیادت کیلئے	ڈھونڈنے آیا بھلا ظالم تہ بستر کاغذ

[illegible]

ردیف را مہملہ

آفریں عشق ناشکیبا پر
انگلیاں اٹھ گئیں زلیخا پر
مرتی لعل لب پکار اٹھی
خوں ثابت ہوا مسیحا پر
بیقراری سی بیقراری ہے
بستر اپنا ہے موج دریا پر

دیوان غنی ۷۶

[illegible]

شاہ مرداں کا ہے غلام سفیر
اُس کو تکیہ ہے فضل مولا پر

کھلا ہے سب کو دوآبے کا دیدۂ تر پر
کریں گے گنگ و جمن رشک اس سمندر پر

ملال کا ہے اثر قلب اہل جوہر پر
حباب گرد یتیمی ہے روئے گوہر پر

ازل سے بخت میں میرے جو تلخ کامی ہے
گمان تھا شیرۂ حنظل کا شیر مادر پر

جگر کے ٹکڑے بھی کچھ آنسوؤں کے ساتھ ہیں
پڑیگی آنکھ ستمگر کی لعل و گوہر پر

شکست رنگِ محبت کی آ رہی ہے صدا
کچل رہا ہوں جو رکھ رکھ کے دل کو پتھر پر

کبھی جھکے گی نہ گردن مری نزاکت سے
کبھی یہ ناؤ چڑھیگی نہ آب خنجر پر

ہوئی نصیب سعادت جو یار تک پہنچا
ہما کو رشک نہ ہو کیوں مرے کبوتر پر

ہم طبیبوں سے کیوں ناتواں سمجھتے ہو
میں دم ہی توڑ کے رکھ دوں گا آج بستر پر

کسی نے پیار سے ڈالی ہے اس پہ آنکھ اپنی
ہے فخر آئینہ کو طالع سکندر پر

اسی سے پار اُتر جائیں گے ترے بسمل
بنا ہے جوہروں کا پل جو آب خنجر پر

ہیں وقت بادہ کشی شاہ ہفت کشور ہوں
پڑے گی جم کی بھی آنکھ آج میرے ساغر پر

فقط وہ داغ زر و سیم دل پہ لے کے گیا
چراغ بھی نہ جلا تربت تو نگر پر

وہ چال ہے کہ قیامت کا دم نکلتا ہے
فدا ہے فتنۂ محشر بھی اُسکی ٹھوکر پر

ولہ

غرور ہے امرا کو جو بخت و دولت پر
[illegible]

ولہ

[illegible]

دیوان سفیر ۷۸

حسینوں کی محبت میں موا ہوں ہے یقیں اُن کو
سلیماں آئیں گی پریوں کو لیکر میرے مدفن پر

بنا رونے ندامت غازہ خود روئے زلیخا کا
رہا ہرگز نہ رسوائی کا دھبہ پاک دامن پر

گلے شکوے کہاں تک ہوں گے اب جام و صراحی لا
الا دیا مساقی مہوش گھٹا چھائی ہے گلشن پر

سیہ چشمان ہندی کی محبت میں موا ہوں میں
چریں گے سبزہ آ کر آہوے چین میرے مدفن پر

کلید گنج مقصود آج اپنے ہاتھ آئے گی
دعا مانگیں گے ہم پڑھ کر نماز اوس گل کی دامن پر

ہلال عید جو رنگ شفق میں جلوہ فرما ہے
شہید و کل لہو بھی جم گیا شمشیر آہن پر

بہار آئی ہے موسم یہ کیسے رشک خونیں ہیں
کھلے ہیں پھول لالے کے ترے عاشق کے دامن پر

جو زخمے ہمسری کی اُس نے پھینکا توڑ کر اسکو
رہیگا خون آئینہ کا روشن گل کی گردن پر

چرائیں فاتحہ پڑھنے سے آنکھیں اُس ستمگر نے
بھری ہے جو کٹوری دو آہوں نے میرے مدفن پر

بجھانے کو ہے سیل اشک بھی موجود فرقت میں
جو سوز آہ سے بجلی گرے گی دل کے خرمن پر

زرِ گل لٹ گیا گلچیں نے اپنی جھولیاں بھر لیں
نہ لوٹیں بلبلیں کیوں آتش سوزاں گلخن پر

لہو اڑتا ہے جب بسمل کو ذبح کرتے ہیں
ہزاروں سیکڑوں یاقوت کہ لگجاتی ہیں دامن پر

سفیر اب مانتے ہیں اسکو بھی گوشہ محل والے
کریں گی رشک اسکی پلٹنیں سب اپنی پلٹن پر

بہار موسم گل ہیں گرے بجلی جو گلشن پر
گماں ہو شاخ نخل طور کا میرے نشیمن پر

ولہ

اجل ہر اک سے گلے مل رہی ہے مقتل میں
جو صبح عید کا دھوکا ہے روئے قاتل پر

بتوں نے داغ محبت نہیں دیا یہ مجھے
سیہ غلاف چڑھایا ہے کعبۂ دل پر

پسند آگئی ہے میرے دل کی بیتابی
پھڑک رہی ہیں وہ انداز مرغ بسمل پر

ملیگا پردہ نشینی کا لطف اے لیلےٰ
جو چشم قیس کا پردہ ہو تیری محمل پر

بہاریں ہی کہتے ہیں مجھ سے برگ درخت
سفیر چاہئے بیعت کف جلا جل پر

۶۹

ترجیح ہے صفات کو انسان کی ذات پر
فانوس بھی بنے ہیں چراغ حیات پر

ہر دم ولائے ساقی کوثر سے مست ہوں
موقوف میکشی ہے نہ دن پر نہ رات پر

دل میرا اُن کی آنکھ سے بھی بڑھکے شوخ ہے
وہ اپنے داؤ پر ہے تو یہ اپنی گھات پر

ہائے فصل گل چمن میں قفس میں مرے خزاں
گنتی کے رہگئے ہیں یہاں پانچ سات پر

انگلی سے القلیں ہیں نہ تعظیم ہے نہ خلق
آنکھیں نکالتے ہیں وہ اب بات بات پر

کیونکر لکھوں نہ میں لب شیریں کا اسم وصف
حافظ بھی جان دیتے تھے شاخ نبات پر

لیتا ہوں صبر و شکر سے میں کام ہر گھڑی
تکیہ ہے جب سے قادر مطلق کی ذات پر

اور چشم خشمگیں کا جو میں لکھ رہا ہوں وصف
مکھی بھی بیٹھنے نہیں پاتی دوات پر

شامل ہے خون اوس میں علم اور شاہ کا
پیاسا رہے سفیر نہ کیونکر فرات پر

ولہ

ولہ

۸۰

برق نظر کے نذر ہی ہو جائے ایک دن
پہلو سے ہو کہیں یہ دل بیقرار دور

میں چاہیے دل سے بستۂ فتراک یار ہوں
آنے تو دو ابھی ہے مرا شہسوار دور

گذری ہے اپنی دشت نوردی میں عمر سب
کیونکر بنے نہ شہر سے اپنا مزار دور

ہے عاجزی بھی باعث آرام و عافیت
گلشن سے کب ہی شجر میوہ دار دور

تم دل سے ہو قریب رہوں میں کسی جگہ
اپنی زبان سے کہتے ہو کیوں بار بار دور

صبح وصال آئے خدا وہ بھی دن کرے
ہو جائے اے سفیر شب انتظار دور

بار غم سر پہ اٹھانے کو ہے انساں تیار
غم فراواں ہے تو ہے کلبۂ احزاں تیار

روح کہنے کی نہیں اب جسد خاکی میں
اپنے گھر جانے کو ہو بیٹھا یہ مہماں تیار

اے پری ہوگا نہ جاں بر ترا دیوانہ کبھی
ہے گلا گھونٹنے کو طوق گریباں تیار

بورئے پر جو کبھی چار حسیں آ بیٹھے
ہو گیا میرے لئے تخت سلیماں تیار

کسب جمعیت خاطر کروں سنبل ہی میں کیا
پھانسی دینے کو ہے یہ زلف پریشاں تیار

ہو گئی ہے کشتی ارباب ہمم غرق کہیں
سر ساحل ہے پہنچ جانے کا ساماں تیار

دست وحشت میں مجھے کوئی بھی مٹی دیدے
قبر مل جائے تو ہے گنبد گرداں تیار

کوئی آساں نہ تھا نظارۂ برق خاطف
پھر دیدار ہوئے موسیٰ عمراں تیار

زلف جاناں کا خیال آیا مجھے ہنگام قید
ڈھل گئی پیچیدگی زنجیر سے زنجیر پر

بیگناہوں کی ہے جانکا خواہاں وہ آج
ہنس رہا تھا کل تلک جو جوہر تیر پر

آئینے میں زلف اُس کی کیوں نہ اُبھرے بیخبر
سانپ پر اک سانپ ہی زنجیر ہے زنجیر پر

ناز ہے اُس کو دل صد پارہ نخچیر پر
سرخرو کیوں کر نہ پیکان ستم ہو تیر پر

مجھکو بسمل دیکھکر گھبرا گئے غش آگیا
خون قاتل رہ نجائے گردن نخچیر پر

غیر سے ممکن نہیں سکتا ترے ابرو کا وصف
تیغ چل جائے گی ذکر کو جو شمشیر پر

چوکتا ہی جب نشانے سے کہیں تیر نظر
صید گہ میں جا نہیں نخچیر سے نخچیر پر

چھپ نہیں سکتے ہیں میرے جرم تجھ سی شان عفو
مجھ سے تو تقصیر ہی ہوتی ہے تقصیر پر

جو ہے بے فیض اس کو کوئی فیض پہنچا نہیں
کل نہ ہونے تا بندھا آب دم شمشیر پر

کرکے خون تیرے ہی شیخ کی گردن ہے خم
چاہیے انسان کو نادم رہے تقصیر پر

بوسہ بیرو لیا تھا جب تیغ کے ہم ہوا
سر مرا قاتل نے کاٹا کونسی تقصیر پر

بزم دلبر میں اٹھایا اس نے خامۂ فکر کا لطف
خاتمہ تہذیب کا ہے مجلس تصویر پر

کیا عجب شکل کتاں صد چاک ہوا اسکا بھی دل
ماہ کیوں گرویدہ ہے اُس چاند سی تصویر پر

یار نے دست حنائی سے کیا مجھکو اسیر
ہاتھ سے چھوتے ہی سونا چڑھ گیا زنجیر پر

نازاں ہو کیوں نہ عشق حسین شہید کا
بھر آتا ہے گلا [illegible] ہیں دل نا امید کا
کیا پھول چڑھ رہے ہیں مزار شہید کا
چھایا ہے دود آہ دل نا امید کا
جھنڈے گڑے ہوئے ہیں مزار شہید کا
لٹنے میں ایک لشکر چھٹنے میں اک ادا
لاکھوں سے کٹ گئے ملاقات عید کا
کیا عذاب رحمت باری کو دیکھ
جوش آگیا ای نعرۂ ہل من مزید کا

شاخ گل پر کب ہے غنچوں کے چٹکنے کی صدا	کھل کھلا کر ہنس رہے ہیں آج طفلان بہار

مصرع سرو چمن ہے مصرع موزوں سفیر
برگ گل کیوں کر نہوں اوراق دیوان بہار

مزے اڑاتے ہیں سلطنت کی وہ شل تیمور لنگ ہو کر
ستارۂ ذو ذنب تھا ناله جو منہ سے ہم دل جلوں کے نکلا
وہ حسن آفت وہ جوش مستی ادا وہ بانکی نگاہ ترچھی
نہیں ہے دور فلک میں راحت ہے میری حالت محل عبرت
لگائے سنبل نے تازیانے خیال گیسوئے دلربا میں
یہ میکدہ ہے خوشی کا مسکن ہر اک جگہ شور ہائے و ہو ہے
وہ حسن و خوبی میں شہرہ کیا وہ ہر جگہ ہو تسو کا جلوہ
فقط اسی وصل کی خوشی نے اثر دکھایا ہے دونوں جانب
کرو جو دریا میں بھی سفر میں ہے میری جاں کو خطر یہیں
مجھی سے ہے رنجش ہے بس زیادہ نہ اب ہیں جلسے نہ شغل بادہ
بھلا ہوا اس کاوش فرقہ کا لحد میں بھی کب ہے جنازہ
غضب میں آنکھو کی یہ اشارے ستم ہیں ابرو یہ کہتے

جو توڑ کر اپنا پاؤں بیٹھے ہیں سارے عالم سے تنگ ہو کر
نکل گیا عرش سے بھی آگے نظام شمسی سے تنگ ہو کر
لگائی غمزہ نے بڑھ کے برچھی نظر لڑی خانہ جنگ ہو کر
فلاخن دہر میں ہمیشہ اے ہم پڑا ہوں گردش میں سنگ ہو کر
ہر ایک غنچہ جگر ہے سیر چمن میں بیٹھا خدنگ ہو کر
عجب نہیں جام مے ہمارا بچے اگر جلتے تنگ ہو کر
مجھے بہت تو یہ حسرت آئی جو آئے ملک فرنگ ہو کر
ہمارے دل میں امنگ ہو کر تمہارے چہرے پہ رنگ ہو کر
کہیں الٹ دے نہ موج کشتی اجل نہ کھا نہنگ ہو کر
حریف سے صلح ہو گئی ہے حضور کیا جلد جنگ ہو کر
میں مر گیا کوچۂ صنم میں پہنچا جو راہ نکلی سرنگ ہو کر
گلے پہ تلوار ریت لو گا میں اپنی جینے سے تنگ ہو کر

واعظ میں اور شیخ میں ہے جب سے اختلاف
نازاں ہے پیر میکدہ اپنے مرید پر

اب حشر میں بر آئے گی شاید مراد دل
ہر وقت ٹالتے ہیں وعدہ جدید پر

وہ کاٹتے ہیں کند چھری سے مرا گلا
کانپ اٹھتے تھے جو ذکر عذاب شدید پر

تعویذ پر ہے نقش سلیماں لکھا ہوا
پریاں اتر رہی ہیں مزار شہید پر

اس بزم میں شہید تبسم ترستے ہیں
وہ بجلیاں گراتے ہیں مشتاق دید پر

کھائے زخم جام سے باہر ہیں اسلئے
نازاں ہے تیغ یار کی قطع و برید پر

نظارہ اسکے مصحف رخ کا ہے اور ہم
ہر وقت ہے نگاہ کلام مجید پر

واعظ ہے آج سامنے قاضی کے دیکھنا
جھگڑا ہوا تھا کل بطئے کی خرید پر

قاصد تجھے بھی لاگ ہے مجھ سے یہ کیا خبر
ہے دستخط حریف کا خط کی رسید پر

وہ کہتے ہیں کہ دیکھنگے ہم کہتے ہیں نہیں
اک معرکہ ہے وا اور محشر کی دید پر

نازاں ہے تیغ یار پہ میرے جگر کا زخم
ہنستا ہے چاک پیرہن صبح عید پر

دشمن جو اہلبیت محمد کا ہو **سفیر**
لعنت خدائے پاک کی ہے اس پلید پر

عید کے دن تو ملو مجھ سے مری جاں جھک کر
کیا نہیں ملتا ہے انساں سے انساں جھک کر

کشور حسن میں کب ہے عب حکومت کو دخل
خود ہی ملتے تھے حسینوں سے سلیماں جھک کر

جس دم نقاب چاند سے چہرے سے ہٹ گئی
قربانِ کے برق چمک گئی آسمان پر

بوسہ لیا تو بڑے جاناں میں بل پڑا
چلّہ نہ چڑھا میرے کا اُن کے کمان پر

جس دم میں خاکسار ہوا ہو گیا عروج
سر سرکشوں کے جھکنے لگے آستان پر

آیا جواب وصل کا وعدہ بھی ہو چکا
کیوں کر نہ صدقے جائیں ہم خامہ کی زبان پر

ردرد کے تو نے رازِ نہفتہ عیاں کیا
کہتے ہیں میرا صبر پڑے تیری جان پر

وہ بات کر کہ جس سے شگفتہ رہیں قلوب
مثلِ بہار قبضہ ہو تیرا زبان پر

کیسا ذلیل اُن کو سمجھتے ہیں اغنیا
مثلِ مگس جو گرتے ہیں نعمت کے خوان پر

مرنے کے بعد لاش بھی میری جلائیں وہ
جھگڑا سگ و ہما میں نہ ہو استخوان پر

لانا ضرور آج کبوتر جواب خط
ہے ہے چھری ہی پھر گئی اُس بے زبان پر

ہے خوش بیان حریف جبھی تو وہ محو ہیں
گر بس چلے تو مہر لگا دوں زبان پر

اعلیٰ ہیں تیرے میکشوں کے ظرف ساقیا
پیتے ہیں مے بھی بیٹھ کے اونچی دکان پر

دیکھی لہو کی دھار تو غش آ گیا اُنہیں
لینے کے دینے پڑ گئے ہیں امتحان پر

افسانہ اپنے غم کا سناؤں نہ کیوں سفیر
ظالم کا دل بھی لوٹا ہے اس داستان پر

پہنچ جائیں گے بسمل بھی عدم کی پہلی منزل پر
قضا بل کھا گئی آبِ دمِ شمشیرِ قاتل پر

وله

یاد عارض میں سے داغ جگر کا چھالا	رہ گیا دیدۂ خورشید میں آنسو ہو کر
رشک چشم سیہ یار سے کیوں ہے نرگس	کیوں مہکتی نہیں تو نافۂ آہو ہو کر
مانع سحر ہیں کافر کی فسوں ساز آنکھیں	کوئی فقرہ نہیں چلتا مرا جادو ہو کر
آج میخانہ میں گذرے گی شب ہجر اپنی	خم مئے کیوں نہ رہے تکیہ پہلو ہو کر
کوچۂ عشق میں ہمت ہی سے لونگا میں کام	ہاتھ تھامیگی یہی قوت بازو ہو کر
ساتھ گلزار کو روتا ہوا میں چلتا ہوں	تھم رہیں آپ نہ شمشاد لب جو ہو کر
نظر اپنی جو پڑی یار کماں ابرو پر	رہگیا تیر نظر دیس ترازو ہو کر
جان دینے میں تامل نہیں عشاق کو کچھ	موت آئے بھی تو محبوب پریرو ہو کر
پھول چھپنے کو بڑی دھوپ میں جاتے ہیں حضور	چمپئی رنگ نہ اُڑ جائے کہیں بو ہو کر
بے حجاب اتنے ہوے لاشہ پہ وہ دشمن کی	گر پڑے شرم و حیا آنکھ سے آنسو ہو کر
اسکی خوشبو ہی ذرہ پیچ میں لاتی دل کو	آج سنبل بھی نہ مہکا ترا گیسو ہو کر
دل شوریدہ جو قدموں سی لگا رہتا ہے	رہ گیا حلقۂ پازیب میں گھنگرو ہو کر

ہیں وہ وحشی ہوں **سفیر** اب کہ بقول اُستاد
سامنے بیٹھتے ہیں شیر دو زانو ہو کر

ہے گماں پرواز کا اپنے دل بیتاب پر	تو لتا ہے ہر گھڑی یہ طائر سیماب پر

۸۵

وله

شاید نقاب یار کے رخ سے سرک گئی	اک برق سی چمک کے گری کوہ طور پر
جنت کا ذکر کیجئے واعظ کے سامنے	چلائے گا وہ نٹھ ذکر شراب طہور پر

آتا ہے کیوں دکن میں مجھے یاد اے سفیر
لعنت خدا کی ہو صنم رامپور پر

نظر سے اُس کی چلے دل بچا کر	کہ جیسے صید جائے چوٹ کھا کر
فلک سے حیف اتنا بھی نہ پوچھا	تجھے کیا مل گیا ہم کو مٹا کر
نہ تھی امید دھوکے کی وگرنہ	روانہ کرتے قاصد کو جتا کر
مدد دست سبو سے کیا نہ ملتی	جو گرتے میکدے میں لڑکھڑا کر
نصیحت ہر گھڑی اچھی نہیں ہے	تو ناصح ہوش کی اپنے دوا کر
اگر جھوٹوں بھی وہ مجھکو کرے یاد	ابھی اڑ جاؤں یاں سے پر لگا کر

سفیر اُس نے جو بھیجا ہے لفافہ
رکھو اس کو کلیجے میں چھپا کر

دل بھی وہ مانگے جو اُس سے کبھی تکرار نہ کر	فتنہ خوابیدہ ہے اب تک اُسے بیدار نہ کر
سنگ اسود کو تو چوم آتا ہے ہر دم اے شیخ	مجھ سے کہتا ہے طواف در خمار نہ کر
چشم جاناں کو یہ تعلیم دیا کرتا ہے ناز	رہ کے بیمار بھی پرہیز تو زنہار نہ کر

۸۷

تھک گئی بالکل ستارہ وقت مغرب ہے سفیر
صبحدم کل نیزہ بازی چاہئے شبدیز پر

زاہد ہے لوٹ گر مئے بزم شراب پر
تار نظر کا ڈورا ہے سیخ کباب پر

مدت سے دل میں جن کے تمنائے قتل تھی
رکھ رکھ دے گی تیری تیغ خوش آب پر

اُن کی نظر لڑی ہے مرے دل کے داغ سے
گویا چمک کے برق گری آفتاب پر

کانٹے بچھا کے سوتے ہیں دست جنوں میں ہم
پھولوں کی بدھیاں ہیں دہان فرش خواب پر

ہم بھی ہیں صیدگاہ میں ہمراہ آپ کے
گھوڑا اُٹھا ہاتھ ہے اپنا رکاب پر

بیمار سوز عشق کی حالت تو پوچھتے
لکھے مسیح خط ورق آفتاب پر

اُس مہروش نے مجھ پہ جو ڈالی نگاہ مہر
سمجھا میں چڑھ گیا نظر آفتاب پر

ہوگا خفیف مہر جو توڑیگا محتسب
قبضہ تو کر لیا ہے خم بے شراب پر

مجھ سے گناہگار کو بھی بخشوا دیا
رحمت خدا کی شافع یوم الحساب پر

وہ رحم دل ہوں نشے میں بھی آنکھ تر ہوئی
آیا جو رحم گریۂ چشم کباب پر

بحر جہاں میں رکھتے ہیں ہمجنس اتحاد
بدلی ہیں کب حباب نے آنکھیں حباب پر

ہوجائے عید رخ سے جو سرکاؤ تم اسے
آنکھیں لگی ہوئی ہیں تمہاری نقاب پر

اُن کو نہیں ہی علم حقیقت کا اپنی کیا
ہنستے ہیں دوسروں کے جو حال خراب پر

ہولے موجوں سے گرداب سے نجات ملی
نہ آئی کونسی آفت میرے سفینے پر

دبا ہوا ہوں تہ سنگ بس نہیں چلتا
یہ بار عشق نہیں سل ہے میرے سینے پر

یہ اُس سے کہدو کہ بام کمال نظم ہے دور
ابھی تو پاؤں رکھا جس نے پہلی زینے پر

جو ذکر حور کیا اُس سے وہ نہ کچھ سمجھے
کہ استعارہ تو موقوف ہی قرینے پر

جب آئینگی تو یک قطرہ خوں ہوگا دریغ
اُنہیں جو دیتے ہیں جاں آپ کے پسینے پر

بس ایک جام میں ایمان بہک گیا زاہد
خدا کی مار ہو ایسی شراب پینے پر

کسی کا ہو کے رہا ہے یہ چرخ دوں گردوں
پھر اعتبار کیا میں نے اس کمینے پر

سنبھالتے ہیں دوپٹہ سنبھل نہیں سکتا
اُبھار رہنے نہیں دیتا اُس کے سینے پر

سفیر چھوڑ کے منعم چلا ہے مال اپنا
جگر پہ داغ نہیں مُہر ہے دفینے پر

جاتی ہے جان اپنی اک شوخ گلبدن پر
کیوں کر نہ پیار آئے نسرین و نسترن پر

ہنگام میکشی کیوں بوسہ لیا تو بگڑا
مانند شیشہ ساقی کیا مُہر تھی دہن پر

دل سے جو لو لگی ہے ہرگز نہیں بجھے گی
پروانے گر رہے ہیں کیا شمع انجمن پر

وہ اُس سے گو قریں ہیں یہ اُس سے دور کب ہے
شیریں کا ہے تصرف پرویز و کوہکن پر

یکبار تو بلا سے اللہ نے بچایا
پھر آنکھ پڑ رہی ہے اُس لف پر شکن پر

ولہ

پھر ہوئی وحشت مجھے صحرا کا داماں دیکھ کر
پھر بڑھا دست جنوں تا بہ گریباں دیکھ کر

پھر مرے درد جگر میں رات کو شدت ہوئی / پھر بھی رو دیا شمع کو بالیں پہ گریاں دیکھکر

دہر میں اب ہے کون مجھسا طفل نو آموز عشق / یاد اُستاد آگئی پھر چوب درباں دیکھکر

رات کو میں نے اگر سو پیرہن پھاڑے تو کیا / پھر خجل ہوں صبح کا چاک گریباں دیکھکر

پھر ستمگر کو ہوا ہے آج کل شوق خرام / پھر گلے لاکھوں کٹے رفتار جاناں دیکھکر

پھر ہیں شعر میں فکر رسا جولاں ہوئی / پھر ہوا بیتاب یہ توسن بیاباں دیکھکر

باغ عالم کی دورنگی یاد پھر آئی سفیر / گل کو خنداں دیکھکر شبنم کو گریاں دیکھکر

حسن بے پردہ کو اُس کے گرم جولاں دیکھکر / میں بھی عریاں ہو گیا شعلہ کو عریاں دیکھکر

پاؤں پھیلے خود بخود خار مغیلاں دیکھکر / اسپ مفرش یاد کب آیا بیاباں دیکھکر

دیکھئے کیا زہر اگلیں اب تو ساکت ہیں حریف / آگ تلووں سے لگی ہے عہد و پیماں دیکھکر

چھیڑتا ہے وہ پریوش آکے مجھ دیوانے کو / شوق چوگاں بڑھ گیا گوئے گریباں دیکھکر

منت دوناں کا یک تنکا بھی ہے مجھکو پہاڑ / دب چلا ہوں سر پہ اپنے بار احساں دیکھکر

سمجھے ہم رنگ شفق اور اسکا ماخذ ایک ہے / خون سے رنگین ستمگر تیرا داماں دیکھکر

مجھپہ ثابت باغ عالم کی دورنگی ہو گئی / بوئے گل کو صحن گلشن سے گریزاں دیکھکر

سوزش دل کو گلوں کے سامنے کرتا ہوں ضبط / آگ بھڑکے گی چمن میں مجھکو گریاں دیکھکر

ردیف زائے معجمہ

پیر مغاں کے گھر میں ہے دربار عام روز
یہ بادہ خوار بھی ہے شریک سلام روز

وضع ... سی پنبہ مینا خفیف ہے
اُڑتا پھرے ہوا میں نہ کیونکر تمام روز

سود ... ظلم و سود و زیاں ہوں ہیں
اچھوں سے بھی بروں سے بھی پڑتا ہی کام روز

دیو ہو ... دشمن خاتم ہے جان لیں
لیتے رہیں جناب سلیماں سلام روز

ہم کو بھی ... بزرگ کی لکنت پسند ہے
ملتے اگر کلیم تو کرتے کلام روز

گلشن میں ... گلوں کے پیالے کسے نصیب
ساقی پلا رہا ہے مئے لالہ فام روز

بیٹھے ہیں ... جھکائے امیر و فقیر سب
کوچے میں اُس پری کے ہے اک ازدحام روز

یہ تاک جھانک تم سے نہ چھوٹے گی حشر تک
آنکھیں تمھاری کرنے لگیں قتل عام روز

ہم کو بھی خوان چرخ سے ملتی ہیں نعمتیں
لیں مائدہ مسیح علیہ السلام روز

یاں گھر نہیں کسی کا حریصو سرائے دہر
ہے یاں کسی کا کوچ کسی کا مقام روز

سر میں نہیں ہوائے گل و لالہ اب شمیم
تھا اک زمانہ جاتے تھے ہم باغ عام روز

صرف بیجا مانع رفتار ہے دامن دراز
بد نما معلوم کیونکر ہو نہ پیراہن دراز

قبر کی وسعت تو اتنی ہی ہے جتنی چاہیے
فائدہ کیا ہے اگر ہو چادر مدفن دراز

میرے قاصد کو بھی ہو راہ دکھانے میں کمال
دیکھکر ہنستا ہوں میں راہ نما کے انداز

رہنما اسکی سعادت ہوئی قاصد جو بنا
آگے میرے کبوتر ہیں ہما کے انداز

راہ بھولے نہ کوئی دین کے چور لٹیرے ہیں
چاہئیے پیش نظر ہوں خلفا کے انداز

جگر و دل نے دغا دی مجھے الفت میں تری
پہلے ایسے تو نہیں تھے رفقا کے انداز

تیرے انداز کے کشتوں کی ہے جنت میں بھی دھوم
دیکھکر مرتی ہیں حوریں شہدا کے انداز

شعر لکھنے کی یہ طرز آئی کسی کو نہ سفیر
ہیں الگ سب سے امیر الشعرا کے انداز

ردیف سین مہملہ

کیوں نہ ہو مکتوب میرا قاصد بے پر کے پاس
ہے بجز وحشی خدا کیا اور پیغمبر کے پاس

حشر کا دن ہے تو ابھی یہیں کر لو فیصلہ
دیکھ لو چلنا پڑیگا داور محشر کے پاس

چیر کر پھینکو نگا دل کو اب تو ٹیلے ہجر میں
آج اک خنجر بھی میں نے رکھ لیا بستر کے پاس

لاگ قاصد سے مگر درباں کو رہتی ہے سدا
کس طرح پہنچیگا نامہ اس پری پیکر کے پاس

دیکھئے ناصح کی باتوں سے ہو دل کا حال کیا
شیشہ نازک دھرا ہے آج اک پتھر کے پاس

اس صنم خوبی کی الفت نے رولایا اسقدر
ایک دریا موجزن ہے آج چشم تر کے پاس

اور بھی جب وفا کا امتحاں اس نے لیا
پہلے میں نے دوڑ کر سر رکھدیا خنجر کے پاس

روز اک فتنہ اٹھاتی ہے وہ چشم فتنہ زا
شعبدے ایسے کہاں ہیں چرخ بازیگر کے پاس

ولہ

ردیف شین معجمہ

خیال لوٹ رہا ہے متاع صبر و قرار
طریق عشق میں کب ہے یہ راہزن خاموش

ہے ملک نظم کی استاد تقلم سے شہرت
رہیگا کب اسد بیت سخن خاموش

یہ جوئے شیر ہے یا خون کوہ کن جاری
خدا کے واسطے رہ ابتو پیرزن خاموش

کوئی مرے کہ جئے ہے غرض انجو رے سے
کبھی رہیں گے نہ غسال و گورکن خاموش

غلام مصحف ناطق ہو تو وہاں بھی سعید
نہ ہوں گے تیری شفاعت سے پنجتن خاموش

نہ ہو وہ ساکن گھر سے خوش نہ ہو وہ دہ بدر زر سے خوش
وہ ہے میرے داغ جگر سے خوش وہ ہی اشک دیدۂ تر سے خوش

مجھے پست اپنی ہی حال ہو وہی پہلے ہی کا سا حال ہے
جو خدا بھی ہمکو خیال ہے تو کرو کرم کی نظر سے خوش

جو وہاں جفا و عتاب ہے تو یہاں سوال و جواب ہے
یہ پیام یہ عذاب ہے نہ ادھر سے خوش نہ ادھر سے خوش

ہی جہاں سے برسر کین فلک ہے عدوئے اہل یقین فلک
اسے دیکھ سکتا نہیں فلک جو شجر ہو برگ و ثمر سے خوش

تجھے شیخ کبر ہو آ رہی مجھے بندگی سے نیاز ہے
تجھے زہد خشک پہ ناز ہے میں ہوں اپنے دامن تر سے خوش

ہو خبر حقیقت کا رہے تو لگائے دل نہ بہار سے
یہ عجب ہے بلبل زار سے کہ ہو نگہت گل تر سے خوش

وہ دبا رہا ہی گلو مرا یہ بہار رہا ہے لہو مرا
وہ حریف ہی یہ عدو مرا نہ میں دل سے خوش نہ جگر سے خوش

جو سعید تھا تو ابتلا تو فقیر ہو کے بھی دی صدا
ہوئی بار بار نئی جفا نہ کبھی پھر اترے در سے خوش

ولہ

ردیف صاد مہملہ

چھوڑ دے للہ تو اے سروگل اندام رقص
عاشق جانباز کو ہے موت کا پیغام رقص

میکدہ ہرگز نہیں ہے اک تماشا گاہ ہے
نشہ میں کرتے ہیں ہر دم رند مئے آشام رقص

فائدہ جس سے نہ ہو کیا ایسی محنت سے حصول
باغ میں کرتا ہے کیوں طاؤس بے انعام رقص

آہ و زاری کی صدا میں اب ہے شاں ملاح جہاز
شام سے تا صبح تھا اور صبح سے تا شام رقص

دیکھ انسانوں میں بھی یکساں نہیں ہے کا مذاق
ہے جہاں میں کب پسند طبع خاص و عام رقص

کہکشاں میں طارم انگور کا ہو گر اثر
کھینچ کر خنجر کریگا چرخ پر بہرام رقص

تمع ایں یورپ کے مہوشں میں ہیں اے میجر صغیر
بال ہے کرتے ہیں یاں محبوب شیریں کام رقص

ردیف ضاد معجمہ

اہل دولت سے نہ ہم کو صاحب سے غرض
کون کہتا ہو جہاں سفلہ پرور سے غرض

دعا میر پہ کشتے آگئے قاتل ایک دن
تشنہ کامان ہجر کو ہے آب خنجر سے غرض

عاشق قامت ہیں ہم مرتے ہیں اُسکی چال پر
باغ میں ہمکو نہیں سرو صنوبر سے غرض

سنگ در تیرا ہے کافی اور تیری خاک راہ
ہمکو بالش کی نہ خواہش ہے نہ بستر سے غرض

یہ نہ عفت کوش پہلے تھی نہ اب ہے پارسا
زال دنیا کو ہے ہر دم تازہ شوہر سے غرض

سنگ دل ہیں ان بتوں میں خاک ہے مہر و وفا
اے برہمن تیری کیا نکلیگی پتھر سے غرض

ولہ

۹۳

تو بھی بیمار رہا کرتی ہے اے نرگس دوست	تجھکو بھی ہے صفت نرگس بیمار مرض

مشکلیں کرتے ہیں آسان غلامونکی سفیر
دفع ہو کہدوں جو یا حیدر کرار مرض

آنکھ ہو جائے گی اُسوقت دوچار عارض	موسم گل ہیں یہیں لوٹونگا بہار عارض
مجھسے پوچھے کوئی اس سبزہ شاداب کا لطف	خط نکلنے سے بڑھی اور بہار عارض
ایک کے ایک مقابل یہ ہے اللہ اللہ	جگر و دل ہیں مرے آئینہ دار عارض
آج گھونٹے سے جو ہنگام تکرار اُتریں وہ	اپنے رومال سے پونچھونگا غبار عارض
زیب خط کب تلک اور جوش جوانی کبتک	چار ہی دن کے ہیں یہ نقش و نگار عارض
للہ الحمد ہوا خشم فرو ظالم کا	عرق شرم سے اترا ہے بخار عارض
رخنہ گیسو کو جو آتے ہوئے دیکھا سمجھا	سنبل الطیب بھی ہے آج نثار عارض
صبح عارض پہ فدا شام بہار گیسو	شام گیسو پہ فدا صبح بہار عارض

مثل بلبل کے ہوا شہرہ ہمارا بھی سفیر
لوگ کہتے ہیں ہیں عاشق زار عارض

نہ ذقن حسن میں منجلی ہو کسطرح سے کتاب عارض	چمک کے خال اُنکا کہہ رہا ہے ہو نقطہ انتخاب عارض
تھا غرفے میں ایک حسن آرا نظر پڑا اُکھڑ کٹی سی جلوہ	دوپٹہ اپنا سنبھالتا تھا سرک گئی تھی نقاب عارض

ردیف ضاد معجمہ

آئینہ میں حسن و صفا کے جو ہر نہیں ... آئینہ تاب عارض
... دیکھا ... سفیر ... دل ... جواب عارض

[illegible]

آنکھ میں ظالم کے نقشہ کھچ گیا فرہاد کا
نقش فرادی تھا گویا اُسکے فرادی کا خط

ایک عرضی لکھنے اچھی ہے وہاں ہم نے سفیر
دیکھیے آتا ہے کب تک میرزا ہادی کا خط

آیا دفور شوق میں جب دم اودہر سے خط
بیتاب ہو کے میں نے لگایا جگر سے خط

تھا جس کا انتظار وہ آیا اُدہر سے خط
کیونکر نہ بڑھکے چھین لوں میں نامہ بر سے خط

کچھ حال اضطراب کا بھی لکھ گئے تھے ہم
کھل کر نہ گر پڑا ہو کبوتر کے پر سے خط

منظور میری دل شکنی جو اُسے نہ تھی
لکھنا پڑا چھپا کے حریفوں کے ڈر سے خط

دل بھر نہ آئے دیکھکے اُس حور وش کا کیوں
لکھا ہی میں نے ہجر میں خون جگر سے خط

غربت میں تھا میں کون مجھے پوچھتا بھلا
لکھا نہ اک عزیز نے بھی مجھکو گھر سے خط

قاصد مجھے یقین نہیں تیری بات کا
جبتک نہ آئیں وصل کے پیغام اُدہر سے خط

تھم کر پڑھو سفیر جو رقت کا جوش ہے
دیکھو بگڑ نہ جائے کہیں چشم تر سے خط

ردیف ظاء معجمہ

وصل میں کیوں ہو بار بار لحاظ
بوسہ دینے میں کر نہ یار لحاظ

ردیف عین مہملہ

۹۵

چاند سورج ہوں گے کیا لے حور جمع
ایک جا ہوتے نہیں دو نور جمع

عشق غالب نہ آئیں گے کبھی
ایک جگہ ہوں گر جہاں کے سور جمع

حضرت عباسؑ کی درگاہ میں
مومنین ہیں سب شب عاشور جمع

شور کرتے ہیں گلشن میں حسین
کچھ مرے نزدیک ہیں کچھ دور جمع

آہ و نالے کی صدائیں کیوں نہ ہوں
کوچۂ دلبر میں ہیں رنجور جمع

دل کے زخموں کے لئے مرہم بنے
کر رہا ہوں اس لئے کافور جمع

موتیوں سے اشک کے ہے فائدہ
رکھ انہیں اے دیدۂ پرنور جمع

سو فقیر اک ملک میں رہ جائیں گے
پر نہ ہوں گے قیصر و فغفور جمع

تجھسے بڑھکر کون ہے دیکھیں گے ہم
ایک ان محفل تو کرلے حور جمع

ہے عروسئے علیؑ و فاطمہ
حکم خالق سے ہوئے دو نور جمع

چل کے تھوڑی سی پیو تم بھی **سفیر**
میکدے میں رہتے ہیں مخمور جمع

ردیف غین معجمہ

دیکھکر طاؤس کو کیوں کھائے داغ
قلب عاشق میں بہت ہے جائے داغ

چاہنے والوں میں اے گل و ترے
ایک بھی مجھ سا نہیں شیدائے داغ

ولہ

بوسۂ ابروئے دلبر لے نہیں سکتا حریف
تشنگی نامرد کی کیونکر بجھاتی آب تیغ

یاد ابروئے ستمگر میں ہوئی عمر اپنی صرف
مرد میداں جو ہیں وہ گردلتے ہیں پہ تیغ

حشر تک مرتے نہیں اُن کے شہیدان وفا
سبز کر دیتی ہے کشت زندگی کو آب تیغ

مصرعہ بیدل یہ سنکر دل پھڑک اٹھا سفیر
خون گرمم می فروزد شمع در محراب تیغ

نہیں غیروں کے لئے ہمت مردافگن و تیغ
خواب میں دیکھ کے ڈرتے ہیں رخ دشمن و تیغ

نفس امارہ خونخوار کی ہستی کیا ہے
مجھ سے کہتی ہے یہی ہمت شیر افگن و تیغ

ہجر میں خوں کے پیاسے ہیں مرے برق و سحاب
کام کرنیکو ہے اپنا کف اہرمن و تیغ

سامنے داور محشر کے گواہی دیں گے
زنگ لائیں گے قیامت میں بھی یہ دامن و تیغ

سخت دل چھینے ہیں خونریز بھی ہیں پر بنا ہیں
کس کے ہمدرد ہیں گرز و تبر و آہن و تیغ

مرد میداں اسد اللہ سا ہوتا ہے کہیں
آپ جس شیر پہ کرتے تھے سدا توسن و تیغ

بحر عالم میں کسی سے بھی خلش دل میں نہیں
مثل ماہی مجھے درکار نہیں جوشن و تیغ

کہتے ہیں ابروئے جاناں یہ اشارے مجھے
تا دم حشر رہے رابطہ گردن و تیغ

مرد ممسک کو جو ابھر کے ملا مال تو کیا
ہر طرح جنگ میں بیکار رہے دست لو و تیغ

سر عشاق جدا ہونگے سینے جائینگے زخم
کہہ دو ادریس سے لیجائیں وہاں سوزن و تیغ

97

ردیف الف

سفیر یہ ہے خلِ بادشاہ دکن
کبھی نہ جائیگا وہ سایۂ ہما کیطرف

اسکی توفیق جو کھینچے مجھے عقبا کیطرف
بھول کر بھی نہ کروں رخ کبھی دنیا کیطرف

ہم بھی اک روئے مصفا کے ہیں عاشق موسا
آنکھ اپنی بھی تو ہے برقِ تجلا کیطرف

چاک دامن کا جو ذکر آئے نہ رہنا خاموش
تم ہو یوسف کیطرف میں ہوں زلیخا کیطرف

کیا بھلا لگتا ہے وہ چرخ پہ ہالے میں ہے چاند
تم بھی آؤ مرے آغوش تمنا کیطرف

نزع میں وہ جو کریں آنیکا وعدہ مجھ سے
دم نکلتا ہو تو دیکھوں نہ مسیحا کیطرف

مہدی دیں کا ہو جسوقت زمانہ میں ظہور
اے خدا ہم بھی رہیں موکب والا کیطرف

باغ جنت میں بھی وہ سرو سا قد یاد آیا
رخ بھی کرتے نہیں ہم سایۂ طوبا کیطرف

اثر جذب نگاہوں میں تھا کب سے پنہاں
پھر پڑے وہ جو مرے چشم تمنا کیطرف

چشم مست اُن کی مرے دلکی نہ کیوں طالب ہو
آنکھ پڑتی نہیں کب جام کی مینا کیطرف

ہوں نہ دولت کدۂ قیس کے پردے یہ سفیر
گردباد آج بہت دیکھے ہیں صحرا کیطرف

ردیف القاف

یاد لیلی سے ہوئی زینت کاشانۂ عشق
بید مجنوں ہے ہر اک کنگرۂ خانۂ عشق

نقش اثر رنگ جو اُستاد کا دیوان ہے نصیرؔ
دل مرا نالۂ ناقوس صنم خانۂ عشق

کبھی جو ہاتھ لگے وہ دُر یگانۂ عشق
میں اپنے زعم میں سمجھوں بلا خزانۂ عشق

خدا کے فضل سے دو ہاتھ ہی میں پار گئے
سمجھ رہے تھے جسے بحر بے کرانۂ عشق

ہوائے گرم عداوت سے تو بچا یا رب
اُگے زمیں سے سرسبز ہو کے دانۂ عشق

وہ آگ اور ہے صاحب یہ دل جلوں کی ہے آگ
کہاں زبانۂ دوزخ کہاں زبانۂ عشق

قدح کشوں کی مذمت نہ چاہیے واعظ
گرے نہ تجھ پہ کہیں برق شیشہ خانۂ عشق

مسیح و خضر ہیں اس سرزمیں سے کوسوں دور
وگرنہ منہ پہ ملیں خاک آستانۂ عشق

تڑپ کے آہ کروں گر تو کیا سے کیا ہو جائے
سمند ناز پہ پڑ جائے تازیانۂ عشق

حرارت دل مضطر کی تاب لا نہ سکا
چٹخ چٹخ کے اُڑا سنگ آستانۂ عشق

ہزار بار پھرا راستے سے پیر خرد
یہ سربلند ہے عالم میں آستانۂ عشق

خم فلک کو بھی چاہے تو واژگوں کر دے
نصیرؔ ہے وہ ضعیف شراب خانۂ عشق

ردیف الکاف

ولہ

ولہ

ردیف کاف فارسی

دل صد چاک کو میرے ہی بنایا چلمن
شب کو مرقد پہ چراغاں ہو تمہارے دم سے
شل غنچے کے شگفتہ ہو ہنسو بولو کچھ
کچھ دنوں کشور آباد کی بھی سیر رہے
حشر ہو جائے سر بزم الٹ دے جو نقاب
دل کی صورت کوئی آنکھوں میں چھپا بیٹھا ہے
سنگ در ہی سے ترے رگڑونگا جبتک ہے جبیں
جنس عصیاں کا مرے ڈھیر نہیں کم ہوتا
سینہ کوبی مری کم ہو جو وہ بدلیں کروٹ
خم کے خم مجھکو پلا کر یہ کہا ساقی نے
تنکے چلنا تو گلوں سے وہ نہ چھوڑیگا کبھی
لیلیا بانوئے قاتل کا لپٹ کر بوسہ
پھیر دو دلکو مرے دلکشی کیوں ہوگی
شکر کرتا ہے ادا سامنے اُن کے دشمن
حال پوچھونگا منجم سے سیہ بختی کا

شاہد پردہ نشیں تیری شرارت کبتک
آفریں کرپک شب تاب یہ ہمت کبتک
سرو سا قد ہوا بدلے گی طبیعت کبتک
اے جنوں پیش نظر وادی وحشت کبتک
منتظر تیرے رہیں مہر قیامت کبتک
پردے اٹھ جائیں بصارت کے یہ غفلت کبتک
دیکھوں میں بھی تو چمکتی نہیں قسمت کبتک
دیکھنا تولے گی میزان قیامت کبتک
صبح بھی ہوگئی بجتی رہے نوبت کبتک
دیکھوں پھرتی نہیں کمبخت کی نیت کبتک
یوں قدم باغ میں ہیں تیری نزاکت کبتک
نگہ یاس میں چھپتی پھرے حسرت کبتک
آپ عالم میں ہیں بدنام مروت کبتک
اس ہی ڈھنگ سے ہو میری شکایت کبتک
میری ہی ہو کے رہیگی شب فرقت کبتک

۱۰۰

ردیف لام

آپ ہی کی تو محبت میں یہ حالت پہونچی
ہاشمی کو ہے بھلا دختر رز سے کیا کام

ہنستے ہو دیکھکے کیا عاشق بیمار کی شکل
دیکھکر کون گنہگار ہو مردار کی شکل

سرخ آنکھیں کئے میخانے میں بیٹھا ہے سفیر
قابل دید ہے اُس مرد قدح خوار کی شکل

رہیں گے کیوں نہ عنادل خراب خندۂ گل
چمن میں کھنچتی ہے ہر دم شراب خندۂ گل

رخ صبیح میں ہے آب و تاب خندۂ گل
تبسم لب رنگیں جواب خندۂ گل

ہنسیں نہ گریۂ شبنم پہ شاہدان چمن
چلے جو بس تو کریں سدباب خندۂ گل

اگر اسیر قفس ہے تو رہنے دے صیاد
خیال میں تو ہے بلبل کے خواب خندۂ گل

خوشی کہاں کی گیا جوش انبساط کیساتھ
چمن میں برگ خزاں ہے نقاب خندۂ گل

بہار باغ تھی شاید مری جوانی بھی
مرا شباب تھا گویا شباب خندۂ گل

یہ اضطراب تھا کیوں باغبان قدرت نے
کتاب برق میں لکھا حساب خندۂ گل

مزے سے پیتا ہوں مستی میں رخ ساقی کے
عرق کے قطرے ہیں موج شراب خندۂ گل

انہیں ہے رشک سدا شاہدان گلشن سے
نہیں کریں گے بھلا انتخاب خندۂ گل

بہار آئی چمن میں ہے شور عنادل سے
کھنچی ہی رہتی ہے تیغ خوش آب خندۂ گل

چمن میں یہ اڑتے ہیں مستی سے ہوش بلبل کے
اثر دکھاتا ہے لعل مذاب خندۂ گل

ایک محبوب حسیں اس میں جو رہتا ہی سفیر	نام ہے دیدۂ گریاں کا مرے نور محل

ردیف میم

چھپ کے دیکھ آتے اُس شوخ دل آرام کو ہم	کوچۂ یار میں جاتے ہیں فقط شام کو ہم
یاد آتے ہیں کسی شوخ کے چشمان سیاہ	اپنی آنکھوں سے لگا لیتے ہیں بادام کو ہم
تیس روزے رکھے صد شکر گیا ماہ صیام	آج شوال ہے چومیں گے لب جام کو ہم
کسی گنڈے کسی تعویذ میں ایسا ہو اثر	پھیر لیں اپنی طرف قلب دل آرام کو ہم
اپنے قاصد کا نہیں ہے جو بھروسہ ہم کو	لکھ کے ہر بار چھپا لیتے ہیں پیغام کو ہم
پختہ ہونے نہیں پاتا ہے محبت کا خیال	رکھتے ہیں سر میں عبث اس ہوس خام کو ہم
عمر گذری ہی ہماری تو نہیں یار و نہیں	کیوں برا کہنے لگے زندگیٔ ناکام کو ہم
نگہ ناز کا اُس کی ہے کرشمہ یہ بھی	شعبدہ جانتے ہیں گردش ایام کو ہم

خضر کی عمر عطا شاہ کو ہو حق سے سفیر
باعث عیش سمجھتے ہیں اس آرام کو ہم

رہتے ہیں حسن و عشق کی مہمانیوں میں ہم	سرگرم روز و شب ہیں مگس رانیوں میں ہم
افسردہ دل ہیں آتش یاقوت کی طرح	اس طرح جل بجھے شرر افشانیوں میں ہم
مرنے کے بعد بھی تو گذرتی ہے لطف سے	جسم لطیف رکھتے ہیں روحانیوں میں ہم

ردیف نون

برق پنہاں ہے نگاہ ظالم بے پیر میں
دل کباب سیخ بنجائے نہ شاخ تیر میں

آج کل ہرگز نہیں ہے وصل کی تدبیر میں
جو مزہ تقدیم میں ہے کب ہے وہ تاخیر میں

مادر گیتی ہے کس کی دور چرخ پیر میں
بعد ایام رضاعت کیا دھرا ہے شیر میں

اس سہارے سے دعا باب اجابت تک گئی
تھا اثر پنہاں مگر نالۂ شبگیر میں

طائر بسمل سمجھ کر پھیر لو اپنی نگاہ
دل مرا اٹکا ہوا ہے کب سے نوک تیر میں

پہنچے ہیں قاتل [illegible] کر جو ہر جا بجا
موت بھی ڈر کر چھپی ہے کوچۂ شمشیر میں

مجھکو بسمل دیکھکر قاتل کی باچھیں کھل گئیں
سرخئ پان ہے لہو میرا لب شمشیر میں

دشمنوں کا مزرع امید کیسا سبز ہے
قوت نشو و نما ہے دانۂ زنجیر میں

صبح کو جس نے دیا اب بھی [illegible] قفل
ہو گروی کیوں ہے رزق شام کی تدبیر میں

استخواں جتنے بدن میں تھے ادھر آئے مرے
ناوک افگن نے ہما کے پر لگائے تیر میں

قید میں جاتی نہیں ہے عارض روشن کی یاد
دھوپ ہی رہتی ہے ہردم خانۂ زنجیر میں

عکس اسکا دیکھکر نکلی ہے میرے دل سے آہ
ایک لہ بنگیا ہے چاند سی تصویر میں

عیدگاہ میں لا کے قاتل نے کیا ہمکو شہید
دیکھکر اٹھا تھا منہ آئینۂ شمشیر میں

اے مصور کیا نہ کرتے وہ تری صنعت کی قدر
رنگ بیتابی جو ہوتا بسمل تصویر میں

اپنے ہی نالوں سے پگھلا جاتا ہے اپنا ہی دل
نغمۂ داؤد پنہاں ہے مری زنجیر میں

غزل ۱۰۳

تاک کی پتیاں ہی اس نے دلہن مہندی کی جگہ
آگئی شوخی نگاہوں کی سمٹ کر تیر میں
خانۂ ویرانی کی جڑ ہے دشمنوں کا اتفاق
چار عنصر سے خرابی ہو گئی تعمیر میں
سعیٔ استاد تھی رکھے کے قابل [illegible]
دو بار کی اور اک حلقہ بڑھا زنجیر میں

ولہ

[illegible]

ولہ

دل تڑپتا ہے ہمارا کھینچئے کاغذ پہ تیر
انتظار دام کی طاقت نہیں نخچیر میں

آئے زنداں میں بھی ناصح پٹتے پٹتے بچگیا
پاؤں میرے لڑکھڑا کر رہ گئے زنجیر میں

فصل گل میں ایک جلوے نہیں ملتی کہیں
لٹ گیا شیراز ڈاکہ پڑ گیا کشمیر میں

محو کر دیتا ہے دل کو اس کے ابرو کا خیال
نیند آجاتی ہے مجھکو سایۂ شمشیر میں

آپ میں دونوں جہاں میں واجب التعزیر ہیں
آپ کی بھی ہے خطا شامل میری تقصیر میں

میری حالت اس سے بھی دیکھی نہیں جاتی ہے آہ
اشک بھر آتے ہیں اکثر دیدۂ زنجیر میں

اجلے کاغذ پہ مری مانی نے جب کھینچی شبیہ
رنگ طالع کا سیاہی ذ بھر التصویر میں

پارہاے دل ہوں کیا زیب دکان شیشہ فروش
شیشہ گر ہر وقت رہتے ہیں اسی تدبیر میں

وہ جواب ساکت ہے مقتل میں تو یہ بیتاب ہے
اضطراب دل کا عکس آگیا نخچیر میں

آئے ہیں شوق شہادت میں کفن پہنے ہوے
چاہیے دو گز زمیں بھی کوچۂ شمشیر میں

مرد پابند علایق رہ نہیں سکتے کبھی
شیر کو دیکھا نہ فیل مست کی زنجیر میں

او کمان ابرو نہیں کھلتی تری دل کی گرہ
تیر پیکاں بن گیا ہے سینۂ نخچیر میں

تجھپہ اے قاتل نہ کیوں ہے شہید فکر ہوا
ہاتھ میں کس کے ہے تو جس بھی ہے تیری شمشیر میں

اے جنوں صحرا سے وحشت کبھی یہ لایا ہوں ساتھ
چشم آہو کے بھی حلقے ہیں مری زنجیر میں

ورطۂ حیرت سے ڈالے کیوں نہ یہ گرداب حسن
ڈوبتی ہے میری کشتی قلزم تصویر میں

105

کارنامے دہر میں مردوں کے چھپ سکتے نہیں — نام کو رستم کا ... ہے بائے زر ... نہیں

جام رو کر کہہ رہا ہے میں ہوں وسکی یادگار — شیشہ و ساقی [illegible]

کوئی مئے سے نشۂ دولت سے کوئی مست ہے — میں ہوں جس عالم میں اس حالت [illegible]

نفس ہے سے دل مراد ہو گا نہیں کھاتا کبھی — کیوں بھلا ہو باد بازی شیوۂ ضیغم نہیں

عندلیبوں نے کیا ہے فیصلہ اس بات کا — تو نہیں اس باغ میں صیاد یا بے ہم نہیں

اہل دل خلوت سے باہر ہی نہیں رکھتے قدم — شیر کا مسکن جو ہو بازار سنگ سے کم نہیں

اشکباری سے مری شبکو ہوئی ایسی خجل — صبح کو اٹھ کر جو دیکھا باغ میں شبنم نہیں

ہر کس و ناکس کو بے مانگے بھی دیتا ہے شراب — کیا مرے پیر مغاں میں بخشش حاتم نہیں

تیرے آنے کی ہوا سے کھل گیا گیسو ترا — کون کہتا ہے علم ... آنے کی ... نہیں

اہل غفلت چونکتے ہیں اب بھی دیکھیں یا نہیں — خاک دولت ... خواب گراں ... نہیں

رو رہے ہیں اہل عصیاں رہ رہے ہیں جوش گناہ — برج آبی سے ترا رونے قیامت کم نہیں

انس سے مشتق ہوئی ہے دہر میں انساں کی ذات — گر تعصب تجھ میں ہے مروت پیر و آدم نہیں

ساتھ ہی رکھتا ہے صیاد اپنی سامان شکار — حلقۂ دام بلا ہے گیسوئے پر خم نہیں

جوہر انساں نہیں جو ہر میں نہیں انسان سیفؔ
آئینۂ عالم میں ہے آئینے میں عالم نہیں

داغ دل داغ جگر جلنے لگے بعد فنا
وصل سے تجھ سے ہم ہو جائیگی تسکین کبھی
اب تو بانکو ہنسی تو پہنے لگا ہے نوک کی
زخم مشاطہ کو گر اپنے ہنر پر ہو گیا
دیکھکر جوش بہار ایسا ہوا جوش جنوں
سیادا سینا سے شوخی بھلا اکیس کہاں

اور دو چین سر گور غریباں ٹوٹے گئیں
کیا کہیں بیتابیاں گل سے دو چند ہو گئیں
شوخیاں تیری بہت گرد ون گردان ہو گئیں
آج کل گستاخیاں تیری بھی دو بالا ہو گئیں
پاؤں کی زنجیر میں دو چار کڑیاں بڑھ گئیں
نام ہی حوروں کا ہے حوروں سے پریاں بڑھ گئیں

تابع فرمان ہوئیں پھر قاف کی پریاں سفر
پھر حدیں ایسی سو تیرے ملک سلیماں بڑھ گئیں

خوشی سے عیش و عشرت کا جو ساماں ہو تو لیجیے
لیا ہے کان کا در جس نے اپنے دہری قیمت
ہوا ہے سکہ میں شیخ داخل دیکھنا
جہاں میں خامس آل عبا کو رو رہا ابھی
جو تو مانگے وہ دینگی اونکا چھلا کبھی دیتا
خدایا گر حسینوں کے لیے دے گنج قارون تو
سفر ایسے غنی ہیں ہم داغ جنوں لیکر

بڑے نادان ہیں وہ جنس عشق یا مول لیتے ہیں
گراں وہ سمجھتے ہیں جسکو ارزاں مول لیتے ہیں
بلا سے جائے تو دل اوسکا ایمان عمل لیتے ہیں
کمر آنسو کی ذکر ہے وہ ان لعل لیتے ہیں
سمجھلینگے ہم اسکو سست گرد اموال لیتے ہیں
وہ عاشق ہیں جو ملک سلیماں مول لیتے ہیں
قبا کی ہم سے چاک گریباں مول لیتے ہیں

[illegible]

۱۰۷

ہر دم ہے لطف تازہ اس بادہ کہن [illegible] — [illegible] صوفی [illegible] انجمن میں

[illegible] گیسو [illegible] — [illegible] خورشید [illegible] میں

[illegible] بہاری [illegible] — [illegible] گریباں ہے چاک پیرہن میں

[illegible] — آنسو بہا رہے ہیں [illegible] میں

[illegible] — [illegible] شب عروسی ہے جلوہ [illegible] میں

[illegible] — [illegible] میں

درد جگر میں [illegible] — شعلہ سا ایک اٹھا [illegible] میں

ہنگام [illegible] — [illegible] میں

[illegible] کو دیکھتا ہوں — [illegible] کشیدہ کیا کم ہے [illegible] میں

اپنا بھی ہے دشمن [illegible] گر — بلبل نہ [illegible] چمن میں

حسن اس کے [illegible] — [illegible] خنجر کشتہ کے پیرہن میں

دل کے مقابلے میں [illegible] کیا حقیقت — اچھا [illegible] تن میں

اس گلبدن سے شاید [illegible] — پھولے نہیں سماتے ہم اپنے پیرہن میں

اس بت کے آگے جا کر [illegible] — کیا تیغ [illegible] میں

پیشہ [illegible] کا پایا [illegible] — [illegible] بھی داخل ہے [illegible] میں

[illegible]

شاہان روزگار کا بخت رسا ہوں میں
سایہ ہیں میرے آئین وہ ظلّ ہما ہوں میں

دل آئینہ ہے شکل تری دیکھتا ہوں میں
اتنا قریب ہونے پہ تجھ سے جدا ہوں میں

ہستی کو اپنی غور سے جب دیکھتا ہوں میں
میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ کیا ہوں میں

فاقوں میں بھی ہوں مگس خوان اغنیا
اُس رازق کریم کے در کا گدا ہوں میں

تیوری چڑھا کے مجھکو سر انجمن نہ دیکھ
کھلتی ہے جرأت تری نا آشنا ہوں میں

استادہ ہو رہے ہیں مری آہ کے علم
بزم نشاط کہتی ہے بزم عزا ہوں میں

اُس جلوہ گاہ ناز میں بسمل ہیں سیکڑوں
ابروئے یار کہتا ہے تیغ قضا ہوں میں

عجلت مرے خمیر میں روز ازل سے ہے
کیونکر نہ زود رنج ہوں زود آشنا ہوں میں

سالک کے ہوش اُڑ رہے ہیں راہ سلوک میں
گم کردہ راہ ہونے پہ بھی رہنما ہوں میں

جب دشت رستخیز حوادث کو طے کیا
موج کہہ رہی ہے تری آشنا ہوں میں

شبنم گرہ میں باندھیگی کیا بوئے گل سیفؔ
اس دار بے ثبات میں موج ہوا ہوں میں

اپنے دیوانیکو وہ ہوش میں لاتے ہی نہیں
لخلخہ زلف معنبر کا سنگھاتے ہی نہیں

ایسی باتوں کو زباں پر کبھی لاتے ہی نہیں
جو کہ اچھے ہیں وہ احسان جتاتے ہی نہیں

میرے احباب انھیں سر راہ پہ لاتے ہی نہیں
مرا افسانۂ غم انکو سناتے ہی نہیں

وله

وله

کیا وہ خوبی ہے جو خال رخ روشن میں نہیں
ایسا دانہ تو کوئی آہ کے خرمن میں نہیں

چوٹ کی جیسا اوسے مار لیا گیسو نے
اسمیں جو زہر ہے اتنی ہوئی ناگن میں نہیں

دل کا جو حال ہے چہرے سے عیاں ہوتا ہے
میرے کینے کی جگہ بھی دل دشمن میں نہیں

نالۂ دل کی صدا بھی مری زنجیر میں ہے
ورنہ اسطرح کا آہنگ تو آہن میں نہیں

ہائے کیا یاں ابھی تلک بھی دل گھبرا آیا
چین مرکے بھی مجھے گنبد مدفن میں نہیں

دل ترا سخت ہے پتھر سے زیادہ ظالم
ایسی سختی ترے اٹھتے ہوئے جوبن میں نہیں

میں ہوں غمزدہ دست ازلسے ہی مجھے غم سے نباہ
ایسی تیر اگذار امرے مسکن میں نہیں

اشک غم سے ہے فزوں اشک ندامت کا وقار
آستینوں میں جو موتی ہیں وہ دامن میں نہیں

دیکھنے کو ہے دالان میں سناٹا ہے
وہ مرا پردہ نشیں آج بھی چلمن میں نہیں

اسکے عارض کی چمک تو سر طور ہوئی
سوت سے اتنو منفرد وادئ ایمن میں نہیں

جو خداداد ہو دولت ...
ہم داغ جنوں قسمت ہنر میں نہیں

زیب دیتا ہے اکڑنا تجھے اے قامت یار
سر اس طرح کا سیدھا کوئی گلشن میں نہیں

یہ ملاحت تری یہ حسن تراکب ہے نصیب
اک صباحت کی سو جھ بھی فرنگن میں نہیں

ہائی کیا چھوڑ گئی گوشۂ تنہائی میں
بیکسی کا بھی گذر اب مرے مسکن میں نہیں

ولہ

ناز تیرے نہ حریفوں سے اٹھیں گے ہرگز | کیوں فضول ملک شریک شہدا ہوتے ہیں
چاندنی راتوں میں ملتا نہیں تو دو دو دن | جھوٹے وعدے ترے ای ماہ لقا ہوتے ہیں
سب کو یہ فکر ہے بس گور تلک پہنچا دیں | ہم کو یہ غم ہے کہ اپنوں سے جدا ہوتے ہیں
قتل کرتا نہیں جب سے یہ سنا ہے اسنے | ساتھ حوروں کے شہیدانِ وفا ہوتے ہیں

حال کھلجاتا ہے دنیا کی دو رنگی کا سفیر
ایک ہی قبر میں جب شاہ و گدا ہوتے ہیں

ہم انکی زلف و ابرو دونوں کو دشمن سمجھتے ہیں | اسے عقرب سمجھتے ہیں اسے ناگن سمجھتے ہیں
جو اس کوچے میں آفتاب آئے تو کیوں اٹھیں | ہم اس خورشید کا سایۂ امن سمجھتے ہیں
پڑے رہتے ہیں ٹکڑے جابجا طوق و سلاسل کے | جنوں کر جو تمہیں آہن کو کب آہن سمجھتے ہیں
نہ جو میں کیلئے اسکو کہ صورت تو نے دیکھی ہے | ہم آئینہ کو بھی تیرا رخ روشن سمجھتے ہیں
خدا کیواسطے اتنا بھی ہمکو دق نہ کر واعظ | تری گردن کو ہم شیشے کی گردن سمجھتے ہیں
لگاوٹ کرکے شاید جان لینے کا ارادہ ہے | اشارے ہم ترے ای دیدۂ پرفن سمجھتے ہیں
ہوا بھی قافلہ انکی ہل سکتی نہیں اصلا | یہ دھوکا ہے جسے گردِ سمِ توسن سمجھتے ہیں
نہ چھوڑی قیس نے صحرا نوردی دفن ہو کر بھی | بگولوں کو ہم اسکا گنبد مدفن سمجھتے ہیں
جو یاد آیا ہے ہنگام سحر خورشید رو اپنا | شعاع مہر کو دود آہ کی ملبن سمجھتے ہیں

[illegible]

لاکھ کوشش کیجیے تقدیر اپنے ساتھ ہے	کچھ بھی اس دنیا میں بے اذن خدا ملتا نہیں

نام میرا لیکے وہ غیروں سے کہتے ہیں سفیر
ہم کو ایسا بھی تو کوئی باوفا ملتا نہیں

شب فراق مرا کوئی غمگسار نہیں	کہ چاندنی کو بھی ظلمت کدہ میں بار نہیں
ٹھکیگا ابلق لیل و نہار کاؤوں میں	اگر نہ روک لوں اسکو تو شہسوار نہیں
گلے یہ اپنے چھری آج پھیر لونگا ضرور	اجل کا بھی غم فرقت میں انتظار نہیں
اگر وہ رک نہیں سکتی یہ تھم نہیں سکتا	تری نظر کیطرح دل کو بھی قرار نہیں
قسم ہے اس لب شیریں کی تیری ادا کی	ذرا بھی تلخئ مے مجھکو ناگوار نہیں
صحیفۂ رخ روشن کا دھلگیا مطلب	تو شمس بازغہ پر مہر بھی افتخار نہیں
یہ کس کی شوخی رفتار نے غضب ڈھایا	کہ جین مردوں کو بھی اب تو مزار نہیں
ادا سے صید کرو دل کو دیکھتے کیا ہو	جو چوٹ کھا کے نکلجائے وہ شکار نہیں
اشارے کرنے لگی ابر آتے ہی حسرت	جو میں شراب بھی پی لوں گناہگار نہیں
گندھی ہوئی ہے یہ کسطرح آنسوؤں کی لڑی	عجب یہ ہے کہ گریباں میں کوئی تار نہیں
جگر کے داغ میں ہر وقت تازگی دیکھی	یہ وہ ہے پھول جو منت کش بہار نہیں
کوئی مریض دل بیتاب سے ذرا پوچھے	مزاج یار ہے کیا جو تجھے قرار نہیں

دیوان سفیر

۱۱۱

ولہ

لگایا کون سا ناوک جو وار پار نہیں
جو دل نہ ٹکڑے ٹکڑے ہو [illegible] نہیں
کسی سے [illegible] چلوں یہ مرا شعار نہیں
وہ موج ہوں کہ جو ساحل کو دیکھتا نہیں
چمکتی رہتی ہے ہر وقت تیغ قاتل کی
[illegible]

[illegible]

پلا شراب خدا کے لیے پلا ساقی
کہ آج عید کا دن ہے یہ صیام نہیں
نہ قتل عام کرو عیدگاہ میں چل کر
تمہاری تیغ ادا کو اگر نیام نہیں
دوگانہ عید کا پڑھا نہیں [illegible]
سوائے [illegible]
لکھی گئی ہے جو فہرست عاشقوں کی
مزہ تو یہ ہے ہمارا ہی اس میں نام نہیں

[illegible] عشق [illegible] ایک [illegible] نظام عالم میں
[illegible] مشتاق نظام نہیں
[illegible]

کسی غریب کا دل توڑتا ہے کیوں ہر بار
ترے گلے کا یہ مالا نہیں ہے ہار نہیں

خلش ہیں بحر چھپاں ہیں کسی ہی کیا رکھوں
کہ میری ہاتھ کی مچھلی بھی خار دار نہیں

غم فراق کی کس دن بھلا شکایت کی
لہو کے گھونٹ بھی تم مجھکو ناگوار نہیں

پیونگا جام صبوحی تو جان آئیگی
کہ استحالہ اجل کا ہے یہ خمار نہیں

کمر سے باندھ کے تلوار کس لیے نکلے
لہو بہانے کو ابرو کی ذوالفقار نہیں

لہو لگا کے شہیدوں میں ملگیا ہے حسین
یہ میرے خون کے قطرے ہیں لالہ زار نہیں

بجھا ہوا ہے یہ دل سرد مہر تو یہی
ہمارے سنگ لحد میں بھی اب شرار نہیں

اجل کی چوٹ عناصر سے اٹھ نہیں سکتی
یہ چار آئینہ کچھ جسم کا حصار نہیں

نکلکے جاؤ نگا گھر سے کہاں جوش جنوں
کھڑے ہیں دیو بیاباں میں کوہسار نہیں

تمہیں قسم ہے جو تربت کی بھی دیکھو
کہ فاتحہ کے بھی قابل مرا مزار نہیں

کلید میکدہ لگجائے ہاتھ پھر دیکھو
جو خم کے خم نہ اڑا دوں تو بادہ خوار نہیں

چڑھا جو نشہ تو ساقی سے ہو گیا گستاخ
نسیم ابھی زمانے میں ہوشیار نہیں

شراب ناب سے خالی کسی کا جام نہیں
یہ کون کہتا ہے ساقی کا فیض عام نہیں

غدار یار یہ کب زلف مشکفام نہیں
وہ دن ہی کون سا دنیا میں جسکی شام نہیں

[illegible]
نسیم [illegible]

ولہ

[illegible]

مجھے یہ ڈر ہے کہ ٹانکے نہ ٹوٹ جائیں کہیں
اب اسکو اگر کے نہ زخم جگر کو دیکھتے ہیں

جگر بھی تیر کا مشتاق دل بھی طالب
یہ دیکھنا ہے وہ پہلے کدھر کو دیکھتے ہیں

چھپی ہوی یہ شرارت چھپے گی کیا ہم سے
کہ ہم تو سنگ کے اندر شرر کو دیکھتے ہیں

شب وصال کی آرائشیں ہیں پیش نظر
نگاہ یاس سے دیوار و در کو دیکھتے ہیں

نظر وہ عقد ثریا پہ بھی نہیں کرتے
ترے گلے میں جو عقد گہر کو دیکھتے ہیں

طریق عشق میں اپنا قدم بڑھا تو بڑھا
جو مرد ہیں کہیں خوف و خطر کو دیکھتے ہیں

ہم اونکی چاند سی صورت نہ دیکھنے پاتے
ہزار بار تجسم قمر کو دیکھتے ہیں

سفیر ضبط یہ ہے اف تلک نہیں کرتے
مصیبتوں میں ہم اپنے جگر کو دیکھتے ہیں

وہ بیکس ہوں کہ روئے ہیں مجھے جام و سبو برسوں
گیا ہے موج نے ماتم کنار آب جو برسوں

یہ تھا پیش نظر سونگھا کئے ہیں غیر برسوں
گل داغ محبت ہے وفا کی بو برسوں

محبت کی نہ آئی درمیاں پھر گفتگو برسوں
ذرا سی بات پر بگڑا رہا وہ جنگجو برسوں

یہاں اکثر رہا ہے ربط شمشیر و گلو جیسے
ترے کوچے سے آتی ہے صدا آئے اقتلو برسوں

بنایا گر تم و الدین بھی اونکو دشت وحشت میں
حباب کی ہم نے بھی کی ہے جستجو برسوں

ذرا بھی کیوں نہ ہو وہ بھی بہت ہے فیض نیکو کا
کوئیں سے آئی ہے پیراہن یوسف کی بو برسوں

[illegible]

دو دن کے واسطے بھی سرای دل مرا نہیں
راحت ملی ہے کس کو جہان خراب میں

عادت بری پڑی تو بری شے بھی بھا گئی
کب ناگوار طبع ہے تلخی شراب میں

وہ آگئے میں اب [illegible]
[illegible] لا طلوع آفتاب میں

آئی شب فراق گیا روز وصل یار
سوز جگر سے آگ لگی فرش خواب میں

ناپید مثل شکل خیالی ہوں دہر میں
ایتک جہاں میں خبر نارسیدہ ہوں

کچھ ایسا میں نحیف ہوا عشق یار میں
گویا رگوں سے صفحہ سطر کشیدہ ہوں

اصرار ادھر سے روز اُدھر سے عتاب و
لکھتا ہے نامہ بر کہ میں آفت رسیدہ ہوں

بوسہ دیا ہے جب سے غضب کا حجاب ہے
کہتی ہے اوسکی آنکھ غزال رمیدہ ہوں

چھڑکے لگیں گے دل پہ کھلی گر زبان مری
قاتل سے میں بھی صورت خنجر کشیدہ ہوں

محو جمال آئینہ رخ ہوں اسقدر
آنکھوں میں اپنی سرمہ حیرت کشیدہ ہوں

نشہ ہے شراب سے بھی کچھ بڑھا ہوا
ناصح تو کر خیال کہ میں برگزیدہ ہوں

ہے خانۂ غم کا قلب کو کھٹکا لگا ہوا
باغ جہاں سے اسلیے دامن کشیدہ ہوں

اللہ بزم غیر میں بھی بے حجابیاں
کہتی ہے شرم طائر رنگ پریدہ ہوں

کیا حال تجیوں کا لکھوں یار لی سفیر
خامہ بھی کہہ رہا ہے کہ میں سر بریدہ ہوں

ایسا ہے کچھ سکوت اونھیں میرے باب میں
سنتے ہیں سو کی اک نہیں کہتے جواب میں

ہم زار زار روتے ہیں کیف شراب میں
لب خشک ہوگا دامن تر آفتاب میں

تھوڑی سی پی ہے ہم کو بہت ہی حجاب میں
اب تو وہ کیف ہی نہیں ساقی شراب میں

آتی ہے بسم اللہ کے لکھوتے جو بو ئے عطر
شمشیر کیا بجھائی تھی اوسنے گلاب میں

[illegible]

اوس گلبدن سے وصل کی ٹھیری ہے ای سفیر
کپڑے پہنے آج بسا کر گلاب میں

کھوتی ہے نقدِ جاں بھی وہ تنہا سے آب میں
اب کیسلیئے ہے بحر بھلا پیچ و تاب میں

روشن کنول تھے رات کو بزمِ شراب میں
ہمنے بہت جلائے چراغ آفتاب میں

اشک اوسکے روبرو نہیں چشمِ پُرآب میں
شبنم ٹھہر سکی ہے کہیں آفتاب میں

پس جائینگے تہِ سُمِ توسن ہزار دل
لائیں گے رنگ پائے حنائی رکاب میں

کسکو دکھائیں دلکے تڑپنے کا حال ہم
بجلی بھی ساتھ دی نہ سکی اضطراب میں

طالب تھے دین کے اونھیں دنیا سے کیا غرض
تھا مشتِ خاک زر بھی کفِ بوتراب میں

عالم میں ہم نہیں ہیں بھی عالم ہمیں میں ہے
دریا میں ہے حباب تو دریا حباب میں

دریا کا شور نغمۂ داؤد ہو گیا
پیدا زرہ کی شکل ہے ہر موجِ آب میں

بوسوں کا میرے لیں بھی دونا ہے آج شوق
دوہری گرہ لگائیے بندِ نقاب میں

شوخی بھی کاتبانِ عمل کی تو دیکھیے
بوسے بھی درج ہو گئے فردِ حساب میں

گالی بھی نامہ بر نے سنی کو سنے
ایک حرف بھی زباں سے نہ نکلا جواب میں

کیا آگئے ہیں ہاے رقیبوں کے دم میں وہ
لٹوا رہے ہیں حسن کی دولت شباب میں

واعظ مرے لہو کی قسم پیجئے دیکھیے تو
کمبخت کوئی زہر نہیں ہے شراب میں

ولہ

بتلا تو گھر کے چور سے کیونکر بچے کوئی
خوش جسموں کے وصال کا اچھا نہیں مآل
اچھا ہوا حسد اس نے اگر زار کر دیا
اسطرح [illegible] انکو ہم میں مست
آئی جو موت ہم نے بھی [illegible] جان دی

[illegible] دل [illegible] دوست [illegible]
وہ [illegible] ہے ایک [illegible] کا میں
[illegible] پھر لگا [illegible] میں
[illegible] دل بھی جھوٹے [illegible] کو بسا میں
تھا [illegible] لحاظ فرق [illegible] میں

پڑھتے ہو یوں مشاعرے میں تم غزل اسیر
جسطرح شیر گونج رہا ہو کچھار میں

جو کیا نے زمانے نے وہ بحر حسن [illegible] عالم میں
سیہ کپڑے پہنکر جب وہ آئے بزم ماتم میں
الٰہی کسطرح سے بنکے بگڑی جوئے انسانی
[illegible] آئیں نہیں آنکھیں مری [illegible] عزیزاں ہے
زبان پاک قلب صاف تو پیدا کرے انساں
نگینے کو بٹھاتا ہے جو زرگر عرض [illegible]
نصیحت میکدہ والوں کو کیسی ناصحو سمجھو
جو یاد لب میں روتا ہوں تو کچھ ہو جاتی ہے تسکیں

حباب اوج پہ ابھرے ہو کیونکر نظر آئیں محرم میں
جلی ہے شمع کیا کیا مجلس ماہ محرم میں
پتا بھی آدمیت کا نہیں پاتا ہوں آدم میں
شگوفے غم کے دیکھو لے ہیں شاخ نخل ماتم میں
اثر موجود ہے ہر وقت غافل اسم اعظم میں
ہماری آنکھ کا حلقہ بھی جڑ لے اونکے خاتم میں
خدا جانے وہ کیا کھدے [illegible] کی عالم میں
یہ طفل اشک ہے [illegible] آغوش مریم میں

روز دو شنبہ [illegible] لکھاتا ہوں
[illegible] عشق میں [illegible] سمجھاتا ہوں
[illegible]
اب بھی [illegible]
[illegible]
رونے جا کے سلیماں کی قسم کھاتا ہوں

[illegible]

پیدا ہے مصرع اس غضب سے جلال میں
نظارہ جمال سے جلال میں

ولہ

[illegible]

تری لطافت جنت کا [illegible]
[illegible] قائل ہین
[illegible] سلاسل ہین
[illegible] دل ہین

نیرنگ روزگار ہے بدور ہلال مین
رکہتے ہین تجربہ یہ کمال و زوال مین

پیش نظر یہ اہل کدورت کے جب ہوا
آئینہ دب کے رہگیا گرد ملال مین

اے میکشو شراب پیو شوق و ذوق سے
لیکن نہ فرق آئے کہین اعتدال مین

چشم سیاہ یار کا دلمین جو ہے خیال
سرمہ لگا رہا ہو نین چشم غزال مین

گلزار نظم مین ہین چمن بندیان نئی
ہر وقت تازگی ہے ہماری خیال مین

ہے آج میکدہ مین ہجوم قدح کشان
ساقی نہ امتیاز ہو در دو زلال مین

اکدن اسی طرح سے وہ چمکی تہی بدن
شمشیر حیدری کا ہے نقشہ ہلال مین

گر ہون نہ مستفید تو اپنا قصور ہے
کوئی کمی نہین کرم ذوالجلال مین

ملتی ہین ہم فقیر ہی رہتے ہین فاقہ مست
رہتے ہین بادشاہ اگر مست شال مین

سچ تو یہ ہے کہ کسی کسی کو خبر نہین
ساقی ہی مست ناز ہین ہم مست حال مین

رندون کو اسکے وصل کی سی لو لگی ہوئی
صوفی رہین مشاہدہ خط و خال مین

اوچہونکو وہ بیان نہین لاتا ہون نہین کبہی
اتنی جگہ نہین مرے بزم خیال مین

مل جائیگا جو بوسہ چشم سیاہ یار
پہولونگا سہرا باندہنگے شاخ غزال مین

ابرو سے قتل کا یہ اشارہ نہین کیا
مارا ہے رکھکے تیر کمان ہلال مین

اسکی روش سے فتنہ محشر ہی رنگ ہے
فتنہ قیام مین ہے قیامت نہال مین

ولہ

[illegible]

نہ جرأت آئیگا کوئی پاکدامنی یوسف پر — کہ عذر بیخودی شامل ہے تقصیر زلیخا میں

نکلجائیگی اوس کی خواہش دیدار مجنون کی — غبار دیدہ لیلی کو جو رحم آجائے صحرا میں

گمان جوہر مشق و خط سبز [illegible] — نظر آیا مجھے عکس آئینہ اوس روئے مصفا میں

ہو ترک صحبت ہمجنس بھی ہمجنس سے مشکل — ہو داغ موج اک نہنگا ہے آغوش دریا میں

قیامت میں غلط ہے یار کے دیدار کا وعدہ — نگاہ خورشید محشر کی نہیں ہے چشم حربا میں

نہیں ہے خوف انکی اژدر زلف سے کچھ — ہمارا نالۂ دل اک عصا ہے دست موسی میں

ہے دونوں عاشق و معشوق اسکی [illegible] — جو حسن یوسفی ہے تماشا ہی جلوہ زلیخا میں

سمجھا یا خصم عاجز کو بھی ہم نے پائمال ہے — جگہ دی خار کو دل میں جو در آیا کف پا میں

شکست طرۂ گیسو میں اپنے ڈھونڈتا ہی لیلی — بلند کا کل دل مجنون غبار دشت [illegible] میں

سفیر اس ترک کے ہمراہ کس آباد میں جنگے
رہینگی روح حافظ ساتھ گلگشت مصلا میں

نہ اون و مکان دل چھپ گیا ہے تنگنا میں — یہ وہ قطرہ نہا دریا ہے نکلا گرتے ہی دریا میں

زیادہ نعمتیں ہونگے کمی ہو گر تمنا میں — مزے عقبی کے سالک تجکو آجائینگے دنیا میں

لب جانبخش جانان سے جو ہو وصل مشکل ہے — حجاب خامشی مریم کی آئی ہے مسیحا میں

دل رم آرزو مجھ سے ہرگز رہ نہیں سکتا — شرر آسا درون سنگ ہے یہ کوہ صحرا میں

دیوان ... ۱۱۹

اب نہیں ... [illegible] ... رہی
ہو گئے ہم ... [illegible] ... دل دونوں

ایک ... [illegible] ... بچہ
ہیں ... [illegible] ... قابل دونوں

ایک کو حسن دیا اک کو بنایا عاشق
تیرے بندے ہیں ... [illegible] ... دونوں

جب نہ زر ہے نہ زمانہ ہے تو ہی نام خدا
... [illegible] ... دونوں

اسکے ابرو کا ... [illegible] ... کیا تو
ہیں ... قتل ... ہو گئے مائل دونوں

قیس و فرہاد کے قصہ کو وہ سنکر بولے
نکلے دہر سے کیا عاشق کامل دونوں

ہے کبھی ناز کا جھگڑے کا تقاضہ ہے کبھی
اسکو دو دن ... مانگتے ہیں دل دونوں

پیار کی ... [illegible] ... دو چھریاں ہیں
آج ... [illegible] ... دونوں

دل پہ داغ ... [illegible] ... ابر
اے ... [illegible] ... ہوتا ...

نہیں ... نیش حق آگاہ کو غم بحر امکان میں
چھپایا ہو ... موجوں طوفان میں

وہ دیوانہ ہوں ... قدم جب گلستان میں
... [illegible] ... چاک گریبان میں

ادھ جالا ... سر ... کو جو چاک گریبان میں
بلا کی روشنی دیکھی چراغ داغ ہجران میں

میرے ... ہمت ... گیا ... سب
اثر اب نام کو باقی نہیں مہر سلیمان میں

پھرا ہوں دشت وحشت میں ... [illegible]
چراغ دیدہ ... روشن بیابان میں

ولہ

[illegible]

بہار اب گلستان سے آنیوالی ہے بیابان مین
تقرب خاکسارونکو ہوا ہے اسکی حسرت سے
ہوا شاخ بیان سے میوہ شکر غذا حاصل
شب آدینہ میری روح کرتی ہے تلاش اسکی
زیارت کو پری و بیان عالم روز آتے ہین
میرے دل کیطرح شانہ بہی وان صد چاک رہتا ہے

عجب کیا پہول نرگس کے بنین شاخ غزالان مین
بلا کی ہے رسائی اس غبار عرش جولان مین
زبان برگ شگوفہ ہے ہر بلبل ہم زبان مین
مین شمع حسن کا پروانہ ہون گنج شہیدان مین
عجب رونق نظر آتی ہے درگاہ سلیمان مین
کہان جمعیت خاطر تری زلف پریشان مین

دکن مین اے سفیر اپنے بزرگ آسودہ ہین
ابہی تک صالح آباد اپنی ہی جاگیر ہے دکن مین

جو پہنی اوسنے زنجیر طلائی اپنی گردن مین
بہائے رات بہر آنسو خیال روئے روشن مین
لگی ہین دل سے شعلے آج عشق روئے روشن مین
ہم انکے ساتھ ہونگے موسم گلچین جو گلشن مین
جو عالی ظرف ہین رکہتے ہین وہ دلمین کدورت بہی
ہین گہوار کو اپنے لنگر تمکین سمجہتا تہا
لپیٹ کر آگئے ہین سانپ فتنے اس سہی قد کے

حرارت سے ... کی پیدا ہوئی صبح روشن مین
... ہوگئے ... خرمن مین
گریبان ... ہے آگے دامن مین
... دامن مین
بجز ... کہین ... داستان مین
قرار آیا ... لگین مین
... آستین کے کچہ ... دامن مین

قاتل کے ہاتھ میں گل جوہر مہک اُٹھے | حیرت کی جا ہے خنجر آہن میں پھول ہیں

پھولی شفق منیر وہ تارے نکل پڑے
محبوبۂ فرنگ کے دامن میں پھول ہیں

انگڑائی لے رہا ہے وہ سرو روانِ حُسن | دو ہاتھ چاند سے بھی زیادہ ہے شانِ حُسن

کیفیتیں اٹھاؤں نہ کیوں میکدہ میں روز | ساقی کی چشم مست ہے جادو بیانِ حُسن

بھاتی ہے کس کو خوانِ ملامت کی نعمتیں | ہو عقل گر تو عشق نہ ہو میہمانِ حُسن

ناز و ادا ہی اُس کے جلیس و ندیم ہیں | بیچھی ہوئی ہے مسند سلطانِ شانِ حُسن

گوشہ میں رہ کے پائیں حسینوں نے شہرتیں | عنقا صفت نہ گم ہوا نام و نشانِ حُسن

ای گلر خو غرور یہ دو دن کے واسطے | ہوگی بہار سے نہ مبدل خزانِ حُسن

خورشید شاعری کو عروج اے منیر ہے
کیوں کر نہ ہو زمینِ غزل آسمانِ حُسن

میں نقشبندِ صورتِ ماضی و حال ہوں | دل کی صفا سے آئینہ دارِ جمال ہوں

اوج کمال پر مری طبع رسا ہے اب | طغرا نویس ابروِ رشکِ ہلال ہوں

بوسہ لیا تو چڑھ گئی تیوری جلال میں | کھٹکتی ہے اُسکی آنکھ میں خونی غزال ہوں

کھٹکا ہے خال دانہ گندم ہوں خلد کا | آدم فریب ہوں میں علیم المثال ہوں

ولہ

ولہ

خوف سرپنجۂ شاہین قضا کچھ بھی نہیں
طائر روح کو کسطرح نہ غافل سمجھیں

ہیں وہی اپنی حقیقت سے جہاں میں واقف
مور کو بھی جو سلیماں کے مقابل سمجھیں

دل بیمار نے تکلیف اٹھائی ہے بہت
زلف جاناں کو نہ کیوں شام کی منزل سمجھیں

مرثیہ اپنا سنانیکے لیئے آتا ہوں
اپنی محفل کو نہ وہ عیش کی محفل سمجھیں

خوں بھرا آبلا ہے کہ جاری ہیں لہو کے چشمے
دہن زخم کو بسمل لب ساحل سمجھیں

روح میں آگئی پرواز کی طاقت اسسے
کیوں نہ خنجر کو پر طائر بسمل سمجھیں

پی لیں جو دقاضی و مفتی بھی مئی آتش فام
اس کو کمبخت اگر گرمئی محفل سمجھیں

لیلئی روح ہے پنہاں جسد انساں میں
چار دیوار عناصر کو بھی محمل سمجھیں

لب ساحل کبھی آنکلیں جو دیوانے ترے
موج دریا کو بھی دیکھیں تو سلاسل سمجھیں

دو گھڑی برق ہی آجائے سیہ خانے میں
رعد کے شور کو آواز جلاجل سمجھیں

خود پسندی انہیں دیوانہ ہی کر دیگی ناز
اپنے گیسو کو پریزاد سلاسل سمجھیں

دل پھڑک جاتے ہیں اُستاد تیرے کیسی تعریف
تیرے ابرو کو نہ کیوں مطلع بیدل سمجھیں

نفس کو حلقۂ فرماں میں جو رکھتے ہیں مضطر
شیر کو بستۂ فتراک و سلاسل سمجھیں

دکھاتی داغوں نے دل کی بہار غربت میں
بنا ہے سینہ مرا لالہ زار غربت میں

وہی بخشیگا واں بھی نعمتیں یاں جیسے بخشی ہیں
نمک پرورده پائینگے حلاوت شور محشر میں

رگیں ہی ہمہ تن مشتاق ہوں دست قاتل کے
ملی ہے آب خنجر کی حلاوت شیر مادر میں

انا الحق کی دہائی میکدہ میں پھیر دیں ہم بھی
چھکا دے ساقی منصور گر ایک ساغر میں

خراج ہفت کشور ہفت آرائش ہے جیسے
تپاں شاہوں کی بھی دل ہیں ترے پیکر میں

جو خم سر بستہ ہوتا ہے تو مے بے زور ہوتی ہے
خموشی اپنی کام آئی ہے اکثر بزم دلبر میں

تجلی گاہ عرفاں بنگیا دل سوز الفت سے
چراغ طور کی سی روشنی ہے اب مرے گھر میں

اگر ہمت ہے گر تجھ میں قدم ناقے سے آگے ہو
نہیں بیٹھنے کا وقت قیس عامری گھر میں

قیامت ہیں اٹھیں گر حسن روئے یار کے عاشق
وہ سینہ ہو نہ ہینگے اپنا چشمہ خورشید محشر میں

ہجوم آرزو میں آجکل پوشیدہ دل یوں ہے
نہاں دارالشکر جس طرح ہو غرض لشکر میں

کہاں دیتے ہیں ساتھ اہل کدورت پاکبازوں کا
صفا آئینہ میں جو ہے کہاں سد سکندر میں

سفیر اچھا کہا مصرع اسیر نکتہ پرور نے
سلیماں بنگئے ہیں مور ہے قاتل کے خنجر میں

بیدرد کو مری شب غم کی خبر کہاں
اب ہیں کہاں ستارۂ صبح اثر کہاں

کیوں کر ہو سیر باغ جو چھوٹوں قفس سے بھی
جذبہ وہی ہے دل کا مگر بال و پر کہاں

ریگ رواں کیطرح ہم آوارہ ہی رہے
دل ہیں کسیکے خانہ خرابوں کا گھر کہاں

برگ خزاں کی طرح ہے بیچارہ جان عشق
رنگ رخ سفیر اڑا دور اشتہر کہاں

ولہ

جب ہوائے شوق مجنوں رو بہ ہمہ تن دیں — پردۂ لیلیٰ کی خاطر پردۂ محمل کہاں
ہو مقابل یار کے رنگ قمر داغ قمر — اسکی ایسی شکل کب ہے ایسے ایسے تل کہاں

دل پھڑک اٹھتا ہے سنکر مصرع آتش سفیر
زخم ہنستے تھے کسیکے منہ پر اسی قاتل کہاں

تامل کیوں سفیر خستہ کی حاجت روائی میں — مرے مشکلکشا کیا دیر ہے مشکلکشائی میں
میں صبح عید کا قائل ہوں اخلاص و صفائی میں — گلے ملتے ہیں دشمن بھی لباس آشنائی میں
وہی اچھے رہے مشہور تھے جو بیوفائی میں — کیا شکوہ تو ڈنکا بجگیا ساری خدائی میں
وصال یار سے ہرگز تسلی ہو نہیں سکتی — بہت ہیں دل کو پیچ و تاب بحر آشنائی میں
خدا نے دل کو میرے جام استغنا بنایا تھا — تیونکے عشق نے کاسہ کیا اسکو گدائی میں

سفیر اس قحط سالی کا برا ہو کیا کریں چارہ
ہوا جاگیر سے حاصل نہ کچھ بھی بن چرائی میں

پھر تماز آئیں حسین عید گاہ میں — لائیں نہ برچھیوں کو چھپا کر نگاہ میں
ہمراہ نفس دل بھی ہے حال تباہ میں — یوسف کو لیکے کود پڑا گرگ چاہ میں
ہر اپنی آہ معرکۂ عشق میں بلند — رایت ضرور چاہیے قلب سپاہ میں
کب تیرے خاکسار کو رفعت ہوئی نصیب — اٹھ اٹھ کے بیٹھتے ہی رہی گرد راہ میں

روز و شب کرتی ہی ہتی ہی اشارہ رحمت کے | لطف آیا ہے ہمیں دیکھ کے گنہگاروں میں

اوسکے رخساروں سے تشبیہ نہ دینا تھا منصف
پھول بھی آج گراں ہوگئے بازار دل آزار میں

چمک جو دُر میں ہے آہ پر شرر میں نہیں
کچھ امتیاز مگر آپ کی نظر میں نہیں

فلک سے نوک کی لیتا ہے نالہ شبگیر
خدنگ ناز تو پنہاں کوئی جگر میں نہیں

سوائے رزق مقدر ملیگا کیا ہم کو
حضر میں کونسی نعمت ہے جو سفر میں نہیں

جو سنکر صف محشر ہو دیکھ لے آکر
وہ فتنہ کیا صف فتنہ گران شہر میں نہیں

یہ روک ٹوک ہے مستوں کیلئے ساقی
گڑا خزانہ کوئی میکدے کے در میں نہیں

تھکا کے بخت مجھے لائے قبر کی جانب
اب اپنے گھر میں ہوا آرام سفر میں نہیں

فلک مٹائے مٹا تا ہے جنکو مثل حباب
ہوا غرور و ہوس کی ہوا ہی سر میں نہیں

شاہد ہے سینہ نمایاں ہے قدرت خالق
کرم میں اُسکے جو وسعت ہے بحر و بر میں نہیں

جہاد نفس سے ہوا ہے میں قناعت کی
گذر بھی تیر حوادث کا اس سپر میں نہیں

یہ سچ ہے میں تو سیہ کار و رند ہوں ناصح
چھٹا ہوا کوئی تجسا بھی شہر بھر میں نہیں

سر نیاز جھکا حق کے آگے ای سلطاں
یہ لطف تاج مرصع میں اور جیغہ میں نہیں

ستم کیا غلط انگاری تہمتن نے
یہ تھا خیال کہ سہراب باختر میں نہیں

ہوا ہے آج درخت امید بار آور
مزہ جو تیرے بھی پھل میں ہے وہ ثمر میں نہیں
خوشی سے جا کے گوشہ ہوئی تمنا ...
منصف ...

ولہ

بہار سبزۂ مینائے مے ہے نزہت بخش — ہوائے لالہ و گل میکشوں کے سر میں نہیں
ہمارے پارۂ دل لعل شب چراغ ہیں سب — جو روشنی ہے یہاں شمع کے بھی گھر میں نہیں
رکھا سدا مجھے وارفتگی نے خانہ بدوش — قرار سیل کی مانند دشت و در میں نہیں
ذرا ٹٹول تو لینے دے مجھکو اے قاصد — ہمیں سے اُڑتا ہے کیوں یا نہ خط کمر میں نہیں
وہ گل ہوں سر سبد باغ روزگار ہوں میں — ہزار شکر کہ گلچیں تری نظر میں نہیں
تڑپنا لوٹنا بسمل کا دیکھ تو اے برق — یہ کروٹیں وہ ہیں اب تک تری نظر میں نہیں
مری نگاہ سے لڑتی رہی نگہ اُن کی — اثر جو اسمیں ہے وہ غیر کی نظر میں نہیں
وہ کھل اُٹھے خبر مرگ سنکے عاشق کی — کہ دیکھنے ہی کا پتلا ہے کچھ بشر میں نہیں

سفیر وہ دُر دریائے سرمدی ہیں ہمیں — یہ آبروئے محیط گہر گہر میں نہیں

یوں شب غم ترے بیمار بسر کرتے ہیں — ناتواں نبض کے مانند سفر کرتے ہیں
شاد کر دیتی ہے شیریں سخنی موذی کو — ہم سلیمان دل مور میں گھر کرتے ہیں
اپنے سائے میں محبت سے بٹھاتے ہیں مجھے — دشت غربت میں یہم احسان شجر کرتے ہیں
فرق شیشہ کی طرح ظاہر و باطن میں نہیں — اسطرح رند قدح خوار بسر کرتے ہیں
آگیا باغ میں سلطان بہاری کا قدم — دُم کو کھولی ہوئی طاؤس جنیوہ کرتے ہیں

ولہ

بحر الفت میں خدا ہی دل کو دے صبر و سکوں
کسطرح کشتی تھمے جب زور لنگر میں نہیں

ہے اگر چشم بصیرت سیل و فوارہ کو دیکھ
عاجزی درویش میں جو ہے تونگر میں نہیں

ہیں گراں جانوں میں ہم گو ہو سبک روحیں تم
نازکی جو پھول میں ہے تیرے پیکر میں نہیں

ہے بیابان دل محبوب جنوں
دل میں جو وسعت ہے وہ صحرائے محشر میں نہیں

قتل ابرو کے اشارے سے ہم ای قاتل ہوئے
بانکپن جو تجھ میں ہے وہ تیرے خنجر میں نہیں

آئینہ دیکھا تو شکل نا امیدی بول اٹھی
قطرۂ آب بقا بخت سکندر میں نہیں

نعمتیں پاتے ہیں ایسی ناز پروردہ ترے
جو حلاوت ان میں ہے وہ شیر و شکر میں نہیں

نامہ بر کو دیکھئے سیر چمن بیکار ہے
کونسا وہ گل ہے جو میرے کبوتر میں نہیں

دل جو پہلو میں نہیں اعضائے تن ہیں مضمحل
ابتری کیونکر ہو سردار لشکر میں نہیں

اے پری زیبا ہے اب تیرے لیے ساتوں سنگار
ایسی سج دھج کا حسیں حور بہشتی میں نہیں

تاج کیسا سر کٹیگا دور ضحاک کی ہے یہ
فر ہی جمشید اب طالع کے اختر میں نہیں

قاقم و سنجاب سمجھو کہنہ جامے کو سفیر
آبرو جو اسمیں ہے دیبائے شستر میں نہیں

ہے طوفان عداوت جوش زن اک کے دل میں
گرہ بنجاتی ہے جو موج ہی آغوش ساحل میں

نہ آیا فرق اگر عشاق کی بیتابی دل میں
بھینگی کشتیاں کشتوں کی آب تیغ قاتل میں

شہر نکبر عجب کیا جو ہر شمشیر اڑ جائیں
تن آسانی انہیں کی دشمن جان الکبد ہوئی
کسی رنگیں ادا کی یاد میں اشکوں نے سینچا ہے
پسند خاطر مجنوں ہے چوب خشک کیوں ہوتی

غضب کی آگ بھڑکی ہے دل بیتاب بسمل میں
صدف ساں پرورش پاتی ہے آغوش ساحل میں
سدا سرسبز ہے نخل تمنا گلشن دل میں
بہار طرۂ لیلیٰ اسی آرائش محمل میں

سفیر اُسکو بھی ہو معلوم جانباز الفت ہوں میں
عجب انداز سے پہنچے ہیں ہم بھی کوی قاتل میں

کب خون گرم سے ہی چمکے دل کے داغ میں
کوثر کی دہن لگی ہوئی ہے تیرے مست کو
آشوب دہر سے نہیں بچتا کوئی بشر
افسردہ مجھکو دیکھ کر افسردہ دل ہوئیں
بس ہے یہی علاج خمار شبینہ کا
بے اعتبار عیش و نشاط زمانہ ہے
دل بستگی ہے غنچہ کے مانند چارسو
شاید کہ میکدہ کی طرف سے گذر ہوا
زحمت یہ کیوں ہے خضر کو بھی بہکا دیا

ذاتی ہے روشنی گہر شب چراغ میں
بوئے بہشت آتی ہے ساقی دماغ میں
ملتا نہیں ہے امن کا گوشہ فراغ میں
خاموش بلبلیں نظر آتی ہیں باغ میں
ساقی پلا شراب ہے کلفت دماغ میں
رنگ شکستگی ہے ہمارے ایاغ میں
دم بھر شگفتگی نہ رہی اپنے باغ میں
مستانہ آ رہی ہے نسیم آج باغ میں
گلگشتگی شریک ہے میرے سراغ میں

و له

جو سعدی کی گلستان دیکھتے ہیں	بہار باغ عرفان دیکھتے ہیں
نہیں تھمتے نہیں تھمتے یہ آنسو	شب و روز ایک طوفان دیکھتے ہیں
سیہ برق و باد میں کیا دشمنی ہے	سدا دست و گریبان دیکھتے ہیں
کھلاتی تو ہے اے موج صبا گل	تجھے بھی ہم پریشان دیکھتے ہیں
وہ کہنا میرا دیکھو دل کی حالت	وہ کہنا اوس کا ہاں ہاں دیکھتے ہیں
جو یاد آتی ہے اوس کی چاندنی شکل	تو روئے ماہ تابان دیکھتے ہیں
گرا ہے جس جگہ خون شہیداں	وہیں کان بدخشاں دیکھتے ہیں
ہمیں بھی شعر یاد آتے ہیں اپنے	جو بلبل کو غزل خواں دیکھتے ہیں
حسین جو ہے وہ دشمن جان کا ہے	اوسی کو دل کا خواہاں دیکھتے ہیں

سفیر اوستاد یاد آتے ہیں جس دم
تو ہم حضرت کا دیوان دیکھتے ہیں

اصفہان یار بھی جو عدو ہو تو غم نہیں	نالہ مرا خدنگ تہمتن سے کم نہیں
اوراق گل پہ حال گلستان رقم نہیں	کیا کیجیے چمن میں دوات و قلم نہیں
بدلے ورم کے گیہوں زخم تو نمیں خاک اوڑو کو	فوارہ سان جو بارش ابر کرم نہیں
سرشار ہے سفیر شراب حدوث سے	کب دل میں یاد ساقی بزم قدم نہیں

[illegible]

برار کو بھی حضور نظام لیتے ہیں

۱۳۰

برہمن کیا وہ یاں نہیں ملتا ؛	جس کو تو ڈھونڈہتا ہے گوکل میں
دل پرشور کو مرے باندھو ؛	یہ بھی گھنگرو بجیگا چھاگل میں
اپنے مشکل کشا کے ہیں صدقے	مشکل آسان کی ہے اک پل میں
نشہ میں پاگل ہوے ہیں شیخ	پھنسگئے سیکدے کی دلدل میں
مشعلی کو تم اپنے حکم یہ دو	خون میرا جلائے مشعل میں
ایک سے ایک بڑھ کے ہے محبوب	مانگ صندل میں صندل انچل میں
وصل ہونا ہے گر تو ہو جائے ؛	فرق بتلاؤ آج میں کل میں
کچھ سمجھ میں مرے نہیں آتا	کیا چھپاتے ہیں آپ آنچل میں
دیکھئے آپ اپنی جلد بدن	ایسی نرمی کہاں ہے مخمل میں
ہے شب وصل باندہئے جوڑا	پھر نہ او لجھینگے بال ہیکل میں
دو دو دل میرا جائے کیوں برباد	یہ بھی شامل ہو تیرے کاجل میں

عرس ہے کل سیفر صاحب کا
دیکھو آنا ضرور صندل میں ؛

ولہ

وہ باتوں باتوں ہی میں انتقام لیتے ہیں	خطا کسی کی ہو میرا ہی نام لیتے ہیں
وقار شیروں کا شیر دکنے دل پہ چھوڑی	بہادروں کا بہادر سلام لیتے ہیں

[illegible]

کی جو خواہش تو گرجتے ہوئے بادل آئے
کون کہتا ہے کہ زندوں میں کرامات نہیں

جامعیت کا بہت یاروں کو دعوا ہی سہی
حضرت نظم میں جو بات ہے وہ بات نہیں

ہاتھ جل جائے حریفوں کا مگر پیارے ہیں
لعل دیا قوت دہکتے ہوئے انگارے ہیں

بے خبر شہر کی حالت سے نہیں ہو سکتے ہیں
جتنے ہیں غول بیاباں مرے ہرکارے ہیں

سر سودا زدہ فکر سر و ساماں میں نہیں
گرد باد آج تو لے اوڑ کے غبارے ہیں

اپنے ہونٹوں کا کسی دن تو سنو ہم سے وصف
لعل رنگت میں مزے میں وہ شکر پارے ہیں

روزن در ہی سہی یا رخنہ دیوار سہی
رات دن چہرۂ محبوب کے نظارے ہیں

کوئی اغیار سے بگڑے تو بنا لیتا کیا
سب برا کہیں انہیں آپ کو تو پیارے ہیں

ہوں وہ سرگشتہ میں ہمدرد ہو لاکھ گشتہ ستم
وہ بھی تو گردش تقدیر ہی کے مارے ہیں

روتے ہی روتے ہوا دل کا خزانہ خالی
میری آنکھوں سے رواں خون کے فوارے ہیں

غنچے اطفال ہیں گلشن میں صبا دایہ ہے
شاخیں اشجار کی ہلتے ہوئے گہوارے ہیں

یوسف دل کو یہیں ڈھونڈ نکالینگے سہی
کوچۂ یار میں دو چار تو اندارے ہیں

کیسی بزم میں ہم جان سے بیزار بیٹھے ہیں
ادھر اغیار بیٹھے ہیں ادھر اغیار بیٹھے ہیں

مثل منصور انا الحق ہی کہے جاؤنگا
جو کہ حق پر ہوں زباں اونکی بدلنے کی نہیں

سطرح آئی ہے ظالم یہ طبیعت میری
کوئی امید ہی اب اپنے سنبھلنے کی نہیں

جان حاضر ہے میری غیر سے ملنا ہی تو چھوڑ
صاف کہتا ہونگہ یہ ضد تری چلنے کی نہیں

ہتکڑی ہو کہ ہو زنجیر مرے قتل کے وقت
ایک کے منہ سے بھی آواز نکلنے کی نہیں

سنگ در سے تری ہٹنا نہیں کر کر تک
صبر اب آگیا تقدیر بدلنے کی نہیں

ہے نگہ اونکی طرح تیری بھی نرگس لیکن
یہ چھری وہ ہے ترے ہاتھ سے چلنے کی نہیں

دختر رز کو لگا نا کہیں منہ زاہد
رنگ یہ اپنی طبیعت کا بدلنے کی نہیں

گرمئی آہ مرے بس میں یہ کہتا ہے ضبط
شعلہ نکلے گر منہ سے نکلنے کی نہیں

وہی اقرار وہی قول وہی وعدہ ہے
تم بدل جاؤ زباں اپنی بدلنے کی نہیں

کس لئے کوچہ سفاک میں بیٹھے ہو شفیق
لاکھ تدبیر ہو تقدیر بدلنے کی نہیں

درد نغمہ بنگیا ساقی دل رنجور میں
موج مے کا تار ہوگا کاسہ طنبور میں

صبحدم کھلتا ہے یاد عارض پر نور میں
پھول داغ دل ہے اپنا شاخ نخل طور میں

صاحب جوہر کی ہر جا ہر محل پر قدر ہے
کون پوچھے اوس کو گر خوشبو نہو کافور میں

کیا ہوا تھا اس کو کیوں لفظ انا الحق کہہ اٹھا
کس کا جلوہ تھا الہی دیدہ منصور میں

ہجر کی شب نالے کرتا ہوں میں سنکر بار بار
زخم تار رگ جاں ہے صد اطنبور میں

ای صبا نکلیگا چشم تر سے یوں لکا غبار
اُن در دوارے کی مٹی لا کے بھر ناسور میں

صبح سے بھی ہیں زیادہ اسکو رکھتا ہوں عزیز
خال دلبر کیسی ظلمت ہے شب دیجور میں

شیخ کیوں طاعت پہ نازاں ہے تجھے پائیگا جزا
یہ بھی ممکن ہے نہ دیں اجرت کف مزدور میں

کیوں ہوئی ہم سے بیدا زخم میں لگی چمک
چاندنی تھی اُسکے چہرے کی مگر کافور میں

میکدے سے ابر بھی پیکر کہیں اُٹھا نہ ہو
لال ڈورے نشے کے ہیں دیدہ مخمور میں

اپنا اپنا بخت ہے جنت میں بھی سن اے واعظا
سایہ طوبے میں تو ہیں سایۂ انگور میں

ساعد سیمیں کف رنگیں ہے پیر میکش فدا
ساقیا مے انگور دینا ساغر بلور میں

فرق مجھ میں تجھ میں واعظ بھی اتنا ہی ہے
میں پری کی فکر میں ہوں تو تلاش حور میں

دہر میں ثابت قدم کی آن جاتی ہے کہاں
مرتے دم تک اوج ہی تھا طالع منصور میں

برق شمع طور سے بڑھکر ہے داغ دل میں امیر
روشنی اتنی نہیں ہوتی چراغ دور میں

ہو نہیں سینہ چاک دور چرخ بے بنیاد میں
مثل گندم پس رہا ہوں آسیائے باد میں

عشق شیریں کا جو نشہ تھا سر فرہاد میں
پھوٹ نکلا رنگ مے جوش بہار کیاد میں

غم جو اُس کا بس گیا ہے خاطر ناشاد میں
نوبت جنگ جدل پہنچی ہے چار اضداد میں

ردیف واو

سلام

تھی نزاکت جس قدر تصویر تیری کھچ گئی	موج اب باقی نہیں ہے خامۂ بہزاد میں
مان کہنا جا خدا حافظ ہے تیرا اے امید	رہ کے تو اب کیا کریگی خاطرِ ناشاد میں
روز و شب سے کیا غرض ہے محو فریاد کو	اینٹھکر میں سو رہا ہوں سایۂ شمشاد میں

نظم سا بھی کوئی نقادِ سخن ہے اے سفیر
شعر اپنے ہیں جواہر دیدۂ اُستاد میں

کیا شک ہے حُسنِ لعبتِ بیعیل میں	لیکن غضب ہے دَور و تسلسل دلیل میں
ہوں غرق بحرِ رحمتِ ربِ جلیل میں	سارے گناہ دھو گئے ہیں سلسبیل میں
کیا گالیاں جہاں کی ہمیں کر و گے ختم	کچھ تو بچا کھچا رہے خوانِ خلیل میں
رہتا ہے ہمکو روزِ قیامت کا سامنا	فتنوں کو گھر ملا تری چشمِ کحیل میں
دنیا میں اپنی پیاس بجھائیگا چرخ کب	پانی کے بدلے خون رکھا ہے سبیل میں
موسیٰ کو پار اتار دیا کارساز نے	فرعون کو ڈبو دیا دریائے نیل میں
عشقِ خدائے پاک میں ڈوبا ہوا ہوں میں	کوثر میں ہے یہ موج نہ یہ سلسبیل میں
ہارے جو دل مقدمۂ عشق کیا عجب	میں کیا کروں کہ دم ہی نہیں ہے وکیل میں
انکار پیشِ داورِ محشر محال ہے	قاتل کا عکس رہ گیا چشمِ قتیل میں
آئی بہار داغِ جگر سب ہرے ہوئے	پھولوں کی کچھ کمی نہیں باغِ خلیل میں

بنائے مجلس ماتم ہے بعد نالہ کشی
طیور سجتے ہیں جسطرح آشیانوں کو

یہ کی امام کی اے اہل کوفہ بھائی
یہ کس کے خون میں رنگیں کیا سنانوں کو

سخن سے دل شکنی ہو تو خامشی بہتر
خدا کے واسطے روکے رہو زبانوں کو

وہ آئے حضرتِ عباسؑ صف شکن دیکھو
وہ چمکی برق وہ لرزہ ہوا نشانوں کو

کڑی پڑی تھی نہ جبتک یہ زعم باطل تھا
کہ کھینچ لیتے ہیں ہم بھی کڑی کمانوں کو

سکینہ کہتی تھی در چھین کر مرے بابا
لعین نے کردیا مجروح آج کانوں کو

جو ضعف سے نہیں چلسکتے راستہ بھی
سناں کی نوک سے زخمی کیا ہے شانوں کو

جنھیں ہے ناز بہت دولت لب جدید پر
وہ لوگ بیچتے پھرتے ہیں استخوانوں کو

گماں ہو نغمۂ آہنگ لن ترانی کا
اگر سنے ادنی گو مرے ترانوں کو

لہو میں ڈوب کے انصار شاہ کہتے تھے
خضاب کی نہیں حاجت کبھی جوانوں کو

سمجھے تو خاک میں ملنا نہیں ہے اے منعم
زمیں میں گاڑ کے رکھ چھوڑ نا خزانوں کو

کریم و رازق و رزاق اسکو کہتا کون
زمین سے نہ اگاتا اگر وہ دانوں کو

کیا ہے نوک زباں سے قلوب کو تسخیر
سفیر کہکے اڑاتے ہیں ہم نشانوں کو

جمع دل میں حسرتوں کا کارواں اتنا تو ہو
ناک میں دم آ بلے آ ہو لگا دیوان اتنا تو ہو

وله

وله

[illegible]

اکھاڑہ پہلوانوں کا ہے یہ بازیگہ دنیا
بہت فتوے لکھا کرتے تھے جو منگسیا تکیے
عجب کیا نوع انسانی پہ ہو ہر عشقیں کی تغیر
شکست رنگ دشمن کو بھی سمجھے ہے شکست اپنی
ہے زاہد مردہ دل میں تجھ مصافح ہو نہیں سکتا
سما سکتا نہ تھا جلوہ کسی کا روزن دل میں
پریشاں جلوہ ہے وہ حسن ہرجائی زمانہ میں
بھرا ہے دل مرا غم سے نہ ٹھنڈی سانس بھر ناصح
کوئی دلسوز دنیا میں کسی کا ہو نہیں سکتا

شکستِ رنگ حسرت جان و دل اہل تماشا کو
اسی سے شیخ ہی کا سر ہے توڑا میں نے مینا کو
نہیں ہے تاک میں وہ کیف جو حاصل ہے صہبا کو
بہ رنگ موج چشم قہر سے دیکھا نہ دریا کو
لگانا ہاتھ ہے ممنوع شرعی جسم ہوتا کو
بقدر داغ بخشی روشنی داغ سویدا کو
جگہ آئینۂ دل میں نہیں بال عنقا کو
نسیم صبح بھی بیتاب کر دیتی ہے دریا کو
بہار گریۂ مستاں ہے خندہ طبع مینا کو

سفیر اُس شاہ کے نعلین بردار و نہیں کھلا ہے
ید بیضا پہ بھی ترجیح ہے جسکے کفِ پا کو

آتی نہیں شرم ہو وفا کو
رہ رہ کے وہ دل کو پیستی ہے
ہے پیر مغاں کے ہاتھ میں چوب
ہے دل شکنی کسی کی اچھی

دیتا ہے جو پیچ میں حنا کو
کیا کہیے چشم سرمہ سا کو
موسیٰ نہیں پوچھتے عصا کو
دیکھو نہ بُری لگے خدا کو

[illegible]

مجبور ہیں منیرہ دنیا کی چاہ میں
تیرن کی طرح کون گرے گر کنواں نہو

سوداگرانِ جنس خرد جانتے ہیں سب
ممکن نہیں کہ سود کے پیچھے زیاں نہو

بھرتی ہے اُن کے کان نسیم سحر ضرور
کیوں گوش گل میں نغمۂ بلبل گراں نہو

کہتے ہیں آج دیکے مجھے بوسۂ دہن
دیکھو کہیں یہ راز کسی پر عیاں نہو

نام و نشاں مٹائے ہیں شاہوں کے اے سپہر
تیری جلو میں کیوں علم کہکشاں نہو

پھولوں سے یوں بھرا نظر آئے یہ صحن باغ
گلریز اگر مری نگہ خوں فشاں نہو

پھینکا ہے اُس نے سنگ لحد بھی اکھاڑ کر
میری طرح جہاں میں کوئی بے نشاں نہو

کچھ دل سے باتیں کر نہیں ہوتا ہے غم غلط
بنجائے جی پہ جو یہ مرا رازداں نہو

قسمت سے آگئی ہے مرے گھر شب وصال
مسجد میں تا بہ حشر الٰہی اذاں نہو

کافر ہوں پھر جو شکوۂ بیداد میں کروں
اس کا اگر شریک ستم آسماں نہو

وہ چال چل کہ خلق تجھے آفریں کہے
وہ بات کر کہ دل پہ کسیکے گراں نہو

نکلے کسی سے دل کی تمنا محال ہے
جبتک سفیر تم پہ خدا مہرباں نہو

ولہ

یارب نہ مجھ فقیر کی ہستی تباہ ہو
اٹھکر غبار چتر سر بادشاہ ہو

تیرا گدا بھی مایۂ صد رشک شاہ ہو
جو داغ ہو جبیں پہ کیانی کلاہ ہو

ہوگا ضرور صاعقہ افگن جمال دوست
پرچھیں یہ شرط ہے کہ دل دادخواہ ہو

ہو اسکی دشمنی بھی مرے حق میں دوستی
چاہے اگر خدا تو عدو خضر راہ ہو

تائب ہو زہد خشک سے اپنی اگر تو شیخ
اسلام میں نہ بادہ پرستی گناہ ہو

شاہ دکن سعید سلامت رہے سدا
یا رب سے بڑھ کے صولت و اقبال و جاہ ہو

وله

نوکری میں بھی نہ بھولے ابروِ خمدار کو
نذر میں تلوار دکھلاتے ہیں ہم سرکار کو

اک نظر بھی دیکھنا ہے بار چشم یار کو
ہے تقاضا سرمہ کا ڈورا ہر دم بیمار کو

عید گہ سے آج اپنا بچ کے آنا ہے محال
باڑھ دی سرمہ نے پھر تیغ نگاہ یار کو

وزن اک تو نیکا بھی شمشیر قاتل میں نہیں
کیوں نہیں پھر یکبیں تولوں آج اس تلوار کو

جھانکتا ہے یاں سے اکثر آکے وہ پردہ نشیں
چشم آہو جانتا ہوں روزنِ دیوار کو

حشر کا دن بھی ہوا لیکن نہ تو آیا نظر
ہائے پیاسا ہی رکھا اس تشنۂ دیدار کو

لغزشِ مستانہ پر جلتا ہے طاؤس مست
نشہ کے عالم میں لگتی ہے نظر رفتار کو

میرے نالوں کی صدا بھی ملکی ہو گر بند اور
چھیڑ ہاں مطرب پسر تو ساز کے اب تار کو

تم تو کوٹھے پر بھی اب ملتے نہیں ہو مجھ سے حیف
طور پر حق نے بلایا طالب دیدار کو

دوپہر ہوتی ہے کوٹھے سے اترنے کے لئے
تم نے سکھلا دی نزاکت سایۂ دیوار کو

ولہ

[illegible]

طول شب فراق سے گھبرا گیا ہے دل	شاید یہی درازیِ روزِ جزا نہ ہو
دل کا رفیق کون پریشانیوں میں ہے	دریا پہ بھی میں جاؤں تو موج آشنا نہ ہو
ترک خودی کا اہل فنا کو ملے نہ لطف	اُس بحرِ معرفت سے جو دل آشنا نہ ہو

سب موئے تن زباں بھی جو بنجائیں اے ظفر
کچھ شکر اُسکے فضل کا مجھسے ادا نہ ہو

صادق القول ہوں ایماں کا ہے دعویٰ مجھکو	مردِ مومن ہوں علی سے ہے تولا مجھکو
خواب میں بھی نہ جدا عاشق و معشوق ہوئے	ساتھ یوسف کے نظر آئی زلیخا مجھکو
شکوہ ہے وادیِ ایمن میں تلاش اُس بت کی	مل گیا ہے جو چراغ یدِ بیضا مجھکو
اُس پری رو کی محبت میں یہ توقیر ہوئی	تخت پر اپنے سلیماں نے بٹھایا مجھکو
گوشۂ دل میں مرے سیکڑوں سناٹے ہیں	دے جگہ بھول کے دامن میں نہ صحرا مجھکو
شب ہجر انکی سیاہی ہے کہ ہوں میں گم	ڈھونڈھتے ہیں لیکے چراغ رخ زیبا مجھکو
متلاطم مری کشتی ہے ہوائے غم سے	پیچ و تاب اپنے ہی دل کا ہوا دریا مجھکو
خال رخسار صنم کی ہے شباہت اسمیں	دل سے پیارا ہے سواد داغ سویدا مجھکو
خط لکھوں گوشۂ عزلت میں تو بھیجوں کیونکر	کون قاصد ہو کبوتر بھی ہے عنقا مجھکو
دید کا اُسکی جو میں حشر میں قائل نہ ہوا	دیکھ کر ہنسنے لگے اہل تماشا مجھکو

ظلمت ہند سے کس طرح نہ گھبرائے ظفر
اب طلب ہے کہ دکھائے یا شاہ خراساں مجھکو

ولہ

[illegible]

چلتی تھیں سفیر کیسکی بہادری
ہو عشق شیر کو بھی تو غم کا نوالہ ہو

کیا روز و شب سے بحث ہے جب لاجواب ہو	تم گھر میں ہو چراغ چمن میں گلاب ہو
بزم جہاں میں ہے وہ سعادت مجھے نصیب	سُن لے اگر تو جل کے ہما بھی کباب ہو
دھوئے جو اپنے پاؤں وہ سیمیں بدن کبھی	خورشید آفتابہ لگن ماہتاب ہو
کرتے ہمارے ساتھ رفاقت تو جانتے	تم رشکِ آفتاب ہو یا ماہتاب ہو
ایسا گناہگار ہوں پھینکا اچھال کے	گھٹتی ہے گور کیوں مری مٹی خراب ہو
آجائے لطف دونوں سمندر اگر لڑیں	دریا اُدھر ادِھر مری چشم پرآب ہو
میخانے کو نہ دیکھ حقارت سے ای فلک	چمکے اگر تو قطرہ مے آفتاب ہو
ساحل پہ میکشی کا مزہ ہے شباب میں	جو موج آئے خندہ جام شراب ہو
تڑپا رہے ہو عاشق ابرو کو کس لیئے	تلوار پھیر دو جو گلے پر ثواب ہو
اے شہسوار تو نے سواری ہی چھوڑ دی	بیخواب کسطرح سے نہ چشم رکاب ہو

کھینچیں سفیر ہم بھی نجف میں خدا کرے
یہ سر ہوا و نہ علی ولی کی جناب ہو

رکھتا ہے دوست نزع میں بھی مال و جاہ کو	ایذا نہ وقت مرگ ہو کیوں بادشاہ کو

وله

رقیب رو سیہ بھر عیادت لیکے خط آیا
مبارک ہو یہ مرگ تو مریض شام ہجراں کو

سبکروحی سے ہمرنگ صبا جب ہے جسم لاغر
میں اکثر پھاند کر جاتا ہوں دیوار گلستاں کو

ادھر سے بادہ چشم ادھر سے بادۂ کشمر
منگا لیں گے ذرا آنے تو دو فصل زمستاں کو

وہ ماتم دوست ہوں ہر دم نئے غم کا تجسس ہے
خلیل اللہ جیسے ڈھونڈتے پھرتے تھے مہماں کو

جنوں میں بسکہ ہی جی گلے ملتا ہوں ناصح سے
جو صبح عید سمجھا خندۂ چاک گریباں کو

سفیر ارام سے سو رہ لپٹ کر قبر سے اپنی
فرشتے بھی نہ چھیڑیں گے غلام شاہ مرداں کو

جو رکھتا ساتھ وہ میرے چراغ داغ ہجراں کو
رہ ظلمات میں پاتا سکندر آب حیواں کو

الٰہی یہ بھی سوجھے اس جنون فتنہ ساماں کو
کہ پیوند انکے دامن کا کرے میرے گریباں کو

اگر ہو شوق اقلیم دگر اس شاہ خوباں کو
مسخر مور چے کر لیں ابھی ملک سلیماں کو

نوید زندگی پیراہن یوسف کی بو ٹھیری
تسلی کچھ تو ہو جاتی ہے اس پیر کنعاں کو

مرا اقبال میرے ساتھ ہے عشق و محبت میں
نکالا کام اب تک دھمکیاں دی دیکے درباں کو

شب تاریک کا کیا خوف مجھکو وہ تو زنداں میں
چراغ گرم رفتاری سے طے کرتا بیاباں کو

نگاہ شوق سے رخنے پڑیں گے جا بجا انمیں
اگر آہن سے بھی بنوائیں وہ دیوانہ زنداں کو

شراب پرتگالی لا پینگے بیٹھ کر ساقی
مرے سر کی قسم جانے نہ دے اس لطف باراں کو

ولہ

ولہ

ولہ

یہی احسانکا بدلا تھا برا ہو سوزش دل کا
لگا دی آگ مہماں نے خلیل اللہ کے گھر کو

بقدر ظرف نعمت اُسکے دروازے سے ملتی ہے
چمک ہیرے کو دی ہے آبرو بخشی ہے گوہر کو

گلو نے تن کے جلتا ہے مرا رشک حسین جسم
اکڑنا دیکھکر کیا آگ لگتی ہے صنوبر کو

محیط عشق میں ساحل تلک پہنچے تو کیا کہنا
بڑھی حسرت سے دیکھے موج بازوئے شناور کو

نہو جب بخت رہبر کام کیا تدبیر سے نکلے
جو سوجھی خضر کو ہے نہ سوجھی وہ سکندر کو

ہے تار اشک میں خونابۂ دل بھی مرا شامل
پرو کر ایک رشتہ میں رکھا ہے لعل و گوہر کو

شہر یار النفس جو میں اُسنے ہے خونیں جگر دنیا
جو بدخو طفل ہے کاٹیگا وہ پستان مادر کو

سکون دل بھی کوئی چیز ہے عشق و محبت میں
بہا لیجائیگی کشتی مری اک روز لنگر کو

ہوئی تھی آنکھ ملتے ہی مرے دل کی خبر تم کو
گلہ اب کیا ہے بھیجا نا نہ تھا کیا میرے تیور کو

تمھاری اک نظر کافی ہے میرے قتل کرنیکو
ادھر دیکھو مری جاں تیز کیوں کرتے ہو خنجر کو

جواب نامہ سے مطلب تھا جلدی تھی تو آتی بھی
ابھی ہدہد نہ پلٹا تھا کہ پھر بھیجا کبوتر کو

اَلَا یَا اَیُّهَا السَّاقِیْ اَدِرْ کَاْسًا وَّ نَاوِلْهَا
شفیع اپنا سمجھتا ہوں قسیم حوض کوثر کو

غرض پیدا رہو نیسے ہے جو نکلے ڈہی کے چونکے
اٹھی خواب کچھ ایسا نظر آئے مقدر کو

ازل سے تا ابد پھیلا ہے فرقت کی شب کا ہے
چراغ خانہ سمجھو صبح ناں میں خورشید محشر کو

علی کی آفرینش سے بڑھی ہے کعبہ کی زینت
اسی مولود سے رونق ہوئی اللہ کے گھر کو

ولہ

ولہ

ردیف میم

کیوں روا رکھوں نہیں دلمیں تری تعظیم کو — شوق کعبے کے بنانے کا تھا ابراہیم کو

لکھکے خود کاٹا ہے تونے جا بجا اختر شناس — صفحہ باطل سمجھتا ہوں تری تقویم کو

تھا یہی باعث جو نقش بوریا آیا پسند — جانتا تھا میں خطر سے کشور دیہیم کو

سر بکف قربانیان عشق کو آتے ہیں غول — رکھتے ہیں پیش نظر وہ جادہ تسلیم کو

پہلے تو پی لے پینگے ہم تری جھوٹی شراب — کچھ نہیں ملتا ہے ساقی صاحب تقسیم کو

سرمہ آنکھوںمیں لگا کر دیکھ تو اے شوخ چشم — فتنہ آیا ہے صفاہاں سے تری تعلیم کو

سو رہا کملی کو اپنی تان کر شب بھر فقیر — نیند کب راحت سے آئی شاہ ہفت اقلیم کو

پیشوائی کے لیئے اٹھا تھا یہ کس کا غبار — جھک گئے گور غریباں میں قد کیوں تسلیم کو

بے بلائے دلمیں ارمان ہو رہے ہیں میہماں — خوان نعما جانتے ہیں خوان ابراہیم کو

جانتے ہیں نقطہ موہوم ہے انکا دہن — اسلیئے سمجھے محال اس نقطے کی تقسیم کو

عاشقو نہیں آپکے شاہ و گدا دونوں ایکسا — دور کیجیے بزم سے تخصیص کو تعمیم کو

خلد تک رندوں کو آنا بھی ہے حسرت اشتہا — ہے سلام اپنا یہیں سے کوثر و تسنیم کو

دلمیں عاشق کے ہمیشہ جلوہ معشوق ہے — ربط ہے لفظ احد سے احمد بے میم کو

دشت غربت کیطرف بھولے سے جانکلا جو میں — خضر بھی دوڑے ہوئے آئے مری تعظیم کو

دور کر پہلے اسے تو دیکھ جسکو سدرہ ہے — قصد ہوا انگلینڈ کا تو فتح کر بلجیم کو

ولہ

اُن کی روئے صاف پر چھپتے ہیں بوسوں کے نشاں
آئینہ کر دیگا میرا حال اُن پر آئینہ

طبع روشن سے نہیں پوشیدہ احوال جہاں
یہ بھی ہے جام جہاں بیں کے برابر آئینہ

بحر امکاں کو سمجھتا ہی جو یہ موج سراب
بنگیا ہے آپ خود حیرت کا لنگر آئینہ

چٹکیاں لیتی ہے اُنکے دل میں خود اُنکی ادا
مضطرب ایسا ہے کر دیتا ہی مضطر آئینہ

صاف دل قانع بھی ہیں اور وضع کے پابند بھی
بے سبب گھر سے نکلتا کب ہے باہر آئینہ

پیش خاصان خدا بھی تو صفائی سے ہے قدر
دیکھتے تھے رکھکے زانو پر پیمبر آئینہ

آج اک رشک قمر بھی ہے شریک بزم وعظ
پرتو رخ سے ہیں محراب اور منبر آئینہ

کیا غرض ہمکو کسیکا عیب کیوں ظاہر کریں
نکتہ چیں دکھلائیں گو زنگی کو لا کر آئینہ

عذر آرائش کہاں تک وصل کی شب ہو چکی
چھین لونگا ہاتھ سے اب شانہ و زیور آئینہ

منہ پہ بیرنگیں دو لونکے چڑھ رہا ہے بار بار
خود سنبھل جائیگا جب کھا جائیگا ٹھوکر آئینہ

ہر ادا کو اُنکی سکھلاتا ہے انداز قضا
منہ لگا ہے آجکل جی سے گذر کر آئینہ

لوح قدرت سے مضامیں دل میں لاتے ہیں سفیر
عکس افگن ہو رہا ہے آئینے پر آئینہ

آئیگا اب نہ میرے دل بیقرار ہاتھ
ہو لاکھ اسکے روکنے کیلئے گر ہزار ہاتھ

ہم بھی ہیں وہ بھی عاشق ابرو حضور کے
کھد و ذرہ رقیبوں سے ہو جائیں چار ہاتھ

ردیف تائے فوقانی

ولہ

ولہ

فرقت کی رات میں نفس جانفزای صبح
یک مژدہ زندگانی و بوئے حبیب ہے

الفت میں شرط ہی نہیں شاہ و فقیر کی
جو مجھکو چاہتا ہے وہ میرا رقیب ہے

پروانہ کامیاب ہے ترک حجاب سے
سوز و گداز مجھکو عجب عندلیب ہے

ہے خطبہ خوان کہ باد بہاری ہی حکمران
ہر جو شاخ گل ہے تو بلبل خطیب ہے

یہ سوچ ہے دور راہ امید محو میں
وہ راہ دور ہے کہ یہ رستہ قریب ہے

بوسے ہمیں تو غیر کو دیں اس نے گالیاں
یہ اپنا اپنا بخت ہی اپنا نصیب ہے

زر دیکھے جنس عشق کو ہم مول لیتے ہیں
ہے درد سر بھی ساتھ یہ سودا عجیب ہے

اک فیل مست ہے شب دیجور الامان
پھر آج سامنے وہ بلائے مہیب ہے

قبضے میں اپنا کے آتش نشان ہے تیغ
گر داغ دل سے شعلہ سپر ان قریب ہے

[illegible] کے نہ جائیں ہم جو گلشن پہ رات کو
گل بانگ عندلیب صدائے نقیب ہے

کیا ترک چشم مست سے دل کا مقابلہ
عیسیٰ نحیف وام نظر سے غریب ہے

رنگ [illegible] کو شگفتگی ہرگز نہیں ہے دخل
سایہ پہ بھی گمان ہے کہ اپنا رقیب ہے

پشت پلنگ سایۂ گل سے بنا چمن
وحشت نہ کیوں ہو بات عجیب و غریب ہے

ہر [illegible] بھی نالۂ دل ہی کے ساتھ ساتھ
شور جرس سے قافلہ اپنا قریب ہے

مضامین کے دم سے روشنی انجمن ہے آج
پھر شمع بزم ذکر جناب حبیب ہے

۱۴۵

ولہ

[illegible]

[illegible] عالم مین [illegible]

[illegible] جناب امیر کی

[illegible] شراب علی کی [illegible]

یاد مین ساقی کے اشکون کی جھڑی کی تھی نہین
مخزن انوار اب کہنا اسے بیجا نہین
ساقیا صحن چمن مین بادہ خواری چاہیئے
ہے یقین اللہ کا اللہ کو دیکھا نہین
تیرے پیراہن کو زیبا ہے گریبان بہار
جھوٹ نکلے بھٹی مین بدکار روئے اسکو بد کیا
سجدہ گاہ لالہ و گل چاہیئے بھر سجود

موسم گرما مین بھی دیدہ مرا نمناک ہے
دل نہین انسان کا لوح طلسم پاک ہے
جوش ہے کیون کرنے ہو عین غضبناک ہے
کسقدر انسان مین بھی مین تو شادراک ہے
جامۂ گل یار کا اترا ہوا اک شاک ہے
خوشۂ انگور اپنی ذات سے تو ماک ہے
جانتے ہین سب اسے خاک شہیدان پاک ہے

بادۂ حب علی سے مست ہے ہر دم سفیر
اسکی ہے ظاہر ہے ساقی اوس کا ساغر پاک ہے

اپنے دعوے پہ نہین حاجت اثبات مجھے
میری تقلید جو کرتے ہین مین خوش ہوتا ہون
صبحدم ناز سے گلشن مین جو چلتی ہے نسیم
یار پہلو مین جو ہو لطف ہے میخواری کا
صبح نوروز کا دھوکا ہوا رخ پر تیرے
عشق مین مصر رخون کی نہ یہ حالت ہوتی

لیگئی گور مین امید ملاقات مجھے
کیا پسند آئے ہین احباب خوش اوقات مجھے
اسمین آتی ہے نظر تیری کوئی بات مجھے
وہ پہلو گر تو خوش آتی نہین برسات مجھے
زلف کھولی تو شب قدر ہوئی رات مجھے
روک رکھتا جو دہین عالم ذرات مجھے

[illegible]

بوریا بھی تو جگر ملتی حریم فقر میں | نقش بند ان تعلق کو تمنا رہ گئی
وار بھی تیغ زباں کا کیا انوکھا وار ہے | زخم دل تو مٹ گیا پر یاد ایذا رہ گئی
سرخرو ہو گئی دیکر انھیں تیغ و ترنج | بات تیری نازنینوں میں زلیخا رہ گئی
جو صفا پر در ہے کج رو گھیر سکتے ہیں اسے | مجھ سے کوسوں دور پیچ و موج دریا رہ گئی
تارک دنیا ہوے پر ہم کو شہرت کب ملی | گوشہ گیری میں ہوائی بال عنقا رہ گئی
بٹ گیا آتے ہی بازیگاہ دنیا میں خیال | آنکھ یاں ہر ایک کی محو تماشا رہ گئی
قرب پاکوں کا کہاں اہل کدورت کو نصیب | دامن ساحل تک آکر خاک صحرا رہ گئی
خم کدے لیے نظم کے یاروں نے شیشے بھر لیے | مل گئی ہم کو بھی کچھ باقی جو صہبا رہ گئی
دل اکیلا راہ الفت طے کریگا تھی شرط | حسرت اوس عاشق پہ حسرت جس کی تنہا رہ گئی
انتظار ساقی مہوش میں کب آتی ہے نیند | چشم حسرت صورت مینا کی طرح وا رہ گئی
عزت و ذلت خدا کے ہاتھ ہے شب ہے کی | لعل جب چمکا تو قدر سنگ خارا رہ گئی

گرم جولاں جب شب معراج تھے حضرت پیمبر
دیکھتی روے مبارک شہ کا دنیا رہ گئی

جوبن ابھرا ہے جوانی جوش پر آئی ہوئی | بے نگاہ کافر تری بھرتی ہے اترائی ہوئی
عیب پاکوں کا ذرہ بھی چھپ نہیں سکتا کبھی | کاسۂ چینی میں بال آتے ہی رسوائی ہوئی

۱۴۷

عشق کی میزان میں تولے گئے دونوں
کب بچے یوسف زلیخا کی جو رسوائی ہوئی

ہر جگہ تیرا ہی جلوہ نظر آتا ہے مجھے
کہیں پنہاں کہیں پیدا نظر آتا ہے مجھے

اوج پر اپنا ستارا نظر آتا ہے مجھے
نوک مژگاں پہ کلیجا نظر آتا ہے مجھے

سرگزشت اپنی محبت میں اک آئینہ ہے
اپنی تقدیر کا لکھا نظر آتا ہے مجھے

تاروں کی چھاؤں میں ہے لطف شراب آئی
طارم تاک ثریا نظر آتا ہے مجھے

عرصۂ حشر میں وہ فتنہ خرام آیا ہے
منہ قیامت کا بھی اترا نظر آتا ہے مجھے

میں نے ناصح کا محبت میں نہ کہنا مانا
وہ یہ کہتا تھا کہ دھوکا نظر آتا ہے مجھے

ہر گھڑی اپنی برائی پہ جو کرتا ہوں نگاہ
جو برا بھی ہے وہ اچھا نظر آتا ہے مجھے

خلوت دل ہے یہ کیا کام ہے ارمانوں کا
یاں بھی کثرت کا تماشا نظر آتا ہے مجھے

چین لیتا ہے کہیں دل میں خیال گیسو
لہریں لیتا ہوا کالا نظر آتا ہے مجھے

اس کے پہچاننے کو ایک نظر کافی ہے
دونوں عالم کا تماشا نظر آتا ہے مجھے

پوچھتا کیا ہے یہی تم نے سکھایا دل کو
اب نہ میرا نہ تمہارا نظر آتا ہے مجھے

زخم دل سے مرے گلشن میں ہے اودا لہو
شجر خون کا تھالا نظر آتا ہے مجھے

بزم میں آپ کی دشمن کو میں دیکھوں کیونکر
اپنے پہلو میں وہ کانٹا نظر آتا ہے مجھے

تاکید میکدے میں یہ پیر مغاں کی ہے
شب کو چراغ بادۂ روشن جلا کرے

بیٹھے ہیں ہم بھی طور پہ دل کو سنبھال کے
خلوت سرا کا پردہ جو اُٹھے اوٹھا کرے

قاصد شب فراق میں جینے سے تنگ ہوں
گر وہ نہیں تو موت ہی آئے خدا کرے

نیرنگ روزگار سے لیتا ہے سبق
اعمیٰ وہ ہے جو چشم حقیقت نہ وا کرے

سائل تھے اوس کے در پہ صدا دیکے ہم چلے
اوس کا بھی ہو بھلا جو کسی کا بھلا کرے

کیا ہو دعا کہ گنبد بے در ہے آسماں
پائے وہی جواب جو کوئی صدا کرے

ساقی سے ہے ملال تو پیر مغاں سے رنج
رندوں کو گر رحیق معطر ملا کرے

چھوڑے نہ نیشہ مجاز کو لے عشق راہ حق
اس ابتدا کی چاہیئے یوں انتہا کرے

آنکھوں میں ہوں اشارے تو دل کو خبر نہ ہو
ثابت نہ ہو کسی پہ لگاوٹ خدا کرے

ہوتے وہ میرے غم میں سیہ پوش وا دردا
ماتم شہید ناز کا اُن کی بلا کرے

تبلاؤ نام چاہنے والے کا اے بتو
میں بھی دعا کروں کہ وہ تم سے وفا کرے

خالی کھنڈر میں قیصر و جم کی نشانیاں
عبرت کا ہے یہ حکم یہاں خاک اڑا کرے

سوزی نہ چھیڑ چھاڑ کے نہ دیں آپ گالیاں
صاحب نہ بات بات پہ چھیڑا کرے

تنہائی میں ابھی لپٹنے کا شکار ہو
کھدّو جو بھی ہاتھ اٹھا کر دعا کرے

نازاں ہے باغباں زرگل کے خزانے پہ
غنچے کی کیا بساط ہے مٹھی تو وا کرے

شوخی بلا کی رنگ حنا میں ہے رات کو | روشن نہ چھپتا جو ترا نقش پا کرے
جو اس ہنر کی سن کے کہیں دیکھیے ادھر | احسن وہ جہان میں اس کا بھلا کرے
دل کو جتا جتا کے یہ کہتی تھی اس کی آنکھ | معشوق وہ نہیں جو کسی سے وفا کرے
سنتا نہیں ہے کوئی نصیحت شباب کی | ناصح سے کہہ دو ہوش کی اپنے دوا کرے
اے رشک تو ہوا میں دیوانے ترے | گل بھی چمن میں پھریں اپنا قبا کرے
رو رو کے مانگتے ہیں دعا وصل یار کی | ہم اپنی جانماز نہ کیوں کر رہا کرے
پہچانو بھی تم مجھے تو ذرا دل میں دام ہیں | اتنا مجھکو طائر رنگ حنا کرے
پیمانہ اپنا قلم گردش سے آج کل | ساقی لبِ شراب ہمیشہ اٹھا کرے
کھتا ہوں جب چشم کی تو لگتی ہے آنکھ | بیٹھا ہوں میں کوئی مجھے چھیڑا کرے
وہ ہے خیال بادۂ کوثر سے مست ہے | پیتا ہوں شراب میں واعظ لکھا کرے
آنسو ہے یوں مری نگاہوں پہ بار | جس طرح دست پیر میں لغزش عصا کرے
سمجھے اگر فقیر قناعت کو آبرو | آب گہر یہ اس کا مصلا بچھا کرے
ہے باغباں کو باغ میں الفت لگاؤں کی | رہ کر چمن میں سبزۂ بیگانہ کیا کرے

بس بادشاہ بڑھ کے تری نذر اے سفیر
تو مور ہو کے بزم سلیماں میں جا کرے

آشوب دہر ہونگے فقنے حباب کے
سارے یہ کھیل ہیں نگہ نیم خواب کے

پیر مغاں سے دور ہیں ساغر شراب کے
آئے قفس میں پاس ... آفتاب کے

گردوں تلک ہے اشک کا پانی چڑھا ہوا
رومال عاشقوں کے ہیں ٹکڑے سحاب کے

بحر جہاں میں ایک نفس کی ہے تنفس امید
لغزش کہاں نہ جو ہے عقدہ ہیں حباب کے

روشن دلوں کا قرب ہے ہر ایک کو پسند
کیونکر زمیں گھومے نہ گرد آفتاب کے

خالق نے لکھ دیا ہے مرے دل میں داغ عشق
ساتوں فلک ہیں سات ورق اس کتاب کے

سو جائیں گے وہ جب تو سناؤنگا داستاں
قصے بیاں یہ خواب ہی میں ہونگے خواب کے

صیاد خود اسیر محبت ہے آج کل
کھچے ہوئے ہیں دام مرے اضطراب کے

ساحل پہ جلوہ گر ہے کوئی بادشاہ حسن
استادہ ہونگے بحر میں خیمے حباب کے

آئے ہیں خانہ باغ محبت میں نازنین
کیا کیا چمن میں پھول کھلے ہیں گلاب کے

تکلیف تیس دن کی ہے ماہ صیام میں
شوال میں لنڈھینگے پیالے شراب کے

واعظ یہ بھی کی بات ہے دیں رند کیا جواب
کچھ گھڑکی سر میں چڑھی ہے شباب کے

رستے میں میکدے کے چھڑک دیجئے شراب
دکھلائی دیں گی دور سے جادہ صواب کے

وہ چودھویں کا چاند بغل میں تھا رات کو
اب تک مزے ہیں یاد شب ماہتاب کے

چشم تحیر آئینہ نقش پا ہے ...
خالی ترے قدم سے ہیں حلقے رکاب کے

۱۵۱

کسی پردہ نشین صاحب عصمت کا کشتہ ہوں
ہے تیرا گوہر مقصود تیری جیب میں بسمل
چھری پر چوٹ میرا دیکھ کر غش آگیا قاتل
نہیں ہے خاک صحرا سے جنون شیشہ پیچیدہ
بھڑک اٹھیں گے شعلے کیوں نہ دیدہ ہوا دامن
سما سکتی نہیں آنکھوں میں شوخی اسکے جلووں کی
بنائے بے ستوں سے تو شکن کی قدر کیا ہوگی
بدلتے آنکھ ایسی دیر لگتی ہے حسینوں کو
پریشانی ہے جولاں گاہ اپنے نالۂ دل کی
اوداسی خانۂ تصویر میں نقاش چھپائی ہے
یہ موج اپنی مثال ذرہ کی بحر سے باگتے
نہیں ہے خبر دل کی خبر دو میں عشق جانا
تکلف کی اداسیاں نہیں ہے یاد آوارگی کو
کہیں جاتے نہیں بسمل ہے ایوان دشت صحرا
بہار عافیت رنگ وفا کو میں سمجھا ہوں

چھپا رکھ مجھکو آنکھوں میں یہ جلووں کا تقاضا ہے
پریشاں اسقدر ساحل پہ کیوں آ کے موج دریا ہے
نہ تھکتا تھا میں آنکھیں نہ رکھنا خون ٹپکا ہے
خیال شوخی برہم زن تعمیر اچھا ہے
یہ بہبود داغ دل خود گلچین افروز تمنا ہے
ہماری چشم حسرت حیرت آغوش تماشا ہے
کہاں تو گنج شاد آور در خسرو کو عنقا ہے
اندھیرے میں اجالا ہے اجالے میں اندھیرا ہے
جسکو کارروان بیخودی کے ساتھ چلنا ہے
یہ پرواز شکست رنگ کا اپنے ہی نقشا ہے
کسی بزم میں دل محو خواہش سجا ہے
نہ کیوں موجیں ہوں آفت زا پریشانی کا دریا ہے
میں ہوں آزادہ رو زاہد تکلف مجھکو زیبا ہے
نظر بند انکو آنکھوں نے ستمگر تیری رکھا ہے
گل نرگس اپنے باغ کا طاؤس رعنا ہے

[illegible]

ہوئی ہے اب تو گمنامی ہی اپنی باعث شہرت
شکار اڑتے ہوئے عنقا کا کھیلا تیر بے پر سے

سیرے ہی لخت دل تجھے جا بجا بکھرے پڑے ہیں جو
صبا پھولوں کی ڈالی لیکے نکلی کوئی در پر سے

چھپو دی دلیں برچھی کس کے درد جگر نالے تے
ڈوپٹہ بھی سنبھالا اب نہ جن جاتا ستمگر سے

سمجھ کر عاشق مژگاں و ابرو چارہ گر نے بھی
سئے ہیں زخم سوزن سے اور ہیں ٹیڑے کوئی زخم خنجر سے

شیفرن کے لئے تجویذ اللہ فوق ایدیہم
مرے مولا کو سب رتبے ملے اللہ کے گھر سے

ہوئے روشن دماغ و دل شراب روح پرور سے
ملا ہے جام جم سے آئینہ مجھکو سکندر سے

نہیں تجھے میں کیا بجھیں اسکا ہی تو رونا ہے
نہیں ملنے میں آنسو بھی گھر اپنے مقدر سے

بھلا ہم بھی تو دیکھیں بیکھے زاہد تشنہ کو اس کے
نہ ہو یار چلو بھر تو منگوا حوض کوثر سے

خط گلزار کی مشق اپنی ہمکو بھی دکھاتا تھی
بت طناز کو نامہ لکھا طاؤس کے پر سے

مزاج ان آئینہ رویوں کا ان دنوں نہیں ملتا
تو بھی فرمان ہم لکھوا لاتے ہیں سکندر سے

مرے گھوارے کو طفلی میں گردش دی تھی دایہ نے
کہ اب تک گردش دوراں نہیں جاتی مقدر سے

پیشکش چلتے ہیں محتسب کا خون پی جائیں
جو آتی ہے یہ صراحی دار گردن طاق خنجر سے

نہیں یہ مستی میں ای ساقی اڑا کر توڑا کرتا ہوں
کبھی ساغر کو مینا سے کبھی مینا کو ساغر سے

غبار حسرت و ارماں ہیں یوں اب لٹے دل سے
علم جیسے طرح سے میداں میں تیغ گردش کر

١٥٢

[illegible]

جمع دولت موتیوں کے واسطے بھی فخر ہے | شہد بھی سے منزلت ہے خانۂ زنبور کی
ہوں وہ میکش ملگئی ہے خون میں میری شراب | آ نکلی اب تو پسینے سے بھی بو انگور کی
اہل دولت اسقدر مغرور ہیں ملجائے گر | سائباں بنوائیں لیکر چوب نخل طور کی
رکھتی ہے زندہ بشر کو دہر میں کل کی امید | گر پڑی دیوار جسدم [illegible] مزدور کی
دہیان ہر صانع کے دل میں چاہیئے مفتونکا | کاسۂ چینی ہے رونق مجلس فغفور کی
لن ترانی کی صدا پر لوٹ ہے اپنا بھی دل | سیر کرنی چاہیئے خلوتسرا [illegible] کی
اللہ اللہ اس ستمگر سے نہ تھی ہرگز امید | وصل کی شب بات جو [illegible] منظور کی
نشہ میں مجھکو اگر راہ حقیقت ملگئی | نے پہونچیگا [illegible] چوٹی پہ کوہ طور کی
چارہ گر کو سوزش دل کی خبر ہوتی اگر | زخم میں بتی نہ رکھتا مرہم کافور کی
میری بزم عیش میں رہ کر خلل ڈالی زندہ | گوشمالی چاہیئے مضراب سے طنبور کی
الفت گیسو میں دیکھا اپنے طالع جو حال | زائچے میں بھی سیاہی تھی شب دیجور کی
شیخ اگر مرتا کسی کی نرگس مخمور پر | ہاتھ میں تسبیح ہوتی دانۂ انگور کی
فتنۂ محشر جو بالائے قیامت خیز ہے | وہ ادھر اٹھا ادھر آواز آئی صور کی
دلخراشی ناخن غم کی مرے دیکھے جو وہ | زخم میں چھپ جائے بتی مرہم کافور کی
عارض پرنور پر میکش فدا ہیں ساقیا | مے پلانا چھان کر انکو خم بلور کی

وله

مئے شباب کے ہمراہ شوق دل کے سفیر
ثنا چمن ہے شمر و اغدار باقی ہے

پہاڑ غم کا سر رہگذار باقی ہے
ابھی تو مرحلۂ انتظار باقی ہے

جہاں میں جبتلک اک بادہ خوار باقی ہے
امید رحمت پروردگار باقی ہے

طمع کو اپنی سمجھا ہے کاسۂ اژول
اسی سے تیرے گدا کا وقار باقی ہے

نشانہ تیر نظر کا ہدف رقیب کو تو
ابھی تو دل مرے سینے میں یار باقی ہے

مٹے جو شاد تو اُن کی نشانیاں بھی مٹیں
کہیں کہیں کوئی نقش و نگار باقی ہے

ہزار بار جو وعدہ کرو نہ یادوں میں
تمہاری بات کا کب اعتبار باقی ہے

کرو لگا زخم جگر کی ہیں آپ جراحی
کہ اُس کے سینے کو اسکو لگاتار باقی ہے

خم الست سے اک جام پی کے نکلے تھے
کہ سر میں آجتک اوسکا خمار باقی ہے

صبا اُسکی طرف لیجیو غبار مرا
ہوے پہ بھی ہوس کوے یار باقی ہے

کریگی دل کی کدورت بہشت کو دوزخ
جو سینہ تیرے نفس پہ غبار باقی ہے

نفس کے جبر سے مجبور ہو ہوا ہے غافل
کہ تا بہ مرگ تجھے اختیار باقی ہے

سرہانے آ کے ہے ٹھہری ہوی اجل کب سے
کسی کا شاید ابھی انتظار باقی ہے

سفیر آگ لگا دی تھی کسکے جلوے نے
کہ سنگ طور میں اب تک شرار باقی ہے

١٥٥

کھلے ہیں گلشن جہاں میں چمن محبت کے — غبار دل مرا ابر بہار ہوتا ہے
فنا کے بعد بگولے کے ساتھ تھے وہ — تلف کہیں مرا مشت غبار ہوتا ہے
کمر لچک گئی سو بار شاخ گل کی طرح — نزاکت ایسی ہے چلنا بھی بار ہوتا ہے
میں آہ کرتا ہوں جدھر وہ شوخ کہتے ہیں — کہ کس کا تیر کلیجے کے پار ہوتا ہے
وہ ماہ رو جو لگاتا ہے ٹھوکریں آکر — چمک کے آئینہ سنگ مزار ہوتا ہے
بنا ہے عاشق تیر نگاہ صید افگن — پھڑک کے طائر جاں اب شکار ہوتا ہے
سحر کو لیتے ہیں ہم چشم مست کا بوسہ — شراب صبح سے دفع خمار ہوتا ہے

سفیر شوق ہے گر صید گاہ عشق میں چل
یہیں تو مرغ جنوں کا شکار ہوتا ہے

بے مے ناب کے ساقی مجھے کیا کل آئے — موسلا دھار برستے ہوئے بادل آئے
آتش عشق دبی ہے مرے سینے میں تو کیا — کہ در زرتشت سے لیتا ہوا مشعل آئے
بے مے ناب کے محفل کا مزہ کیا ساقی — ایک خالی ہو اگر دوسری بوتل آئے
اے پری ہو تجھے منظور جو آرائش تن — شال کشمیر سے کاشان سے مخمل آئے
دیکھے بالوں میں پروتے ہوئے موتی کس کو — اشک بھی آنکھ میں آئے تو مسلسل آئے
آپکی بزم میں غیروں کو نہیں دینے کا حق — تیغ چل جائے گی ابرو پہ اگر بل آئے

دیدہ دیدار باعث تفریح قلب تھا
پھر کیوں ملی ہے چشم تماشا طلب مجھے

کسطرح لوگ اپنا بناتے ہیں آپ کو
بتلایئے تو راہ پہ لانے کا ڈھب مجھے

اک ماہ کا ہے مصحف رخ جائے آئینہ
ماہ صفر سے کم نہیں ماہ رجب مجھے

میخانے بھی عزیز ہیں خم بھی ہیں سب عزیز
چھوٹا سا کا پاس ہے تو بڑوں کا ادب مجھے

اللہ رے حرارت عشق بریر جاں
دق کر رہی ہے شیر کی صورت تپ مجھے

محروم کب غلام کو رکھیں گے اے سپہر
کوثر کا جام دینگے امیر عرب مجھے

اشراف سرنگوں نہیں رہتے ذلیل سے
کعبہ کبھی دبا نہیں اصحاب فیل سے

ظلم بتاں سے دہر میں مٹی خراب ہے
کعبہ ملے تو زمیں پہ لیلوں خلیل سے

آتا ہے گر تو آئے اجل کو خوف کیا
ہر بار غمزے کرتی ہے تیرے علیل سے

ہے حشر رنگ شوخی رفتار دیکھکر
فتنہ دو بار ہے تری چشم کحیل سے

دامن ہمارا بوئے گنہ سے نہیں ہے پاک
جنت میں چل کے دھوئیں اسے سلسبیل سے

توڑا گدا کا کاسۂ دل اس نے بار بار
لیتا نہیں کوئی زر داد بخیل سے

قاتل ہمارے جذب محبت کا تو نہیں
اثقال کھینچے جاتے ہیں جر ثقیل سے

سست غرور یار ہے ابرو کمان جو ہے
مانگے گا آسکا تیر بھی پر جبرئیل سے

١٥٧

[illegible]

ہم سا بھی وحشت زدہ کنج قفس میں ہے کوئی
جو بدن میں رگ ہے وہ دام کف صیاد ہے

ایک میں بھی بانکپن قد کا ترے دیکھا نہیں
نوجوانان چمن میں سرو ہے شمشاد ہے

زاہدا غفلت شعاری شیوۂ رنداں نہیں
بند ہیں آنکھیں مگر دل میں خدا کی یاد ہے

مر گیا جب میں وہ سمجھے کہ بچا چھپ گیا
ڈھونڈتا پھرتا ہے جو اُن کو مرا ہمزاد ہے

طائر رنگ پریدہ کس کے روکے سے رکا
جب چھٹے قید تعلق آدمی آزاد ہے

ہو ترا دست تہی کا کیا گھٹا دی آسمان نے
جام خالی کی طرح سے داد فریاد ہے

لوٹتا ہے خاک پر میرے ذرا سینے لیے
ترے قد کی یاد میں جن سایہ شمشاد ہے

کٹ گیا غیرت سے میں کی جس نے نظر سے
جو کچھا مجھ سے میں سمجھا خنجر جلاد ہے

کون سنتا ہے مری گلشن میں نالے کس سے کہوں
بات جو نکلی زبان سے نکہت برباد ہے

دشمنوں کے بس میں ہے کب تک سہے ایذا منیر
یاعلی فریاد ہے فریاد ہے

سبطین یا مدار رسول کریم کے
سوتی ہیں گوشوارہ عرش عظیم کے

گلشن میں بھی گئے تو نزاکت کو دیکھنا
وہ پھر رہے ہیں ساتھ چمن میں نسیم کے

اک مہ لقا کے ساتھ ہمیں سیر بام ہے
جائیں گے کوہ طور پہ پیرو کلیم کے

پیش خدا نماز میں کیا طلب کروں
حاجت نہیں سوال کی در پہ کریم کے

[illegible]

ہیں اگر دل کی طپش سے بار بدآہنگ پر ملا
اے جنون عشق سکھلا نغمہ سنجی تو مجھے

آتشیں رخسار پر اک دانۂ اسپند بھی
یاد ہے اب تک وہ اعجاز رخ نیکو مجھے

سادگی دل کی بھی ہے آئینۂ عشرت نما
پھر زباں سے اپنی وہ اک رکھدے تو مجھے

ہے طلوع صبح پیری رحمت حق اے سیفر
مشرقستان سعادت ہوگئے گیسو مجھے

ولہ

ہے دلچسپی مجھے جو سویں خال روئے روشن سے
برنگ مور دانہ چن رہا ہوں ہے کے خرمن سے

وہ رشک گل جو صحرا میں ہے بلبل میں قطار ہیں
ہزاروں قافلے اڑتے ہوئے آتے ہیں گلشن سے

وہ آوارہ ہے انساں جسکو شوق ہرزہ گردی ہے
کوئی بہتر جگہ ہے گوشۂ عزلت میں مسکن سے

حریصوں کو ملا حصہ نہ خوان نیکنامی میں
گھٹک بچہ زشتی کو ملے دریا کے مخزن سے

بدی بھی کی تو نیکی بن گئی وہ حق میں اچھوں کے
نمایاں عصمت یوسف ہوئی ہے چاک دامن سے

خدا انکو نہ بہلائے کبھی ظلمت تشنوں میں
شباب کلبۂ تاریک کو کیا قصر روشن سے

ہما ہو کر بھی کچھ بزم سعادت سے نہ پھل پایا
وہ بلبل ہوں نکالا باغباں نے مجھکو گلشن سے

بجھا دیتا ہے وہ بڑھکر جلا دیتی ہے یہ گرکر
ہمیشہ لاگ سیل و برق کو ہے اپنے خرمن سے

بلا ہے دختر رز زاہد نہ جا مینا سے ہو کر
ترے اچھوں کو بھی اکدن پڑے دانگی تن سے

چلا مسجد سے جب وہ کوچۂ دلدار کی جانب
میں رہا عید کے دن بھی گلے ملکے دشمن سے

پھندے میں پھنسا ہے مرغ زیرک	دل تم کو دیا بڑی خطا کی

ابرو کا رقیب بھی تھا عاشق
تلوار سفیر سے چلا کی

اس نے دیوانہ بنا رکھا ہے	حشر برہم نے اٹھا رکھا ہے
تیرے جلوے کو میری آنکھوں نے	سات پردوں میں چھپا رکھا ہے
اس قدر داغ محبت ہے عزیز	اپنا سر تاج بنا رکھا ہے
دل اسے انگشت حنائی پہ فدا	اتنی سی بوند میں کیا رکھا ہے
جان دے دیکے بشر جاتے ہیں	موت میں کچھ تو مزا رکھا ہے
بتکدہ چھوڑ دوں سچ ہے اے شیخ	حج تیرا کعبہ میں کیا رکھا ہے
حسرت وصل ہے اور پردہ نشیں	دل میں ارماں کو چھپا رکھا ہے
اے پری حلقۂ گیسو نے ترے	مجھکو دیوانہ بنا رکھا ہے
والی ملک کی ہو عمر دراز	شہر کو شہر بنا رکھا ہے
کل ہی قاتل نے منادی کر دی	قتل کا حکم سنا رکھا ہے
تیرا جانباز کہیں ڈرتا ہے	سر تہ تیغ جفا رکھا ہے
بہ گیا آنکھوں سے خوں ہو کے سفیر	اک رمق دل ہے بچا رکھا ہے

منعموں کی شان و شوکت خاک میں سب ملگئی
اونچے اونچے قصر شاہی کیے برابر ہو گئے

ہاتھ خالی تو ادہر بیکسی تو اسطرف
سنگریزے قبر پر پھولوں کی چادر ہو گئے

لیکے جو ا گیا یاں سے وہ پلٹا ہی نہیں
پست ہمت اپنی ٹکڑی کے کبوتر ہو گئے

گمشدہ نازو ادا اس ٹھاٹھ سے ائے وہاں
رنگ انکو دیکھکر سب اہل محشر ہو گئے

دست نازک سے جو اپنی یار نے افشاں چنی
اُن ہتیلی کے چمک کر ماہ و اختر ہو گئے

لیگیا ایمان مسلمانوں کا وہ ہندوئے زلف
کالا کالا کو اسقدر پوجا کہ کافر ہو گئے

سایۂ بال ہما کی بھی سعادت رہگئی
بوریئے پر بیٹھکر جب ہم تونگر ہو گئے

پایۂ جاناں کی لطافت سے ہیں حیران آئینے
تھے جو پتھر فرش راہ وہ سنگ مرمر ہو گئے

نافہ آہو میں چھپے جا جا کے نافے شرم سے
جب نہا کر وہ چلے رستے معطر ہو گئے

وصل میں بھی دسترس ہونے نہ پائی او سپہ حیف
تکیے پہلو کے مجھے سد سکندر ہو گئے

کعبۂ دل کو شوق کعبے کے صحرا سے ہے
وسعت مشرب سے یاں میدان ہمسر ہو گئے

ہو مبارک فضل خالق سے ترقی یہ سفیر
آچکا فرمان شاہی آپ میجر ہو گئے

تاب رستم کو نہیں تیغ ادا کے وار کی
اوس ستم ایجاد کو حاجت نہیں تلوار کی

اسمیں ہے تصویر پوری ابروئے خمدار کی
نقد جاں و دل رونمائی میں نہ کیوں تلوار کی

ہو نہ غفلت سخت جاں ہیں ہر ادا مجھی رات
ہات رکھکر بادہ پیتے دیکھ تو تلوار کی

جنس اچھی ہو تو لطف ہی خریداری کا لطف
حسن یوسف سے ہے رونق مصر بازار کی

پھونکدیگی کیا تو دنیا بھر کو برق حسن یار
آزمائش ہو چکی بس طالب دیدار کی

دو قدم چلنے نہ پایا تھا قیامت آگئی
بات کھلی اوس نے اپنی شوخی رفتار کی

لب تک آنے بھی نہ پایا تھا اچھلکر گر پڑا
خاک تھی جام سفالی میں کسی میخوار کی

وصل کی شب دل کا ارماں ہو گئی دل ہی میں قتل
تیری کج خلقی میں ظالم بادہ تھی تلوار کی

طور پر غش کھا کے جسدم حضرت موسیٰ گرے
آئی آواز او خواہش کیجیے دیدار کی

تو خزاں میں بھی ادھر جائے تو آجائے بہار
بیٹری پھولونکی ٹوپی جاں ہو گلزار کی

ہو گئی بیہوش مشاطہ جو کرتے ہی سنگھار
ناز بولا تھا یہ پہلی مشق تھی سرکار کی

ایسے ویسے یار حسن و عشق کے جھگڑے نہیں
مجھکو بھی ضد آگئی ناصح نے جب تکرار کی

بادشاہت ہم کو ملجائیگی کیا لیتے ہی دم
کسکو پروا ہے تمہارے سایۂ دیوار کی

آئی پر پردہ گر پسینے سے نہ تر ہوتا نقاب
پھونکدیتی اوسکو گرمی آتش رخسار کی

اے تپ غم سا تواں دوزخ جسے کہتی ہے خلق
ایک چنگاری ہی ہے یہ آہ آتش بار کی

خط میں لکھ بھیجونگا اک دن اپنی بیتابی کا حال
اضطراب دل اجازت دے اگر اظہار کی

آگئے اور شش دل کی ہستی پر تجلی کی ہے کیا
کب صفائے آئینہ کو تاب ہے زنگار کی

۱۶۲

۱۶۳

خون اچھلتا [illegible] بھول جاتا [illegible] — [illegible] تیر سے
تیرہ بختی بھی سمجھا [illegible] اون اون بھی کہاں — حرف [illegible] تقدیر سے
وقت شیون یک ہو جاتا ہے [illegible] جو غل — نالہ [illegible] ہے زنجیر سے
اوس کو بھی [illegible] آ جاوے اگر [illegible] تیغ — [illegible] کوچہ شمشیر سے
میر [illegible] اوس کا توڑ — کب ترا تیر نظر کم ہے قضا کے تیر سے
دیکھیے [illegible] رحمت سلوک — سر گریباں میں ہے میر کثرت تقصیر سے
گل کھلے ہیں جا بجا زنداں میں آئی ہے بہار — خون اوبلا ہے جو چشم حلقۂ زنجیر سے
دل تلک آئی ہے سر شاخ تمنا ہو گیا — سونگھ لو پھولوں کی خوشبو آ رہی ہے تیر سے
عارض گلگوں پہ اپنے چھوڑ دو جلدی نقاب — پھول کملائیں نہ آہ گرم کی تاثیر سے
مجھکو روتا چھوڑ کر اٹھتے نہیں گھر سے قدم — بند ہو گئے سر کار موج اشک کی زنجیر سے

مار ڈالا سرو مہری نے حسینوں کی [illegible]
خطۂ ملک دکن بھی کم نہیں کشمیر سے

کھتی ہے ترچھی نظر اوسکی یہ مجھ دلگیر سے — اس [illegible] سے
میں تو میں دیکھے جو میرا عکس بھی جام [illegible] — [illegible] صد التصویر سے
دست رنگین سے پھر اوس نے زلف کی کھولی گرہ — بند ہو گئے ورد حنا کے ہاتھ پھر زنجیر سے

ولہ

وصل کی راہ پہ صد شکر کہ پھر آنے چلے
وہ تو وہ انکی بلا بھی نہ کبھی ہو نا دم

پھر موافق ہوئی تدبیر سے تقدیر اپنی
حشر تک وہ نہ ہٹینگے کہ ہے تقصیر اپنی

حشر پھر ہونے لگا کوچۂ دلبر میں سیفر
پھر دکھانے لگے نالے مرے تاثیر اپنی

ہمیشہ دخل ارباب کرم افزوں ہے سائل سے
گہر خوش ہو کے تیاتے ہیں دامن بھر کے ساحل سے

لگی ہے آگ موجوں میں جو میرے اشک دل سے
کباب سیخ بن جاتی ہے ماہی اڑ کے ساحل سے

تمنا وصل کی ہر دم ہے پھر جدا ہوتی نہیں دل سے
ہے اس پردہ نشین لیلی کو کتنا انس محمل سے

ہیں وابستہ تمنائیں ہمیشہ یوں مرے دل سے
لپٹ جاتی ہیں موجیں جس طرح آغوش ساحل سے

تعلق دلربائی سے مرے دل کو بھی ہے لیکن
محبت جس طرح رہرو کو ہو جاتی ہے منزل سے

بچائیگا کبھی وہ نوبہار گلشن خوبی
چمن میں دردسر ہوتا ہے گلبانگ عنادل سے

ہیں سب محو تماشا اور ہی دھن ہوگئی اپنی
قیامت میں قیامت ہے مری شور سلاسل سے

ہے ہر اک موج دریا تار زلف چشم تر میں
فنا فی الذات ہونا سیکھ کچھ درویش کامل سے

ابھی بستر جلا ہے دیکھئے کیا کیا جلیگا پھر
لگی ہے آگ گھر بھر میں کسی کی سوزش دل سے

اڑالی سادگی آئینہ نے حیرت زدہ ہو کر
کجی خنجر نے سیکھی جس گھڑی ابرو قاتل سے

کدورت قلب سے اہل محبت کی نہیں جاتی
جدا ہوتے نہیں دیکھا کبھی جادہ کو منزل سے

[illegible]

کئی بار آج بیٹھے منہ کی کھائی مانگ کر بوسہ
وہ جب مستی میں سوئے جاگ اٹھی تقدیر سائل کی

مسافر ہوں عدم میں عالم [illegible]
اکیلے رستے میں آفت جھیلنی ہے پہلی منزل کی

پڑا ہے کاروان [illegible]
عجب حالت ہوئی ہے ہجران کعبۂ دل کی

تڑپ کر لے لیا قاتل کا بوسہ [illegible]
تہ شمشیر بھی چکی ہے کیا تقدیر بسمل کی

خدا کا شکر ہے پیدا ہوئے [illegible]
یہ [illegible] کر رہے ہیں تین فرقے دین باطل کی

خوشی [illegible] خیال [illegible]
مسافر کو کشش کھینچے لیے جاتی ہے منزل کی

لب [illegible] دیوانہ [illegible]
جنوں انگیز پایا ہوں ہوا میں آج ساحل کی

خدا کے [illegible] سلطاں بھی [illegible]
شباہت تاج شاہی ہے کیوں کشکول سائل کی

[illegible]
اگر [illegible] کا کام [illegible] عنادل کی

[illegible]
کیا کرتا ہے پیمائش زمیں کوئے قاتل کی

[illegible]
[illegible] برق طور [illegible] بیتابی مرے دل کی

[illegible]
تو جھک جھک کر قدم لیتی ہیں کڑیاں بھی سلاسل کی

گلا کٹنے نہ دیکھا [illegible] فائدہ کیا ہے
[illegible] شمشیر قاتل کی

رکھتے ہیں مہر و ماہ بھی جوہر کمال کے
دونوں یہ آئینے ہیں جلال و جمال کے

ولہ

نظر آنے لگا کیا نجد کا میدان خالی
ہو گیا قیس سے شاید کہ بیابان خالی

کون ہوتا ہے ہدف اسکا مرے دلکے سوا
تیر ترکش سے کریگی صف مژگان خالی

اثر دست جنوں سے بھی بچائے کوئی
نہ گریباں مرا خالی ہے نہ داماں خالی

ابتلک وصل کی نوبت نہیں آئی ہے ہے
کیا گذر جائیگی یہ فصل زمستان خالی

یا محبوب نہ ہو حرص زر و سیم تو ہے
عشق سے رہ نہیں سکتا دل انسان خالی

کب ٹھہر سکتا ہے مقتل میں کوئی میرے سوا
جب وہ آئیگا تو ہو جائیگا میدان خالی

پھر بہار آئی مری نغمہ سرائی کیلئے
کر گئے باغ پھر مرغ خوش الحان خالی

کوچہ یار میں عشاق اڑے رہتے ہیں
کہیں شیروں سے بھی رہتے ہیں نیستان خالی

تیرے دیوانیکو صحت ہوئی ہوش آئیگا
سنگ سے رہنے لگے دامن طفلان خالی

بوسہ لب میں شفا رکھی ہے دیتا ہی نہیں
نسخہ لکھ دیتا ہے وہ عیسیٰ دوران خالی

زور پکڑا مری وحشت نے تو ہو جائیگا
کوہ فرہاد سے مجنوں سے بیابان خالی

حالت زار سے لیں زار کی شب بیتو
تخت یوں کرتے ہیں اک آنہیں سلطان خالی

بھادوں بنکر کبھی برسا کبھی ساون بنکر
کر گئے ابر مژہ کے کبھی طوفان خالی

دل میں بیٹھا کوئی اگر تو جگر میں کوئی
کر گئے سینے سے ظالم ترے پیکان خالی

ہر جا ہوا ہے نالہ و گل سے اگر عیاں
گلشن میں کیوں نہ سنبل تر کا دھواں رہے

ای چرخ تجھکو پاس عدالت نہیں رہا
پامال ہے خاک افسر نوشیراں رہے

سب عمر کٹ گئی ہے بصد انتظار میں
ہم شائق ظہور امام زماں رہے

نالوں سے اپنے پست سدا آسمان ہے
کب پشت فیل مست پہ نیزہ نشاں رہے

ای شہسوار ساتھ تیرے جہان ہے
ہر دم غبار راہ فرس میں نہاں رہے

کیوں کر نہ ظلم عدل کے آگے نہاں رہے
شیطاں کا کیا وجود جو مہدی عیاں رہے

دیکھے جو تیری چاہ زنخداں کو ای پری
یوسف بھی اس کنوئیں میں مع کارواں رہے

ہے نفس شوم دشمن ایمان عقل و ہوش
رہزن کیطرح کیوں نہ پس کارواں رہے

تعظیم میں بھی قتل تواضع میں بھی ہے ظلم
ہر حال میں وہ تیغ رہے یا سناں رہے

مدت کے بعد آنکھ اجل سے ہوئی جو چار
لپٹا کے موت کہنے لگے تم کہاں رہے

دو تیر کس نے نشانہ کیے عاشقوں کو دل
بیکار ایک دن بھی نہ تیر و کماں رہے

پہلو میں اپنے طائر بسمل رہا ہے دل
لوٹا کیے زمیں پہ ہر دم جہاں رہے

مستی میں اس نے دیکھ لیے گل زار کسطرف
کیونکر نہ مست ہر شجر بوستاں رہے

ہونے دیا نہ دست نگر تو نے غیر کا
ای صبر تیرے ساتھ رہے ہم جہاں رہے

وله

١٦٧

دل خوں ہوا ہے چشم مروت وہی رہی

رکھتی ہے خامشی مری پہ ان حال سے
پردہ نہ فاش ہو کہیں ان قیل و قال سے
دب جائے آسمان بھی گرد ملال سے

رکھا سیاہ پوش غم ہجر یار نے
کعبے میں بھی سفیر کی قسمت وہی رہی

لوٹتا خاک پہ جیسا تھا یہ بسمل کیلئے
ہاتھ پھیلا ہی رہا دامن قاتل کیلئے

زلف مشکیں دیکھتے ہی رہ گئی اونکا افسوس
بوسے اُس شوخ کی ہیکل کے گلے لیلئے

توسن عمر رواں سے سر مرقد اُترے
کیسے بیتاب تھے ہم آخری منزل کیلئے

نگہ ناز سے قاتل تری میں لوٹ گیا
یہ جگر کیلئے برچھی تھی چھری دل کیلئے

ہمسری آپ کے رخ سے تو نکرنا تھا اُسے
حشر تک رہ گیا وہ بدر مہ کامل کیلئے

کیوں گل زخم دکھائیں نہ بہار فردوس
چمن آرا تری تلوار ہے بسمل کیلئے

کیوں نہ عمدہ یہ زیارت کو پری زاد آئیں
جان دیدی ہے کسی حور شمائل کیلئے

اُٹھائی نہ کبھی پھر جہاں میں کوئی
عبرت آموز ہر اک موج ہے ساحل کیلئے

رہ گئی بات کسیکے یہ اُٹھائے نہ اُٹھی
سر مرا لوٹ گیا دامن قاتل کیلئے

شکوہ کرنے میں حسینوں سے مزہ آتا ہے
ہے گلے کیلئے دل اور گلہ دل کیلئے

باتیں کرتا ہے اُدھر آج ہوا سے ناقہ
قیس بیتاب ہے یہاں صاحب محمل کیلئے

جبیں آجائے جو ہوا سکا ٹہنا موقوف
ہاتھ لگجائے دوا کوئی مرے دل کیلئے

چھری خنجر کے ہاتھ جو فتنہ کوئی آتا ہے نیا
یہ اکٹھا رکھتا ہے اسکو تری محفل کیلئے

ولہ

[illegible]

کرنل بھی ایک روز کہائینگے ہم شمیم
میجر تو ہو گئے کرم ذوالجلال سے

شام غربت میں جو مینے زلف جاناں یاد کی
آسماں پر ایک قمچی اڑ گئی فریاد کی

خاک تک صحرا میں مجھ دیوانہ کی برباد کی
بھی نگو پہنیں کشش مجذوب مادرزاد کی

نوجوانی جا چکی سارے قوا ہیں مضمحل
دشمنی سے دوستی بدتر ہے پیار اضداد کی

عشق سرو افگن ہے میرا او چلسکتا نہیں
پائیں ہیں اس شیر نے کیا ہڈیاں فولاد کی

اوس پریوش سے جو بدلا ہے نچھاڑا نکو
وہم ہے ملک سلیماں ہیں یہ اسبار کسباد کی

عقدہائے دام تو منقار سے سب کہل چکے
اب گرہ کہلنی ہے بس اک خاطر صیاد کی

ابروئے خمدار جاناں کا وسے کیا ہے خوف
بحر موجوں سے پہنتا ہے زرہ فولاد کی

قد موزوں کی مقابل قطع کر ڈالینگے ہم
اس طرح تقطیع ہوگی مصرع شمشاد کی

پابوس آرزو سے دل نہو کیونکر تنگ
دوستی مخدوش دیکھی سیل کی بنیاد کی

بیستوں کا بدخشاں آج ہے شیریں نے پوچھ
دیکھ تو تیر نگیاں خون سر فرہاد کی

کون سنتا ہے یہ چرخ مقرنس ماجرا
آتی اپنی ہی صدا گنبد میں جب فریاد کی

نظم کو بھی پھل ریاضت کا ملا ہے اے شمیم
شہرت شاگرد سے ہے منزلت استاد کی

ولہ

[illegible]

[illegible]

[illegible] کیا ملک	جب سبزہ زار چرخ بری صیدگاہ ہے
[illegible] کم نہیں	لالہ چمن میں چتر سر پادشاہ ہے
[illegible] تجھ کو بھی	ناحق بھی مانتا ہے وہ جو داد نگاہ ہے
[illegible] حکمراں	ظاہر میں وہ فقیر ہے باطن میں شاہ ہے
عاشق [illegible]	نیچی نگاہ ہے کبھی ترچھی نگاہ ہے
شاہ [illegible] کم نہیں	[illegible] کے سر تاج کیانی کلاہ ہے

منکر جو ہے جمال محمد کا اے تسلیم
دنیا میں بھی وہ دین میں بھی روسیاہ ہے

[illegible] سعادت پیشوا ہوتی	بلا جو سر پہ آتی عشق میں بال ہما ہوتی
[illegible] وفا ہوتی	نسیم لطف سے کھلتی کلی ہر دل کی وا ہوتی
[illegible]	کبھی یاد صنم ہوتی کبھی یاد خدا ہوتی
[illegible]	میں ساحل تک پہنچتا موج دریا رہنما ہوتی
[illegible] اگر دست حنائی	رم آہوئے مشکیں شوخی رنگ حنا ہوتی
[illegible] بوسہ ابرو	طواف کعبہ میں اکثر نماز اپنی قضا ہوتی

[illegible]

[illegible]

نہ آیا حشر میں بھی ہٹ تو دیکھو
سحر ہوتے ہی شبنم نے کیا کوچ
حقیقت منظر عارف میں ہوگی
عدو کو رکھ اسیر دام احساں
کہاں پاؤں کدھر ڈھونڈوں الٰہی
گلے کا ہار بجا ونگا میں بھی
ہے ہمرہ حسرتوں کے اژدل

میں جس کو ڈھونڈھتا ہوں وہ کہاں ہے
یہ شعر میری [illegible] ہے
فلک کا عکس دریا میں عیاں ہے
یہی زنجیر پائے دشمناں ہے
تو دل میں ہے نظر سے وہ نہاں ہے
اجل اب آ گئے جاتی کہاں ہے
نہ پس پیچھے ہے آگے کارواں ہے

شمیم اب عشق میں نظم کے سبب
میرا اُستاد او استاد جہاں ہے

۱۷۱

ہم پر بھی ایک دن ہو عنایت جناب کی
کیا اب بھی وہ نہ آئینگے قاصد غضب ہے
زاہد کے دل میں بغض ہے جام شراب سے
ساقی کی یاد میں ہیں رواں اشک چشم تر
غفلت میں حیف اپنی جوانی گذر گئی

دن آفتاب کا ہے تو شب ماہتاب کی
بیٹھی ہوئی ہے ڈاک مرے اضطراب کی
یہ شپرہ نہ دیکھیگا شکل آفتاب کی
گذرینگی سوچ آپ [illegible]
تعبیر ہم نے خواب میں پائی ہے خواب کی

[illegible]

جو بنی ہے چاندنی یہ غضب کی بہار ہے | چلئے حضور سیر کریں ماہتاب کی

زنجیر نیل چرخ کی ہے کہکشاں شتفیر
مستک پہ کیوں رہے نہ سپر آفتاب کی

کی محتسب نے ضبط نہ بھٹی شراب کی | رشوت میں اشرفی جو ملی آفتاب کی
سرگرم ہے دل سے وہ حرارت شراب کی | آتش ہے یہ گریہ چشم کباب کی
آسودگی ہوئی نہ میسر بشن عافیت | برباد ہالے مری مٹی خراب کی
کہتا ہے کیوں حضور وہ اور محشر کھڑے ہیں | گم ہوگئی ہے فرد ہمارے حساب کی
اے سیل تو ملیگا تمہیں ساحل نجات | ساقی کے ساتھ ہے کشتی شراب کی
منظور نہیں پڑھی ہے نکیریں سے کبھو | عادت نہیں ہے مجھکو سوال و جواب کی
ملبوس یار سونگھ کے دل کیوں نہ لوٹ جائے | کیا اس میں تیز ہوتی ہے خوشبو گلاب کی
نفرت ہے فقر میں بھی چرخ لئیم سے | ہاتھوں لگا ہو لگر کبھی نہ کھلی سحاب کی
بھرچرخ افلاطون کے موافق جو تو رہا | اوٹھی چلیگی بحر میں کشتی حباب کی
دلمیں ہے جو دلکی تمنا عجب نہیں | اللہ کوئی حد بھی ہے اوسکے حجاب کی
زاہد غرور شعلہ ہے شرم گندے آب | سوجھی اوسے عذاب کی مجھکو ثواب کی

راز دل خلوت میں مری کہنے کو تھا اُن سے ظہیر
پڑ گئے ابرو میں بل تقریر آدھی رہ گئی

کوئی تو ہوکے زلیخا سا خریدار آئے
وصل کی شب بھی وہ کرتے ہوئے انکار آئے
کس طرح سے غیر ونیہ وہ جا بیٹھا ہے
اک سہی قد کی محبت نے سرافراز کیا
لڑکھڑانے لگوں میں اتنی پلا دے ساقی
رخ رنگیں کی محبت نے گھسیٹا ہم کو
نہ شریک اسکا ہے کوئی نہ کبھی کا شریک
خواب میں عرش کی تنویر نظر آئی ہے
کوچہ یار میں ٹوکا نہ کسی نے ہم کو

لیکے ہم یوسف دل کو سر بازار آئے
برچھی تانے ہوئے کھینچے ہوئے تلوار آئے
کیوں سگ کوئے صنم پہ نہ مجھے پیار آئے
شکر ہے اوج پہ اب طالع بیدار آئے
دیکھ وہ جھوم کے بادل بھی کہسار آئے
بلبل مست کی صورت سے گلزار آئے
ہم ازل سے یہی کرتے ہوئے اقرار آئے
کیا عجب ہاتھ میں زلف سیہ یار آئے
ہم کئی بار گئے اور کئی بار آئے

دل خوشی سے مرے سینے میں اچھلتا ہے ظہیر
تنگ کوٹھی میں ہیں جو شور کہ سرکار آئے

تم سلامت رہو رسوائی سے ڈرنے والے
موت سے عاشق ابرو نہیں ڈرنے والے

نیچی نظروں ہی میں دل لیکے مکرنے والے
تیغ کے گھاٹ پہ ہیں ہم تو اترنے والے

چاہنے والیکا اُس کے ظرف عالی چاہئیے — عشق بازی کیلئے ضبط فغاں درکار ہے

ملتے ہیں چوٹی کے مضموں آسماں پر رات دن — فکر اعلےٰ کیلئے کب نردباں درکار ہے

نوک مژگاں تیر رستم ہے تو دل اسفندیار — آزمائش کیلئے تختہ کیاں درکار ہے

لاکھ قسمت میں ہو تیری ہے مگر تدبیر شرط — کشتی تقدیر کو بھی بادباں درکار ہے

منزل گور غریباں ہے وہ آسودہ مکاں — سقف کی حاجت نہ اُسکو سائباں درکار ہے

ہوں نظر اُسکی مائل اُسکے ابرو پر نشاں — تیر ایسا چاہئیے ایسی کماں درکار ہے

عاشقوں کی بھیڑ دم بھر کیلئے چھٹتی نہیں — ہے جو وہ یوسف ہجوم کارواں درکار ہے

اوج پر خوبی پہنچے گی چل کے دریائے شراب — کشتی مے کیلئے آب رواں درکار ہے

نجد کے میداں میں پہنچا دی جو اسکو قیس تک — ناقہ لیلیٰ کو ایسا سارباں درکار ہے

یہ بساط دہر کب تک کب تلک یہ زندگی — فکر عقبیٰ کر جو فکر جاوداں درکار ہے

رات بھر کی زندگی اس بے ثباتی پر یہ حرص — شبنم فانی کو رنگ بوستاں درکار ہے

بے اعانت کے کسیکا دہر میں نکلا نہ کام — دست حیدر کو بھی تیغ دو زباں درکار ہے

خشت خم ہوجائیگی یا خشت مسجد اے سعید
جائیگی مٹی وہیں اپنی جہاں درکار ہے

رہی چشمک ہمیشہ آسماں سے — یہ ہم میں بانکپن آیا کہاں سے

تعاقب کر کے میں اتھک ہی توت ہیں آگے آگے تھا عمر رواں سے
جھکا جاتا ہے پیری میں قد راست الف میں دائرہ آیا کہاں سے
وہ تیرا اندانہ آیا ہے چمن میں گرے پڑتے ہیں طائر آشیاں سے
مقلد لکھنو والوں کے ہیں ہم زباں آئی ہمیں اہل زباں سے
مزہ دیتی ہے کیا کیا وصل کی شب کہانی میری اور میری زباں سے
خیال زلف میں ڈوباں میں آج ملیں چوٹی کے مضموں آسماں سے
ہوا رسوا یہاں ٹکرا کے سر کو لگی یہ آگ سنگ آستاں سے
نکلنے کو ہے جسم زار سے روح جدا ہوتا ہے یوسف کارواں سے
ہمیں بھی دیجیے دو چار دشنام سنا تھا پھول جھڑتے ہیں زباں سے
جو اپنے دل میں وہ قاتل خفا ہے کھنچی ہے تیغ بھی مجھ نیم جاں سے
شریک درد و غم تھا اک دل زار اسے میں ڈھونڈ کر لاؤں کہاں سے
مسیح و خضر خود بچتا رہے ہیں بلا ہے پھل یہ عمر جاوداں سے
وہ توڑا دل کو میرے کر کے انکار وہ نکلا تیر ظالم کی کماں سے
ہوئی ہے بیچ رستے میں ملاقات یہاں سے میں چلا قاصد وہاں سے
ترے الجھے ہوئے بالوں میں ہو الگ یہ سیدھی راہ نکلی ہے کہاں سے

ولہ

وفور حزن میں قابو سے دل جانے نہیں پاتا	ابھی تک میرے قبضے میں ہے عمر کشتۂ غم کی

سفیر اب استخارہ کر کے چلیے آگے ملنے کو
کہ ہے بہتر سے بہتر مصلحت خلاق عالم کی

وله

لگا کے آپ سے دل کو بہت نہال ہوئے	خوشی تو ایک ہوئی سیکڑوں ملال ہوئے
شب فراق جو ہم ضعف سے نڈھال ہوئے	عدو بھی آ کے ہمارے شریک حال ہوئے
کمال غیظ سے دیدے تری جو لال ہوئے	ہمارے خون کے پیاسے یہ دو غزال ہوئے
دوانہ بلبل و قمری کی چھیڑ چھاڑ میں	ہزار ہا مری جانب سے بھی سوال ہوئے
نہ سر اٹھاتا تھا اس باغ میں کبھی ہم کو	مثال سبزۂ بیگانہ پائمال ہوئے
بڑا ہی لطف ملا مجھکو ہمنشینی کا	کبھی جو بزم میں دو چار ہم خیال ہوئے
لچک رہی ہے کمر بوجھ اٹھ نہیں سکتا	تمھارے بال تمھارے لئے وبال ہوئے
کہو نہ مجھ سے کہ دل تیرا کیوں ادھر آیا	میں پوچھتا ہوں کہ تم کیوں نہ باکمال ہوئے

انھیں بزرگوں کے ہم دل سے معتقد ہیں سفیر
امیر و نظم ہوئے حضرت جلال ہوئے

تم کو کیوں میری محبت میں ہے یاں شک نگار	دم تمھارا ہی بھرا جاوے گا دم جب تک ہے
مرغ دل حلقۂ گیسو میں پھنسا اور نہ	میں سمجھتا تھا کہ طائر یہ اڑا یہ ہے

عشق کی گرمی نہیں ہے دل آتش خانہ ...
جو ورق ہے میرے دیوان کا پروانہ ہے

[illegible]

ولہ

[illegible]

اپنی ہی صورت ادب آموز اپنی ہو گئی
آئینے خانے سے بڑھکر کوئی مکتب خانہ ہو

آج وہ جاتے ہیں یاں سے چلا آتے ہیں کل
یہ سراے دہر کیا ہے اک مسافر خانہ ہے

میکدے میں کون ہے وہ جو مجھو روتا نہیں
موج بادہ کی زبان پر بھی ہی افسانہ ہے

راہ پر شیخ حرم کو ہم لگا لیتے سفیر
کیا کہیں پر دور کعبہ سے بہت بتخانہ ہے

زمین اوٹھکے اگر آج آسمان سے ملے
سر نیاز مرا اوسکے آستاں سے ملے

فقط پہنچنے ہی کی دیر تھی وہاں کیا تھا
بڑے تپاک سے ہم اوسکے پاسباں سے ملے

زبان سے بات جو نکلی تو وہ پرائی ہوئی
یہ تیر وہ نہیں جو چھوٹکر کمان سے ملے

بھلا وہ درد محبت کی کیا دوا کرتے
علاج ہو نہ سکا ہم کریم خاں سے ملے

جنون کا وادیٔ وحشت میں دم غنیمت ہے
رفیق خضر سا ہمکو بھلا کہاں سے ملے

خوشی سے پھولتا جاتا ہے دل بھی شاعر کا
مشاعرہ میں اگر دو قدرداں سے ملے

تلاش ہے دل گم گشتہ کی بہت مجھکو
اوسی کو ڈھونڈ کے لائے کوئی جہاں سے ملے

اوجاڑ دیکھ کے گلشن کو یاد آئی بہار
چمن میں داغ ہزاروں ہمیں خزاں سے ملے

[illegible]

[illegible]

خاک اوٹھتی نہیں رہ رہ کے لحد سے میری — مٹ گیا میرا نشان یہ ہوس نام میں ہے

چاک کر میری طرح تو بھی گریباں ای شیخ — اک ذرہ کفر کی بو جامۂ احرام میں ہے

ہائے جو لطف ہے خلوت میں وہ جلوت میں نہیں — حشر میں دید ہے پر جلوہ گہ عام میں ہے

میر عثمان علیخان کے ملازم ہیں سفیر
نام اپنا بھی رستم لشکر اسلام میں ہے

رلائی اونکو مجھ میں جو اوس حسین میں رہی — بل ابرو و نپہ اوہر ان شکن جبیں میں رہی

بغیر جان سلئے مجھ کو چھوڑتی کب تھی — میں جب سے خلق ہوا موت بھی کمیں میں رہی

لہو کی بوند تو اوچھلی رگ گلو سے مگر — نہ نکلے داغ وہ قاتل کی آستیں میں رہی

نزاکت آ بھی گئی اوسکی آرسی میں بھی — جو اک زمانہ تلک دست نازنیں میں رہی

جو میرے ساتھ ہوا دفن یہ دل بیتاب — تمام رات قیامت بپا زمیں میں رہی

کبھی نہ آنکھ اوٹھا کر مریطرف دیکھا — عروس بن کے حیا چشم سرمگیں میں رہی

کبھی نہ صاف ہوا عاشقوں سے دل اون کا — تمام عمر گرہ زلف عنبریں میں رہی

زمانہ ہو گیا پامال ترک تاز فلک — ذرا بھی خاک نہ قبر سنگیں میں رہی

لگایا آئینے کیطرح دل سارے زمانے نے
تری تمثال کے مرقع میں حسین نکلی

پس پردہ سفیر زار کب تک اپنا سر پھوڑے
نزاکت اوسکی ہمدم اور عصمت ہمنشین نکلی

وہ خطا سے ہوے برہم تو خطا اور ہوئی
کہ مزا اور طلب کہ سزا اور ہوئی

لڑکھڑاتے ہوئے میخانے سے نکلے میکش
کھائی ٹھنڈی جو ہوا لغزش پا اور ہوئی

تاک کر دلکو مرے پھیر لی ظالم نے نگاہ
ناوک انداز سے یہ ایک خطا اور ہوئی

آپکے نامہ و پیغام سے کیا ہوتا ہے
صرف اتنا ہی کہ تسکین ذرا اور ہوئی

کرکے پچتاے حریف ستم آرا کا گلہ
دل سفاک میں کمبخت کی جا اور ہوئی

اوس کے ہاتون کے سوا اور نتھی کوئی جگہ
تو حنا خلق میں انگشت نما اور ہوئی

دام گیسو سے جو نکلا تو نفس بند ہوا
دل ناداں کو مرے ایک سزا اور ہوئی

سخت جانی کا مرے حال کسی سے جو سنا
برش خنجر سفاک سوا اور ہوئی

مہندی ملکر تو نہین سفاک نے کیا کم تری ہا
اوسپہ رنگینی خون شہدا اور ہوئی

کیون نہ ممنون رہوں گرد کدورت کا سفیر
مرے آئینہ خاطر کو جلا اور ہوئی

دل میں مرے یاد رفتگاں ہے — جو اشک ہے آنکھ سے رواں ہے

جو عہد کیا تھا وہ کہاں ہے — کچھ تم کو خیال مہرباں ہے

گردوں سے کبھی مانگ لو ستم کچھ — منظور جو میرا امتحاں ہے

جینے نہیں دیگی ناتوانی — جو دم ہے وہ دم کا مہماں ہے

پروانوں کو دیکھکر وہ بولے — یاں بھی ہجوم عاشقاں ہے

گیسو کو سمجھتے ہو تم اپنا — وہ بھی مری آہ کا دھواں ہے

کیا اوس کے لیے دعا کروں میں — جو بات نصیب دشمناں ہے

کیوں درد کا حال پوچھتے ہو — کیا تم کو بتاؤں میں کہاں ہے

شکوہ پہ رقیب کے وہ بولے — کمبخت بڑا ہی بدگماں ہے

قطعہ

دیکھا جو ہلال کو یہ سمجھا — کھینچے ہوئے تیغ آسماں ہے

وہ آئینہ خانے میں یہ بولے — حیرت ہے کیوں عجب مکاں ہے

یوسف کیطرح نہیں اکیلا — یاں بھی مرے ساتھ کارواں ہے

کیا کم ہے سفیر تجھکو یہ فخر — آصف کا وزیر مہرباں ہے

قطعہ

کاہے کو چمن کو بھی خزاں ہے — اجڑا ہوا باغ آسماں ہے

[illegible]

نکل گئی ترے وحشی کی جان غفلت سے
ہزار حیف نہ زنداں میں دیکھ بھال ہوئی

جمال یار کی پریاں ہوئیں جب قائل
خط عذار کو درکار مہر خال ہوئی

سوائے لعل بھی ہے صلاح کار معین
شراب رندوں میں اسوجہ حلال ہوئی

در کریم پہ لاتا کبھی نہ استغنا
کرم محیط جو تھا خواہش سوال ہوئی

لگی ہوئی ہو جو شبنم سبزہ گاہ مینا پر
نشیلی آنکھ تری دیدہ غزال ہوئی

بتا ہو میکدے والوں کو کیا غرض اس سے
صدائے شیخ اگر زور کش بلال ہوئی

کہاں عناصر اربعہ میں ارتباط رہا
یہ انکی دوستی ہی وجہ اختلال ہوئی

میر بطیر جیسے ہوئے کب اسیر [illegible]
مسیح و خضر کو کب زندگی وبال ہوئی

سفیر اس کی گلی میں پہنچتے ضعف گیا
جو دو قدم بھی چلے خستگی کمال ہوئی

ولہ

سچ جو ہے بات وہ میری [illegible] کہنے والے
کوئی رہ جائے مگر ہم نہیں رہنے والے

سخن تلخ پہ ہم اُف نہیں کہنے والے
چپ نہ ہو جاؤ سے خاموش نہ رہنے والے

اٹھ کے پہلو سے حریفوں کو دکھا آئینہ
منہ پہ کہہ بیٹھتے ہیں عیب کے کہنے والے

سچ تو یہ ہے یہی کمبخت مرے دشمن ہیں
آپکے پاس گئے نزدیک کے رہنے والے

دل کے ارمان نکلتے ہیں نہ رکینگے اب تو
اشک بنکر مری آنکھوں سے ہیں بہنے والے

۱۸۱

[illegible]

مجھ سے بڑھکر دلِ پُر داغ نے لوٹی ہیں کے | سبزہ گل میں کبھی آنکھ دامان میں کبھی
بھولے بھٹکے ادھر آجاؤ مرے سر کی قسم | گرم پہلو بھی تو ہو فصل زمستاں میں کبھی
دفن ہو کر دل بیتاب نے آفت ڈھا دی | ایسی ہل چل تو نہ تھی شہر خموشاں میں کبھی

مطمئن ہے مرا دل کیا صفت گل میں سفیر
شیر ایسا نہیں دیکھا ہے نیستاں میں کبھی

ہوشیار آج جو وہ مستِ ناز ہے | پھندا اجل کا حلقۂ زلف دراز ہے
واعظ تجھے شراب سے بھی احتراز ہے | اسکا بھی ہے یقین کہ در توبہ باز ہے
میں سچ کہوں مجھے تو گناہوں پہ ناز ہے | بندہ نوازیوں پہ جو وہ بے نیاز ہے
بھر دے وہ مراد سے دامن تو کیا عجب | خواجہ ہمارا خواجۂ بندہ نواز ہے
اک نوجواں کا عشق بہانہ ہے موت کا | اے پیر چرخ تو بھی حیلہ باز ہے
ٹوٹا نہ حسرتوں کا کسی روز سلسلہ | طول امل بھی خضر کی عمر دراز ہے
کیا کیا بگڑ بگڑ کے بنا ہے شب وصال | بخت سیہ بھی سایۂ زلف دراز ہے
زلفیں ہٹاؤں رخ سے تو یہ ذکر چھیڑیے | تھوڑی سی ہے رات ہجر کا قصہ دراز ہے
سنتا ہوں شیخ حج کو اکیلا نہیں گیا | ہمراہ اسکے قافلۂ حرص و آز ہے
ٹوٹا مگر نہ آئی صدائے شکست تک | اپنے دل شکستہ پہ بھی مجھکو ناز ہے

عاشقوں میں اُن کے سر دفتر ہیں ہم	ابتدا ہی میں ہمارا نام ہے

شاد کرتے ہیں تخلص جو ہیں فقیر
ہاں کشن پرشاد اُن کا نام ہے

سختیاں سہنے کی خاطر جان ہے	ایک دل سو دکھ خدا کی شان ہے
دل کا دیدینا کوئی آسان ہے	فائدہ اُن کا سراسر نقصان ہے
کیا تمنا وصل کی اُن سے کروں	جو نہ نکلے گا یہ وہ ارمان ہے
کیوں نہ رکھا ہم نے اُنکا خیال	عشق بازی میں بڑا نقصان ہے
دیتے ہیں جب بر جبیں ہو کر جواب	ہنسکے فرماتے ہیں کیا نقصان ہے
اپنے عصیاں کی نہیں کچھ مجھکو فکر	جس کا بندہ ہوں وہ رحمٰن ہے
منتخب کرلیں گے سو میں ایکسو	اچھی صورت کی ہمیں پہچان ہے
دیکھئے مشکل ہے الفت کا نباہ	دل کا لے لینا بہت آسان ہے
دل کی حالت اُس پہ کب ظاہر نہیں	جانتا ہے وہ مگر انجان ہے
کیوں پریشاں وصل میں ہو اس قدر	خوف کس کا تم کو میری جان ہے
نیچی نظروں سے وہ کرتے ہیں نگاہ	اس ادا پر اک جہاں قربان ہے
غیر نے انکو سکھائے ہیں فریب	آدمی کا آدمی شیطان ہے

۱۸۳

بالیں سے وہ اٹھیں تو ہم آغوش اجل ہے
وہ آئی تو یہ جان نکلنے نہیں دیتے

ہیں غیر بھی استاد جو چالاک ہے
رنگ انکی طبیعت کا بدلنے نہیں دیتے

رہ رہ کے اٹھاتے ہیں نقاب رخ روشن
کیا خاک میں سنبھلوں وہ سنبھلنے نہیں دیتے

ہم نشہ کی حالت میں بھی ہیں ضعف کے پابند
قابو سے طبیعت کو نکلنے نہیں دیتے

وہ کہتے ہیں ہر وقت کہ میرا ہی کہا مان
میں کہتا ہوں میری بھی چلنے نہیں دیتے

ہونٹوں تلک آ آ کے پلٹ جاتا ہے مطلب
وہ بات مرے منہ سے نکلنے نہیں دیتے

جنت میں بھی رہتا ہے نصیر انکا تصور
حوروں سے بھی دل میرا بہلنے نہیں دیتے

جو رتبے میں دونوں برابر نہ ہوتے
علی جانشین پیمبر نہ ہوتے

گواہ اسپہ ہوتی نہ قرآں کی آیت
اگر آپ نفس پیمبر نہ ہوتے

نہ ہوتی یہ فیض گر ذات ان کی
قیامت میں ساقی کوثر نہ ہوتے

نہ ہوتی اگر ان میں قدرت خدا کی
نصیری خدا کہکے کافر نہ ہوتے

ضلالت کی ظلمت میں تھی ساری دنیا
اگر احمد پاک رہبر نہ ہوتے

نہ ہوتی اگر خلق ذات محمد
مہ و مہر و افلاک و اختر نہ ہوتے

جو نور نبی جلوہ افگن نہ ہوتا
تو یہ دونوں عالم منور نہ ہوتے

[illegible]

[illegible]

۱۸۵

جوانی کے ماتم میں بیٹھا ہوں میں
ستم کی ترے کس سے فریاد ہو
مزہ یہ ہے ہم اُن پہ مرتے بھی ہیں
چمن میں جسے تاک سمجھے ہو تم
قیامت سے کچھ کم نہیں زندگی
مرا دل اُدھر خود بخود کھنچ گیا
رہے گی جوانی بھلا کب تلک
اُسے دیکھ کر دنگ میں ہو گیا
حسینوں پہ دیتا رہا جان میں
نکل آئے گی اُس سے ملنے کی راہ

مرا دل اِسی غم سے رنجور ہے
زمیں سخت ہے آسماں دور ہے
محبت میں جینا بھی منظور ہے
مرے زخم دل کا وہ انگور ہے
صدائے نفس بھی مجھے صور ہے
وہ محجوب پردے میں مستور ہے
وہ کیوں نشہ میں اسقدر چور ہے
پری ہے الٰہی کہ یہ حور ہے
مجھے عشق بازی کا ناسور ہے
خدا کو اگر وصل منظور ہے

وہ ملجائیگا ایک دن اے شیفتہ
خدا کی خدائی سے کیا دور ہے

سرِ مجنوں پہ اے وحشت جنوں تیرا یہ احساں ہے
[illegible] ہوں میں نے کر رکھا ہے تیرے وحشی کو
پسند دیدۂ روشن نہیں ہے بستر گل بھی

کہ تارِ خیمۂ لیلیٰ ہر اک تار گریباں ہے
جدھر میں آنکھ اُٹھاتا ہوں اُدھر چشمِ غزالاں ہے
اگر ہے گرم رو خورشید شبنم کب تلک [illegible] ہے

[illegible]

[illegible]

عشق کی سرکار سے جاری یہ فرماں ہو گئے
آج اے بلقیس ہم بھی سلیماں ہو گئے

ذرے افشاں کے چمک کر ماہ تاباں ہو گئے
اختر دندان جاناں صبح خنداں ہو گئے

خاطر سنگین جاناں سے بنا کعبہ تو کیا
اک غبار دل سے یاں لاکھوں بیاباں ہو گئے

یا اک ابرو کماں کی سوت کا باعث ہوئی
خار تلووں کے مرے پہلو میں پیکاں ہو گئے

گردش چشم سیہ سے پس گئے صبر و قرار
یہ جواہر سرمۂ چشم غزالاں ہو گئے

بغض و کینہ سے ہوئی ہے شاید انساں کی سرشت
چار دیوار عناصر میں یہ پنہاں ہو گئے

وامق و فرہاد کے اب جانشیں ہم کیوں ہوئے
چل بسے اہل جنوں خالی بیاباں ہو گئے

آئینہ رو ہیں ہوا یہ بے نقابی سے یقیں
حسن کی بے پردگی سے خود بھی حیراں ہو گئے

صفائے اہل کرم کی شان ہے آغاز میں
جو مسافر آئے اس گھر میں مہماں ہو گئے

شہسواری کی جو کی تعریف پچھتانا پڑا
عاشقوں کے سر اُسی دم صرف چوگاں ہو گئے

دور وا تا جگر گیا دل کا کہ ویراں بن گیا
مر مٹے جب اُن پہ ہم جینے کے ساماں ہو گئے

خضر نے جب دم دیا وحشت میں مجھ وحشی کو تھا
خار صحرائے جنوں داماں بہ داماں ہو گئے

حشرستان شہادت سے ہوا دل پُر خوں مرا
لالۂ داغی بھی تابوت شہیداں ہو گئے

گرمی عشق بتاں سے الغرض عاشق یہیں
خضر لب تشنگاں چاہ زنخداں ہو گئے

عشق گیسو میں ہوں میں مری حقیقت کیا بھلا
دیو بھی اس جن کے سایہ سے گریزاں ہو گئے

اے پری چشم شعبد نے سکھائے ہیں یہ فن
شعبدے دکھلا رہا ہے چرخ بازیگر مجھے

وصل کی شب سے گی صحرائے جنوں آباد میں
ڈھیر کانٹوں کا نہیں پھولوں کا ہے بستر مجھے

اڑ کے پہنچوں گا ابھی جھوٹوں بھی وہ بلوائے گر
بیقراری نے لگائے ہجر میں دو پر مجھے

بے ثباتی دیکھ کر جی سلطنت سے ہٹ گیا
ہر حباب بحر ہے جمشید کا افسر مجھے

میں نژاد دالیان ویچ ہوں جب تو سیف سر
کھینچتا ہے اپنی جانب رشتۂ گوہر مجھے

عارض جاناں پہ موئے زلف بل کھانے لگے
چاندنی کے کھیت میں بھی سانپ لہرانے لگے

ابر آہوں کے علم خورشید تک جانے لگے
حلقۂ گردوں پہ پرچم اپنے لہرانے لگے

سوچ کر انجام عاشق رنج و غم کھانے لگے
حضرت عشرہ کے ابھی سے آپ بٹوانے لگے

آتش افروزی کے شعلے دور تک جانے لگے
پھر مری جانب سے اغیار انکو بھڑکانے لگے

سو کھنے والے تھے کب مرہم سے یہ زخم جگر
ہاتھ تو جراح کے انگور کے دانے لگے

تشنہ جیت میں تھی مجھی سے رونق بزم سخن
رنگ مجھ کو دیکھ کر یہ تند فلک اسنے لگے

مردم دیدہ نے پانی اشک ریزی سے بچا
بھگیے طوفاں سے ساحل تک بچانے لگے

مجھ سا تھا مرد شکوہ عشق جاں بازوں میں کون
قتل کرنے کو کیا پھر دل میں پچھتانے لگے

وہ بھنور مجھ کو نظر آئے محیط عشق میں
کشتی گردوں بھی جس میں آ کے چکرانے لگے

ولہ

۱۸۷

عنان موج اگر اختیار میں ہوتی	محیط عشق میں ساحل پہ کام چل جاتے

سفیر اس سے بھی وہ چند ہوتے گر جہاں
مرے کریم کے صدقے ہیں وہ بھی ٹل جاتے

غرور حسن میں آج اس کا کوئی ثانی ہے	نیا شباب ہے اٹھتی ہوئی جوانی ہے
غرض سے پاک ہمیشہ ہے اپنی مہر و وفا	کریں جو قدر حسینوں کی قدردانی ہے
گر انقلاب سے بھی چمن کے عکس گل رخسار	شراب جام میں ساقی کے ارغوانی ہے
ہیں اس کے ہاتھ میں نیرنگیاں زمانے کی	کسی کا دوست کہاں اپنا یار جانی ہے
خدا سے مال میں کس کے لیے طلب کرتا	سمجھ چکا تھا کہ دو دن کی زندگانی ہے
اٹھائے سر پہ نہ انسان مال مفت کا بار	شراب پی تھی جو ہوکے سے گرانی ہے
جگر کا داغ دکھا کر یہ عشق کہتا ہے	اسے مٹاؤ نہ تم یہ میری نشانی ہے
جواب واں سے یہ قاصد نے لکھ کے بھیجا ہے	کسی کی سنتے ہیں کب عالم جوانی ہے
چمن میں کیوں نہ ہنسی آئے دیکھ کر مجھ کو	لباس سرو قبا پوشش زعفرانی ہے

پلا رہا ہے شراب دو آتشہ ساقی
سفیر دختر رز سے یہ عقد ثانی ہے

رحمت جو حشر میں ہوئی رب غفور کی	اک دھوم مچ گئی مرے عفو قصور کی

عارف بنے تو چشم حقیقت نگر ملی
چھپتی نہیں ہے شے کوئی نزدیک دور کی

دیکھی لہو کی دھار تو غش کھا کے گر پڑے
بسمل کے ساتھ خیر نہیں ہے حضور کی

دست سبو گلے میں ہے اور پائے خم پہ سر
پروا ہے کب سغیر کو زانوے حور کی

ہم نبرد آج تو ہوں اپنی محفل والے
دیکھوں کیسے وہ سپاہی ہیں دل والے

دم نکلنے کو ہے بسمل کا بڑی حسرت سے
دل کو تھامے رہیں ہمسایۂ قاتل والے

نزع میں موت یہ کہتی ہے اٹھاو بستر
منتظر آپ کے ہیں گور کی منزل والے

چشم آئینہ میں ہے آج غضب کا جادو
چھپے جاتے ہیں سر بزم مقابل والے

جرس قافلہ شہر خموشاں ہے خموش
کیسے چپ چاپ چلے جاتے ہیں منزل والے

دو قدم ناقے سے آگے ہیں قدم مجنوں کے
اک نظر دیکھتا جا پردے محمل والے

غرق گرداب محبت ہوئی کشتی اپنی
کیا سبکسار نظر آتے ہیں ساحل والے

بنگئے یہ بھی رقیب آج مجھے حیرت ہے
آئینہ آرسی دونوں تری محفل والے

گرہ خاطر صیاد کہیں کھلتی ہے
غنچہ ساں ہم بھی ہیں اک عقدۂ مشکل والے

اے مسیحا تری فرقت میں ہوا کام تمام
کہیں بچتے بھی ہیں بیمار دق و سل والے

ہم بھی دل تھامے ہوئے سیر چمن کو نکلیں
گوش زد ہوں کہیں نالے تو عنادل والے

قولہ

فصل بہار آگئی لو بس کشو نوید — مینخانے تک پہنچ گئے ہاتھی سحاب کے

ہر سال اے بہار تو ہے اپنی میہماں — آتے نہیں ہیں حیف کبھی دن شباب کے

اٹکھیلیاں نسیم کی دریا میں دیکھئے — آگے ہے موج کے کبھی پیچھے حباب کے

وہ مہروش جہاں ہے وہیں اپنا ہے مقام — جس طرح دھوپ ساتھ چلا آفتاب کے

حیدر سا جانشین کہیں ملتا ہے اے صفیر — بھائی بھی ہیں حضور رسالتماب کے

پیر مغاں سے دور ہیں ساغر شراب کے — آتے نہیں ہیں پاس مسیح آفتاب کے

آشوب دہر بنگئے فتنے جناب کے — سارے یہ کھیل ہیں نگہ نیمخواب کے

گردوں تلک ہے اشکوں کا پانی چڑھا ہوا — رومال عاشقوں کے ہیں ٹکڑے سحاب کے

بحر جہاں میں ایک نفس کی نہ رکھ امید — لغزش بہانہ جو ہے عقب میں حباب کے

روشن دلوں کا قرب ہے ہر ایک کو پسند — کیوں کر زمیں گھومے نہ گرد آفتاب کے

خالق نے لکھدیا ہی مرد دلمیں ما عشق — ساتوں فلک ہیں سات ورق اس کتاب کے

سو جائیں گر وہ جب تو سناؤ ہماری داستاں — قصّے بیان خواب ہی ہیں چشم خواب کے

صیاد خود اسیر محبت ہے آجکل — بچھے ہوئے ہیں دام مرے اضطراب کے

ریگ رواں کبھی ہوں نفس آب رواں کبھی — سکتے ہیں بحر و بر میں مرے اضطراب کے

وہ مشتری خصال جو آئل برقص ہو	زہرہ بھی اسکے پیچھے کھڑی ہو کے تال دے
ساقی تجھے قسم ہے جناب امیر کی	بانہیں مرے گلے میں اسیوقت ڈال دے
کوشش کروں پہنچنے کی میں بزم ناز میں	گر اذن مجھکو اسکا جلال و جمال دے
دربان یار بھی ہے جہانکا چھٹا ہوا	ایسا نہ ہو کہ ہاتھ گریباں میں ڈال دے
بوسہ دیا جو خال کا میں نے یہ کی دعا	اسکا صلہ بہشت میں تلکو بلال دے
رفتار اسکی بھی ہے زمانیکی طرح پست	ممکن نہیں فلک مجھے اوج کمال دے
واعظ یہ اسکی شان کرم سے نہیں بعید	دے مجھکو خلد تجھکو جہنم میں ڈال دے

شیخ حرم کو مرد میں سمجھونگا جب صفیر
بتخانے سے تو آکے مجھکو نکال دے

خندۂ برق طلبان ہو کیوں نہ الفت مجھے	یاد آجاتی ہے اک ہستی ہوئی صورت مجھے
پاؤں جب ٹوٹا تو حاصل ہوگئی دولت مجھے	تخت تیموری ہے اپنا گوشۂ عزلت مجھے
اپنے دیوان کو رکھوں کیوں نہ میں گلزار نظم	جامۂ رعنائی ہے یہ جامۂ شہرت مجھے
ہجر کی شب دم گھٹا جاتا ہے لوں کس سے مدد	موت بھی کہتی ہے آنیکی نہیں فرصت مجھے
فصل نا ہے و نوش ہے پیر آگئی فصل بہار	پھر حسن میرزا کی دست ناک پہ بیعت مجھے
صحبت پاکان ہے پیری میں ہوئی نصیب	میکدہ سے لے چلی ہے پاکی نیت مجھے

ولہ

بحر عالم میں ہے دل گوشہ عزلت پسند
جا ملی کشتی ہماری تہ گرداب سے

پیچ و تاب دل تلاطم ہی میں گھٹتا ہے سدا
تالک میں دم آگیا ہے کشتی گرداب سے

اے لحد میں کیا کہوں کچھ حال تنہائی تجھے
موت لائی ہے چھڑا کر صحبت احباب سے

صحبت ہمجنس کب ہمجنس سے چھوٹی سیفیر
آب ہی میں موج ہے باہر نہیں ہے آب سے

عارف کو دل لگو تا ہے کب قال و قیل کی
موسیٰ کو احتیاج نہیں جبرئیل کی

بھاری ہے رات ہجرت بن عدیل کی
اس حور کے گلے میں ہے زنجیر فیل کی

وہ بھی شراب ہے مگر اتنا ہی فرق ہے
ساقی دو آتشہ نہیں ہے سلسبیل کی

رکھو ہمت بلند کہ بالا ہو مرتبہ
شرکت شکار فیل میں لازم ہے فیل کی

اوصاف میں حسینوں کے ہے تر زباں
لذت ملی ہے نعمت ذکر جمیل کی

مشہور خلق میں مری معجز بیانیاں
چوری ہے کمسنی میں زبان جبرئیل کی

گر دل تہو نیام ہے صمصام ہاتھ میں
ورنہ صفت عصا میں ہے تیغ اصیل کی

اقبال جرم عشق پہ دل کو سزا ملی
مختار کا قصور نہ سازش وکیل کی

واعظ میں میکدہ میں بھی مہمان رہ ستہ ہوں
خاطر کروں شراب سے ابن السبیل کی

خالق سے عشق کو میں سدا مانگتا رہا
میکال کی سنی نہ کبھی جبرئیل کی

ولہ

گرتے نہیں کنویں میں جہالت کو وہ کبھی	پیرو رہے جہاں میں جو عقل سلیم کے
اُن کا جہاں قیام ہمارا وہیں مقام	کوچے میں جا رہیں گے محمد سقیم کے
بستر پہ لوٹ لوٹ کے کاٹی شب فراق	پہلو کے تکیے بن گئے شعلے جحیم کے

طالب ہے تو بھی دید کا اسکو بھی پاس ہے
جس نے سفیر ناز اُٹھائے کلیم کے

اشک سے دیدۂ پرنم رہے کیونکر خالی	کب ہوا آب سے سرچشمۂ گوہر خالی
کام آئی نہ حکومت نہ ظلمائیں کچھ	آج اقبال سے ہے تخت سکندر خالی
نرگس و نیلوفر یار نے سب چھین لیا	ہو گیا فتنوں سے نہ طارم اخضر خالی
اشک خوں روتے ہیں ساقی تری فرقت میں مدام	مئے گلرنگ سے رہتے نہیں ساغر خالی
تیرے گیسوئے معنبر کی کشش جب سے سنی	غار کو ڈر کے کیا کرتے ہیں اژدر خالی
ہائے افسوس نہ نکلا ابھی کچھ دل کا غبار	روتے روتے کیا آنکھوں نے سمندر خالی
لالہ رو سنکر داغ دل دیوانہ ہے پر	کیا کروں لیکے چمن میں مئے احمر خالی
روح گھبرا کے جو نکلی تو جسد نے یہ کہا	کس پہ تو چھوڑ چلی اے مری جان گھر خالی
عاشق خال ترے پیتے ہیں گلشن میں شراب	گو کناروں میں کیا کرتے ہیں ساغر خالی
اتنا نعمت دیدار سے سیری ہوئی	وہ گدا ہوں ترے سودے سے نہیں سر خالی

۱۹۳

اشراق کا جو علم فلاطوں کو آگیا
تھی وہ بھی روشنی مری بزم خیال کی

دل ایک قطرہ خوں ہے کہاں تاب لائیگا
اللہ کے جلال بتوں کے جمال کی

ابروئے یار باعث شہرت ہوا سفیر
اس نیمچہ سے قدر بڑھی ہے ہلال کی

مٹی پلید چرخ نہ کر مجھ نحیف کی
کچھ حد بھی ہے ترے حرکات سخیف کی

کشت امید دل میں ہمیشہ ہری رہی
مانع نہیں ہے ربیع و خریف کی

مفتی کو میکدے میں تو آئیند و میکشو
لیتا ہوں اب خبر میں مزاج شریف کی

میں ابتدا ہنسی کی ہوا انکی بزم میں
کبتک رہیگی کند طبیعت ظریف کی

اچھے ہوں قافیے تو چمکتی نہیں غزل
ہر وقت پیروی ہے مقدم ردیف کی

دل کو وہ غم کے بوجہ سے کیوں بل رہ نجائے
تبلاؤ کیا بساط ہے عضو ضعیف کی

افعال بد جو سفلوں سے سرزد ہوں عجب کیا
مٹی بھی ہے پلید زمین کثیف کی

رزق حلال دیتا ہے مجھکو مرا کریم
کیا بات ہے سفیر غذائے لطیف کی

بحر مواج کو حیرت ہیج گی
یوں رواں اپنی طبیعت ہوگی

رند مشرب ہوں ریاضت ہوگی
موج مئے لشتہ وحدت ہوگی

دل سے پیکاں نہ نکالے کوئی	اِس کی ایذا مجھے راحت ہوگی
ندرہے شیشۂ دل رکھ ساقی	طاق میخانہ کی زینت ہوگی

پاک کیا ہے وہ مولود سیفیؔ
جس کی کعبے میں ولادت ہوگی

ہم پہ مائل وہ ہوئے ہم اُنکے طالب ہوگئے
عشق اتنا بڑھ گیا ایک جاں دو قالب ہوگئے

تخت پر اپنے جگہ پیر مغاں نے دی ہمیں
پیکے مئے ہم صاحب والا مناقب ہوگئے

کرم خوردہ نسخۂ دل لائق تفسیر تھا
قوت حُسن و عشق کے سارے مطالب ہوگئے

کاسۂ زانو پہ سر ہیں دیکھا او صوفی ذرا
میکدے والے تھے جتنے سب مراقب ہوگئے

وصل کی شب روشنی گھر میں مری پھیلی ہوئی
ذرے افشاں کے چمک کر نجم ثاقب ہوگئے

اسم اعظم آپکا رکھتا ہے سیفی کا اثر
جب لیا نام علیؑ دشمن پہ غالب ہوگئے

ہے مرا حصہ بھی اُنہیں یہ نہ سمجھیں اہل فارز
تھی مضامیں جتنے صرف کلک صائب ہوگئے

دشت غربت میں مری ہمت کے ہمراہ بھی
خضر تھوڑی دور دیکر ساتھ غائب ہوگئے

جان آسانی سے نکلیگی نہ ہو گر حرص زر
بوالہوس کیوں دولت دنیا پہ راغب ہوگئے

کوچۂ جاناں میں ایسی ناموافق تھی ہوا
راہ کو جاوے مجھے ابرو کے حاجب ہوگئے

ہیں مُصلے چار کعبے میں مگر ہے غور شرط
بس وہی اچھے رہے جو حق بجانب ہوگئے

ولہ

ولہ

محفل غیر میں ہر وقت برہنہ روئی — مجھ سے سفاک تجھے شرم تو آئی ہوتی

چھان ڈالا تری وحشی نے نیستاں سارا — نہ ملا شیر سے وحشت میں کلائی ہوتی

چھوڑ دیتا بھی جو صیاد تو پھر دام میں تھا — جیتے جی قید سے کب مجھکو رہائی ہوتی

فیصلہ تو نے کیا بیچ میں پڑ کر ای تیغ — حشر تک مجھ میں نہ قاتل میں صفائی ہوتی

شوق نے بوسوں کے محجوب حسینوں کیا — نہ طلب کرتا نہ دیتے نہ گدائی ہوتی

غیر کی طرح سے مجھپر بھی اُنہیں رحم آتا — شکل رونے کی جو میں نے بنائی ہوتی

قبر عاشق پہ جو وہ فاتحہ کو آجاتے — روح مرحوم کی پھولے نہ سمائی ہوتی

کشتۂ ابروے خمدار ہے مشہور سفیر
قبر پر آپ نے شمشیر چڑھائی ہوتی

شعلہ رو جلدی چھڑا کاجل کا دھبا گال سے — برق بھی منہ پوچھتی ہے ابر کے رومال سے

پھر فروغ مردم دیدہ ہوا اُسکے خال سے — یہ توقع ہے عروج کوکب اقبال سے

ہر گھڑی دوڑا ہوا جاتا ہوں صحرا کی طرف — ای جنوں تنگ آگیا دل میرا استقبال سے

سارے عالم کے گنہ ملکر ہیں میرا اک گناہ — حشر میں کیا منہ دکھاؤں زشتی اعمال سے

سبعہ سیارے پر اپنے ای فلک نازاں نہ ہو — دیکھ یاں گیارہ ستارے ہیں نبی کی آل سے

سجدہ ہیں ختم ہو نیکو ہے اب ماہ صیام — سیکڑے آباد ہونگے غرۂ شوال سے

دوستی میں تری دونوں کو ہے رشک سدا
شانے کو آئینے سے آئینہ کو شانے سے

سچ تو یہ ہے کہ ترا اور کھٹکا ہے کہاں
بیکسی تو نہیں جاتی مرے کاشانے سے

منہ اودھر پھیر کے وہ بزم میں ہنستے ہیں
برچھیاں جیسی چبھی ہیں دل میں کر افسانے سے

گھر کی بھٹی ہے ستیفر اپنے گھر اپنی شراب
مست ہوں ساقی کو تو ہی کے میخانے سے

کس تیر نظر کا ہے یہ بسمل کئی دن سے
رہ رہ کے پھڑکتا ہے مرا دل کئی دن سے

آباد ہے پھر کوچۂ قاتل کئی دن سے
بسمل پہ گرے پڑتے ہیں بسمل کئی دن سے

اسکو بھی کیا عشق کرم مایہ نے گوہر
ہے دُرِّ یتیم آبلۂ دل کئی دن سے

شاید کہ سفر ہو تو عدم ہی کا سفر ہو
آتی ہے نظر خواب میں منزل کئی دن سے

کی عشق میں محنت تو ہوا شہرۂ آفاق
انگشت نما ہے مرا دل کئی دن سے

کیا وحشیوں کو اپنے رہا کر دیا اس نے
آتی نہیں آوازِ سلاسل کئی دن سے

گر آئے مسیحا تو اسے نبض دکھاؤں
ہے خون جگر اشکوں کی شامل کئی دن سے

بیکار نہ بیٹھیگا ترا جذب تعشق
ہے پرگنہ حسن میں حاصل کئی دن سے

لیلیٰ کے تصور کو بھی پر لگ گئے مجنوں
محمل میں نہیں صاحب محمل کئی دن سے

اب کام شیر بغو کا نہیں بزم میں اونکی
ہوتے تھے جو واں جمع ارا دل کئی دن سے

ضمیمہ دیوان ۱۹۷

شامت مری سرِ خطِ تقدیر ہوگئی | کیا پھر بھی سادہ لوح کی تدبیر ہوگئی

پہونچی اوسکے کان تو دل [illegible] گیا | جو زلفِ یار عشق کی زنجیر ہوگئی

واعظ سے ربطِ پیرِ مغاں اختلاف تھا | ناقابلِ قبول یہ تقصیر ہوگئی

مر کے بھی چین [illegible] سنگ [illegible] ہم | کوچے میں اوس کی لاش بھی تشہیر ہوگئی

[illegible] کر دیا جواب تو ہم مستقل ہو گیا | تیوری چڑھی ہوئی تری شمشیر ہوگئی

پر [illegible] گناہ [illegible] آگیا | بجلی چمک کے آپ کی تصویر ہوگئی

جو کچھ کہا تھا اوس نے وہی پیش آگیا | ناصح کی بات خواب کی تعبیر ہوگئی

وہ راستہ نہ بھولے ہوں گھر کا [illegible] | کیوں آج اونکے آنے میں تاخیر ہوگئی

دوزخ [illegible] امید اٹھواں بہشت | حامی جو شرم سار کی تقصیر ہوگئی

بالیں پہ [illegible] بھی بہا [illegible] | حالت شبِ فراق جو تغییر ہوگئی

تربت میں گرد باد [illegible] نظر پڑی | ہم سمجھے مقبرے کی بھی تعمیر ہوگئی

شوخی سے چشمِ مست کو [illegible] | لو موجِ مئے غزال کی زنجیر ہوگئی

کھٹکی نظر جو دل میں ہوئی [illegible] جگر کے پار | برچھی کی نوک پہلے تھی اب تیر ہوگئی

واعظ نے زاہدوں ہی کو دی خلد کی نوید | جنت بھی اوس کے باپ کی جاگیر ہوگئی

جو آیا دھمہ سے اوس [illegible] | وصلت کی شب کی چاندنی [illegible]
حامی وہ ہوں پڑ گئے تھے قدم [illegible] | رحمت سنبھال لیگی خدائے مجید کی

موقع ہے [illegible] نیشے لگے [illegible]
دنیکی بھرہ شیفہ مرقاتات [illegible] کی

اللہ رے شان البلق نیل پر بہار کی | ہے کھڑ [illegible] رکاب میں ولیسار کی
دیکھا کبھی نہ ہم نے زمانہ عروج کا | چھوٹی [illegible] البلق نیل و نہار کی
ہوں زندہ مجھکو [illegible] سر پر الیپنہ ہے | آتی ہے [illegible] [illegible] گنشکار کی
عبرتکدہ ہے شاہونکا تکیہ فقیر کا | مٹی جہاں پلید ہے ہر شہریار کی
سرشار نشہ سے تھا جوانی میں بھی کبھی | پیری میں [illegible] ہوں اوس خمار کی
تریاک ہے جو خال رخ یار کی پسند | سمجھی ہے مجھکو چھاؤں ہے ہٹ کو کنار کی
ہم سادگی پسند عمارت میں بھی رہے | حاجت نہیں ہے ہمیں نقش و نگار کی
نظروں سے ہم ہیں دور تو پہلو میں غیر ہیں | ہے ہے اونھیں تمیز ہے گل کی نہ خار کی
کب معرکے میں جم کے غریطرح لڑ سکے | یاروں کو تھی پڑی ہوئی عادت فرار کی
اور ونکو اوس نے عیش تو مجھکو دیا ہے رنج | ہے یہ بھی مصلحت مرے پروردگار کی
تبر دکھا انکو چھینک کے بیٹھی ہے وہ خموش | حالت ہے اب یہ طبع مضامین نشکار کی

[illegible]

ہے ہے بنی امیہ کے ہاتھوں سے یا علیؑ | لٹتی ہے کربلا میں رضاعت رسول کی
تنہا علی حضور کے بستر پہ سو رہے | کی آپ نے مدد شب ہجرت رسول کی
جز مرتضیٰ و حمزہ و عباس کون تھا | کی معرکوں میں کس نے رفاقت رسول کی
وہ ذوالفقار تھی جو ہمیشہ سپر رہی | ممکن نہ تھی کسی سے حفاظت رسول کی
حیدر کا پھینکنا در خیبر اکھاڑ کے | اسلام کا وہ رعب وہ صولت رسول کی
آیا ہوا ہے قصر میں کسریٰ کے زلزلہ | شاہوں کے بھی ہے دل میں شہامت رسول کی

کافی ہے مجھکو قبر میں محشر میں اے سپہر
رحمت خدا کی اور شفاعت رسول کی

ولہ

جو درد دل کا نکل جائے چشم پرنم سے | غبار لشکر غم دھوؤں روئے عالم سے
وہاں بھی سبو نکے جاتے ہیں ساقی کوثر | نہ پوچھ مسئلہ اے شیخ ہر گھڑی ہم سے
مسیح و خضر بھی مرنے میں زندگی کیلئے | فراغ کسکو ملا ہے غم دو عالم سے
پڑھیں نہ فاتحہ میری لحد پہ آ کے بخیل | صدا یہ آتی ہے ہر وقت گور حاتم سے
نگین کھدا کے حسینوں کے عشق میں رکھے | ملا عروج سلیماں کو نقش خاتم سے
انگوٹھی اپنی جو بھیجی ہے یار نے مجھکو | تو در دِ آنکھوں کو ملتا ہوں نقش خاتم سے
عبث غرور ہے زاہد کو زہد و تقویٰ پر | فرشتہ بھی کوئی ہوتا ہے نسل آدم سے

[illegible]

کچھ ایسی تیرہ و تاریک ہے شب عاشور
چراغ نجم سحر بھی ہیں جھلملائے ہوئے

چمک کے گرتی ہے بجلی تڑپ کے اٹھتی ہے
یہ ذوالفقار کے قبضے سے ہیں بتائے ہوئے

چلے ہیں ثانی حیدر وغا کو لیکے علم
فرس بھی ناز سے چلتا ہے سر اٹھائے ہوئے

دعائے مرگ جو مانگی تو موت نے یہ کہا
ہیں وہ شقی ہوں آئی ہوئی بلا ہوئے

بلا ہیں قہر ہیں یہ موت زیست کے جھگڑے
کہ جنکو دیکھ کے جاتی ہیں ہوش آئے ہوئے

جو باپ کی تھی وصیت کہ بیڑیاں پہنو
کھڑے ہیں حضرت سجاد سر جھکائے ہوئے

دکھا کے قاصد صغرا کو شاہ نے یہ کہا
عزیز سوتے ہیں سب خون میں نہائے ہوئے

جو قتل عون و محمد نہ سب سے پہلے ہوئے
ہیں ماں کے آگے ندامت سے سر جھکائے ہوئے

بیچارہ طائر مضمون وہ جسے آنکھ پڑی
شکار بھی کہیں جاتے ہیں چوٹ کھائے ہوئے

پہنچ کے نہر پہ بھر لی ہے مشک غازی نے
وہ فوج کیا ہوئی جو تھی پیاسے جمائے ہوئے

سفیر مرثیہ گوئی کا لیلیا بیڑا
کمیت خامہ کی باگیں ذرا اٹھائے ہوئے

اے چرخ لادے خاک در مرتضی مجھے
محتاج کیوں رہوں جو ملے کیمیا مجھے

کیا اور صید گاہ جہاں میں نہیں شکار
کیوں گھیرتی ہے بنکے تو ادل قضا مجھے

حاجت عیسیٰ کی نہیں تربت میں بعد مرگ
کافی ہے مجھکو صرہ خاک شفا مجھے

[illegible]

[illegible] کے سامنے — جیسے [illegible] کے سامنے
دریا [illegible] دل کا دریا [illegible] — پھوڑ [illegible] کے سامنے
جو حور [illegible] عرفت کرو نگاہ — آئینہ [illegible] کے سامنے
[illegible] — قطرہ بھی کوئی [illegible] کے سامنے
[illegible] — [illegible] کے سامنے
[illegible] — [illegible] کے سامنے
[illegible] — [illegible] کے سامنے
[illegible] — آتی دلہن کو موت نہ دولہا کے سامنے
بیٹوں سے [illegible] زینب [illegible] — آئیں [illegible] بچھا کے سامنے
ہر [illegible] لگا کے [illegible] عجب — محجوب [illegible] شور [illegible] کے سامنے
امت کا پیاسا ہے شکوہ کیا — شکوہ کرو [illegible] سینہ [illegible] کے سامنے
اکبر کو [illegible] لڑائی میں بھی یہ خیال — آجاتے تھے عقاب کو دوڑا کے سامنے
عباس کہتے تھے کہ ہے خوش نصیب — موت آگئی غلام کو آقا کے سامنے
کہتے تھے شاہ جھک کے لڑو شامیو کیا — گھبرا گئے ہو ایک تن تنہا کے سامنے
رخصت پدر سے ہوتے ہیں ہمشکل مصطفیٰ — مادر کھڑی ہے ہاتھوں کو پھیلا کے سامنے

[illegible]

... گھر میں نہیں ... سمجھا ... کہتے ہیں ... صدا سے ... ہے
چاہیے اُس نظر لطف پہ مشکل کیا   وصل منظور ہو تم کو تو [illegible] ہو جاتا ہے
روبرو آپ کے آسان ہے مشکل مجھکو

خاک چھانی نہ ملا خضر سے رہبر کا پتا   دشت وحشت [illegible] شہر بشہر
ہو کے مایوس سر راہ کھڑا ہوں تنہا   پاؤں کیا [illegible]
نہ ملا پر نہ ملا کوچۂ قاتل مجھکو

خاک میں مل گئی افسوس وہ سب عہد وفا   یہ ہمارا تھا نصیبا [illegible]
اپنے ایسے ہوا تو پھر کیا [illegible]   گور میں ساتھ کسی نے نہ دیا
اقربا چھوڑ گئے اول منزل مجھکو

خوف آیا نہ اسے کچھ نگہ قتال سے   ڈر ذرا بھی نہیں ظالم کو صف مژگاں سے
منھ کو شرما کے چھپانا ہی پڑا اوداں سے   عکس آئینے میں کرتا ہے رخ جاناں سے
تجھکو کہتے ہیں پری حور شمائل مجھکو

کبھی بستر پہ ہوتا ہے کنار [illegible]   اپنی سرحد سے نکلنے نہیں دیتا ہوں
تیرے ہاتھوں یہ تباہی ہی کی ہے خوش ہوں   خانہ بردوش بگولے کی طرح [illegible]
نظر آئے جو کہیں صورت منزل مجھکو

ہم نے مانا کہ وہ ہیں حور وہ ہیں رشک پری — بلکہ اونمیں بھی نہیں حسن کی جلوہ گری
وہ بھی انسان ہیں ہمیں کہ نہ ہو شرم فری — بے حجابی نے کیا اونکو تکلف سے بری
بند کھولے سر بازار چلے آتے ہیں

اب ہوا جاتا ہے یہ نشۂ طاقت کافور — قافلہ شیب کا رستے میں ہے کچھ نہیں دور
ہاتھ سے جانے نہ دو عجز کو حتی المقدور — اے جوانو نہ کرو زور جوانی پہ غرور
دن بڑھاپے کے خبردار چلے آتے ہیں

چاہنے والوں کی اک بھیڑ لگی ہے در پہ — کوئی نالاں کوئی گریاں ہے کوئی خاک بسر
کثرت ایسی کہ نکلتی نہیں آنکھوں سے نظر — کوچۂ یار بھی میدان قیامت ہے مگر
سیکڑوں طالب دیدار چلے آتے ہیں

ہے تغافل سے ستمگر کے طرح رنج و تعب — منہ کو آجاتا ہے ہر بار جگر ہائے غضب
دل سے ہونٹوں تلک آہی نہیں سکتا مطلب — درد دل کہیے کیا اوس سے یہاں وصل کی شب
اشک ہمدم گفتار چلے آتے ہیں

مجھ بلانوش پہ ہے کیوں یہ عتاب اے ساقی — بے پیے جان نہ میری ہے عذاب اے ساقی
دل جگر ہوگئے جل جل کے کباب اے ساقی — قحط باراں نہیں دے جلد شراب اے ساقی
لگہ ابر دھواں دھار چلے آتے ہیں

رباعیات

دشمنوں سے ہے مرےطرح ابھی سے انکار	اون کے سایہ سے بھی رہتا ہے ہمیشہ بیزار
ایسے غمخوار کو کس طرح مجھے آئے نہ پیار	پچھاڑ کھاتا ہے جو غیروں کو چھیٹ کر ساتھ
میں یہہ کہتا ہوں مرے شیر ترا کیا کہنا	
نہ تو کیوڑا ہے یہاں مشک نہ عنبر نہ گلاب	ہوش میں آینگے فرمائیے کیا ہیں اسباب
دل مضطر کو سنبھالے رہیں للہ جناب	لا سکینگے نہ ذرا جلوۂ دیدار کی تاب
ارنی موبنہ سے نہ اے حضرت موسا کہنا	
اون کے نزدیک تو پہلے کبھی شاعری تھے	کبھی سنتے نہ تھے مضمون ہوں برے یا اچھے
ہائے رے ناز ترا ہائے غمزے تیرے	وصف رخ میں جو سنے شعر تو ہنسکر بولے
ہے غزل نور کی ہے نور کا تیرا کہنا	
بخت خفتہ کو میرے آج جگا دے یارب	میری باتوں میں ترا آج سو لوے یارب
جو کھانی میں کہوں اونکو مزا دے یارب	اور تھوڑی ہی شب وصل بڑہا دے یارب
صبح نزدیک مجھے اون سے ہے کیا کیا کہنا	
شعر ایسا ہو کہ ہر وقت دے دشمن بھی نظیر	دل میں حسّاد کے در آئے وہ یوں جیسے تیر
مرے اوستاد یہ فرماتے ہیں کیا خوب شفیر	چستی طبع سے اوستاد کا ہے قول اخیر
ہو زمین سست مگر چاہئیے اچھا کہنا	

دیگر

دیگر

دیگر

دیگر

دیگر

اعوان و خدم کو زین زر کو دیکھا آتے ہوئے اقبال کو دیکھا جس طرح		منعم تری ثروت و اثر کو دیکھا جاتے یونہیں تیرے کروفر کو دیکھا
	دیگر	
دنیا ہمیں تیغ کی طرح کستی ہے ہے گرد و غبار میں بھری محفل دہر		جتنا ہو عروج اتنی ہی پستی ہے پر داغ ہر اک کا خامہ ہستی ہے
	دیگر	
کب غمکدہ دہر میں ہشیار ہوں میں ساقی ازل کا دل سے وارفتہ ہوں		غفلت کی شراب پیکے سرشار ہوں میں نیت تو ہے پاک گو گنہگار ہوں میں
	دیگر	
تو نے نہ کیا دل مروت ہے یہی تو اپنے ضرر کو سود اوروں کا جان		رکھ بند زبانکو ہاں کرامت ہے یہی دنیا میں سفیر بس ولایت ہے یہی
	دیگر	
آئینہ دہر سے یہی حالی ہے مانند نگاہ چشم ہستی میں ہوں		جو شکل ہے یاں وہ شکل تمثالی ہے مرنے پہ بھی کب میری جگہ خالی ہے

دیگر

[illegible] غم زدہ ہے چشم گریاں کی سفر مہمانی
[illegible] بہشت [illegible] انتظار [illegible] کا
کچھ کان میں کہہ گئی جوانی

دیگر

پیدا ہے عاشقوں کو گرم شادی ہے
[illegible] نگہ سے انکی بربادی ہے
[illegible] میں وہ
[illegible] نقش قدم زمین پہ فریادی ہے

دیگر

[illegible] باقی ہے [illegible] دیکھو
[illegible] تماشا [illegible] بعد بھی سوز جگر
[illegible] یہی پنہاں [illegible]

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

[illegible]

کہتی ہے صدا یہ فطرت معنی پرس سمجھو کوں ہی گدائی سے ہے مرنا بہتر		آراستہ کرتا ہے عبث خوان ہوس رخ پر عرق شرم ہے تجھکو بخدا بس
	دیگر	
کب تک فریاد سے جلتا ہے جرس آپہنچا سفیر کاروان حسرت		یہ تھمتی نہ رکتا ہے اب ایک نفس آواز حدی وہ ہے یہ ہے شور جرس
	دیگر	
ہیں عرصۂ دہر میں وہی تو دل تنگ ہم بازی شطرنج سے واقف ہیں سفیر		فاسد ہے مزاج مختلف جنکے ہیں رنگ اک گھر میں کہیں رہتے ہیں دو اغا جنگ
	دیگر	
سوتی ہوئی قسمت کو جگانے آئی آنکھوں سے سفیر روضۂ شہ پہ چلو		رستہ ہمیں جنت کا دکھانے آئی یثرب سے صبا تمکو بلانے آئی
	دیگر	
سمجھو ہمیں لباس کا اب نا معلوم وحشتکدۂ قبر سے خالق کی پناہ		یہ عیش یہ عشرت کا زمانہ معلوم دنیا سے سفیر جا کے آنا معلوم

[illegible]

پی جس نے شراب اوسکی کشتی ہے تباہ توبہ کو کنار عافیت جان سفیر		لاکھوں ہیں محیط میں گرداب گناہ لاحول و لا قوۃ الا باللہ
	دیگر	
ہے فرد عمل شراب خواری سے سیاہ توبہ ہی بھلی سفیر توبہ ہی بھلی		کاندھوں پہ جو ہیں وہ لکھتے جاتے ہیں گناہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ
	دیگر	
کیوں شرم گناہ سے رہوں سر بہ گلیم دونوں پہ مرے حقوق ثابت ہیں سفیر		تا بہ قہر کیا ہے کیا نار جحیم اللہ کریم ہے رسول اوس کا کریم
	دیگر	
دو دن کی چھاؤں میں جاہ و حشمت کیا ہے راجہ ہے رائے ہے شہنشاہ ہے تو		جب آنکھ ہو بند تو دولت کیا ہے انصاف نہ ہو تو تیری عزت کیا ہے
	دیگر	
تھے یہ بھی رموز خواجہ ہر دوسرا سر تاج شہیدان ہوئے سر دیکر سفیر		جو چومتے تھے نواسے کا اپنے گلا ہے شہ کی جگہ دیدہ و دل کیا کہنا

۲۰۸